"ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ"

انجمن سروری المعروف بہ بزم اکبری

یعنی

خلاصہ دربار اکبری

مؤلفہ

قاضی محمد علی انصاری رامپوری ایم ایس سابق ہیڈ کلرک

خلف عالیجناب

قاضی محمد عرفان علی صاحب انصاری قدس سرہ الباری

بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

بار اول ۱۹۲۵ء قیمت

([illegible] پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام لالہ [illegible] پرنٹر [illegible] چھپا)

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہِ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

آمادہ گشتہ ام مگر امشب نظارہ را
پیوند مے کنم جگر پارہ پارہ را

دیباچہ

میں نے دنیائے ادب کے روبرو بصد عجز و نیاز اپنے نمونۂ محدودِ علم کو اس طرح پیش کرنے کی جرات کی ہے کہ جہاں تک دیکھا گیا ہے کہ اُردو اور فارسی کے طلاب کو اقتباس مطلب اور عبارت سے خلاصۂ مضمون مستنبط کرنے میں ہمیشہ اشکال کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ برسوں کی محنت امتحان کے وقت بیکار ثابت ہو جاتی ہے۔ اس کمزوری کے دُور کرنے کی خاطر اہل علم نے خلاصہ نویسی کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ اس ناچیز نے بھی دربارِ اکبری مؤلفہ شمس العلماء مولانا محمد حسین صاحب آزاد جو ہائی پروفیشنسی اُردو میں تاریخی حیثیت سے داخل ہے اور ماسوائے تتمہ داخل کورس چھ سو چوراسی صفحے ہیں اور سو نمبر کا مستقل پرچہ ہے۔ اس کا

خلاصہ نہایت جانفشانی اور عرق ریزی سے بنظر سہولت طلاب
ہائی پروفیشنسی اُردو کیا ہے۔ اور ہنگام ترتیب خلاصہ موسوم بہ
"بزم اکبری" اس امر کا بدرجہ اُولیٰ لحاظ رکھا ہے کہ عبارت
مختصر اور مضمون مختتم ہو۔ جب یہ خلاصہ مذکور مکمل ہوگیا تو بخدمت
اقدس عالیجناب آنریبل سر میاں محمد شفیع صاحب بہادر کے۔ سی
ایس۔ آئی۔ اے ممبر آف اگزیکٹو کونسل ایک عریضہ بخط انگریزی
بنابر اجازت انتساب ارسال کیا۔ صاحب ممدوح نے انتہائی
قدر افزائی فرمائی۔ گویا کہ توقع سے زیادہ عزت افزائی کی۔
اور عریضہ مُرسلہ کے جواب میں جو تحریر صاحب موصوف نے
ارسال فرمائی ہے اس کا حرف بحرف ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے

ترجمہ تحریر

سیّد محمد علی انصاری اسکوائر

انصاری ہاؤس۔ قاضی لین۔ رامپور اسٹیٹ

۳۱ راجپور روڈ۔ دہلی۔ مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۲۴ء

بجواب تحریر سامی مورخہ یکم نومبر دربارۂ حصول اجازت
از آنریبل میاں سر محمد شفیع برائے انتساب کتاب موسوم بہ
بزم اکبری بہ اسم گرامی صاحب موصوف میں تحریر کرنا چاہتا
ہوں کہ آنریبل ممبر اس کتاب کے معنون کئے جانے کے لئے

بخوشی آمادہ ہیں۔ آنریبل ممبر آپ کی اس پسندیدہ خواہش پر کہ ان کا نام ایک ایسی کتاب سے وابستہ کیا جائے۔ جو اُن کی نظر میں ناظرین کے لئے مفید اور دلچسپی کا ذریعہ ہو گی۔ آپ کا شکریہ فرماتے ہیں۔

نیاز کیش

دستخط پرسنل اسسٹنٹ

"انتساب"

بزم اکبری کا ناچیز مؤلف

بزم اکبری کو مکرم و محترم جناب مستطاب معلٰی القاب عالیجناب آنریبل میاں سر محمد شفیع صاحب بہادر دام اقبالہ کے۔ سی ایس۔ آئی۔ ای۔ ممبر آف اگزیکٹو کانسل کے نام نامی واسم گرامی پر حسب اجازت صاحب موصوف معنون کرتا ہے۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

خاکسار

ایم۔ اے۔ انصاری عفی عنہ

تقریظات

تقریظ علامۂ زمان اوستاد دوران عالیجناب فیضمآب مولانا مولوی سید اولاد حسین صاحب شاداں بلگرامی سینیر پروفیسر آف یونیورسٹی اورنٹیل کالج اینڈ اگزامنر آف پنجاب یونیورسٹی لاہور

میں نے جا بجا سے "خلاصہ دربار اکبری" دیکھا۔ قاضی محمد علی صاحب انصاری رامپوری نے بہت خوبی سے اصل کتاب کا خلاصہ کیا ہے۔ مطالب ضروری کو چھوڑا نہیں اور مختصر اور عام فہم زبان اردو میں خلاصہ کیا ہے۔ ہائی پروفیشنسی ان اردو کے امیدواروں کو اس کتاب کے خلاصے کی سخت ضرورت تھی۔ اس کمی کو قاضی صاحب نے پورا کر دیا۔ خدا ان کی سعی مشکور کرے*

سید اولاد حسین شاداں بلگرامی

تقریظ جناب فضیلت مآب مولوی وجاہت حسین صاحب عندلیب شادانی ایم۔اے۔ایم۔او۔ایل۔منشی فاضل

کتب درسیہ کے خلاصوں کی وبا اس درجہ عالمگیر ہوگئی ہے کہ اب شاید ہی کوئی ایسی کتاب ہوگی جو کسی امتحان کے نصاب میں داخل ہو اور اس کا خلاصہ شایع نہ ہو چکا ہو۔ مگر بدقسمتی سے یہ خلاصے جس قدر کثرت سے موجود ہیں اُسی قدر کم مفید ہیں۔ بلکہ بسا اوقات ان پر مطالعہ کا انحصار مضر و مہلک ثابت ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اکثر طلبا تیاری امتحان کے دوران میں ہر کتاب کے متعلق کچھ مجمل نوٹس بلکہ نامکمل اشارات لکھ لیتے ہیں۔ اور امتحان سے فارغ ہونے کے بعد انہیں یادداشتوں کو "خلاصہ" کے نام سے شایع کر دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی تالیفات جو ہنگامی اور شخصی ضروریات عالم وجود میں آتی ہیں وُہ کسی طرح اس قابل نہیں ہوسکتیں کہ تمام طلبا کی ضروریات کی کفیل ہوسکیں۔ فی الحقیقت کسی کتاب کا خلاصہ لکھنا ایک دشوار کام ہے اور اس کے لئے صحت مذاق کے علاوہ کافی محنت اور کاوش کی ضرورت ہے۔ خلاصہ کی خوبی یہ ہونا چاہیئے کہ وُہ اختصار کے باوجود کتاب کے جملہ مطالب پر حاوی ہو۔ اور اصل کتاب سے جو سوال کیا جاوے خلاصہ سے اس کا جواب دیا جاسکے۔ "بزم اکبری" اس قسم کا پہلا خلاصہ ہے۔

متعدد مقامات سے میں نے اس کا مطالعہ کیا اور اس کو بہمہ وجوہ مکمل پایا۔ طلبہ کے لئے یہ ایک نعمت غیر مترقبہ اور مطالعہ کے عام شیدائیوں کے لئے جو طول کلام سے گھبرا تے ہیں ایک قابل قدر تحفہ ہے۔ خدا حسن قبول روزی کرے اور مؤلف کو جزائے خیر عنائت فرمائے +

وجاہت حسین عندلیب شادانی منشی فاضل

۷۸۶

جلال الدین محمد اکبر شاہنشاہ ہندوستان

امیر تیمور نے ہندوستان کو تلوار کے زور سے فتح کیا۔ چوتھی پشت میں اسکے پوتے نے سوا سو برس کے بعد سلطنت کی بنیاد ڈالی ہی تھی کہ خاتمہ ہو گیا پھر اس کا بیٹا ہمایوں بادشاہ ہوا۔ مگر شیر شاہ نے ٹکنے نہ دیا +

۹۶۳ھ میں اکبر تخت نشین ہوا یہ ان پڑھ تھا مگر اس نے اپنی نیک نامی کا سکہ دنیا پر بٹھا دیا۔ اکبر راہ میں بمقام امرکوٹ ۱۵۴۲ء میں پیدا ہوا تو ہمایوں نے بموجب رسم شاہان مغلیہ ایک مشک نافہ کے ٹکڑے کر کے اپنے ساتھیوں اور مبارکباد دینے والوں کو تقسیم کر دیئے مگر اکبر کی ماں نے حاملہ ہونے کی حالت میں میر شمس الدین محمد کی بی بی سے (جو حاملہ تھی) اکبر کو دودھ پلوانیکا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ اسی سے اکبر کو دودھ پلوایا۔ اکبر اس کو جی جی (ترکوں میں دودھ پلانے والی یعنی انا کو جی جی کہتے ہیں) کہتا تھا اور اس کی بہت عزت کرتا تھا +

ہمایوں کو سندھ کی ناکامی پر بیرم خاں نے ایران چلنے کی رائے دی مگر ہمایوں دوری کے باعث ایران نہ گیا۔ بلکہ سمرقند کو روانہ ہوا۔

چونکہ اس وقت مرزا عسکری (اس کا بھائی) حاکم قندھار تھا۔ مرزا عسکری کی چند نازیبا حرکات کے باعث ہمایوں مشتنگ کی طرف چلدیا۔ اور ایک خط بایں القاب بھائی (مرزا عسکری) کو لکھا "برادر بے مہر و بے مروت اراد معلوم نمائید" اس خط پر مرزا عسکری اور گرمایا اور ہمایوں کی گرفتاری کے لئے براہبری جے بہادر خود چل پڑا۔ جے بہادر نے موقع پاکر اس واقعہ کا ذکر بیرم خاں سے کیا اور ہمایوں نے بمشورہ بیرم خاں تردی بیگ سے گھوڑے مانگے اس نے ٹال دیا۔ آخر اس نے اکبر کو جو ایک برس کا تھا میر غزنوی خواجہ سرا اور ماہم انکہ کے سپرد کیا۔ اور خود بیگم کو لیکر ایران کی جانب چلا گیا۔ اس وقت ہمایوں کے ساتھ معہ بیرم خان ۲۰ آدمی تھے۔ مرزا عسکری نے مشتنگ پہنچکر اپنے صدر اعظم کو بھیجا تاکہ ہمایوں کو باتوں میں لگائے مگر وہ ناکام ہوئے۔ پھر اکبر کو گود میں لیکر ہر چند ہنسانا چاہا مگر وہ نہیں ہنسا تب چچا (مرزا عسکری) نے کہا "مے دانم فرزند کیست باہیچگونہ شگفتہ شود"۔ پھر اکبر کو لیکر قندھار واپس ہوا اور وہاں کے قلعہ کے اندر کا بالاخانہ انہیں رہنے کو دیکر سلطان بیگم اپنی جی جی کے سپرد کر دیا۔

جب ہمایوں ایران سے پھرا تو بھائی نے گھبرا کر شب برات کے دن دربار کیا (ایران میں یہ رسم ہے کہ اس روز بچے نقارہ بجاتے ہیں) اسکے بیٹے ابراہیم کا نقارہ رنگین تھا۔ اکبر نے اس کے لئے ضد کی۔ مرزا عسکری نے ہا کشتی لڑ لو جو مار لے وہ یہ نقارہ لے لے۔ چنانچہ اکبر جٹ گیا۔ اور آپ سے بڑے چچا زاد بھائی کو بچھاڑ کر نقارہ جیت لیا۔ کامران اس کا

خاموش ہو گیا۔

۹۵۴ھ میں کامران پھر باغی ہوا اور قلعہ کابل بند کر کے بیٹھ گیا۔ ہمایوں نے اس پر گولہ باری کی تو اس نے اکبر کو قلعہ کے دروازہ پر بٹھا دیا یکایک توپیں بند ہو گئیں۔ تب سنبھل خاں میر آتش نے غور کیا۔ تو سامنے آدمی معلوم ہوا بعد میں یہ راز کھلا۔

اکبر کی تحصیل علمی اور شوق علمی

اکبر چار برس۔ چار مہینے۔ چار دن کا ہوا تو ہمایوں نے بسم اللہ کی ملا عصام الدین ابراہیم استاد مقرر ہوئے۔ چند روز کے بعد ملا بایزید پڑھانے لگے پھر ملا عبدالقادر مقرر ہوئے۔ اکبر جب کابل میں رہا کبوتر بازی و شہسواری میں مشغول رہا۔ ہندوستان آ کر بھی یہی شوق رہا کبھی کبھی ملا پیر محمد اور بیرم خاں خانخاناں کے سامنے کتاب لے بیٹھتا ۹۶۳ھ میں ملا میر عبداللطیف قزوینی سے دیوان حافظ وغیرہ پڑھنا شروع کیا۔ اور ۹۸۷ھ میں عربی پڑھنے کے لئے شیخ مبارک کو استاد بنایا۔ وقت مقررہ پر دانشمند حضرات معمولی کتابیں سناتے تھے۔ جہاں سے پڑھنے والے ملتوی کرتے وہاں اکبر اپنے ہاتھ سے نشانی رکھتا تھا۔ اختتام کتاب پر پڑھنے والے کو بحساب صفحات کتاب ختم شدہ اپنی جیب خاص سے انعام دیتا ہر روز بلاناغہ قابوس نامہ۔ حدیقہ حکیم سنائی۔ مثنوی معنوی۔ شاہنامہ۔

کلیاتِ جامی۔ دیوانِ خاقانی۔ انوری وغیرہ وغیرہ سُننا۔ مگر گلستان۔ بوستان سب سے زیادہ ❖

ترجمہ کا محکمہ خاص تھا۔ چنانچہ زیچ جدید مرزا الغ بیگ کا ترجمہ میر فتح اللہ شیرازی کے اہتمام سے ہُوا وغیرہ وغیرہ ❖

اکبر کی شجاعت ذاتی اور بہادری

اکبر ایک روز کابل میں بعہد ہمایوں کتّے لیکر ہرن وغیرہ کے شکار کے لئے گیا۔ اور نوکروں کو جانوروں کے روکنے کے لئے متعین کیا۔ اُنہوں نے خلاف حکم کیا۔ اکبر نے عدم تعمیل کے جرم پر اُن ملازمین کی لشکر میں تشہیر کرائی۔ اِس فعل پر ہمایوں بہت خوش ہُوا ❖

۹۶۲ھ میں ہمایوں نے صوبہ پنجاب کا انتظام اکبر کے سپرد کرکے اُس کو دلّی روانہ کیا تو سرہند کے مقام پر حصار فیروز کی فوج آکر شامل ہُوئی۔ ان میں اُستاد عزیز سیستانی رحیم کو بادشاہ نے رُومی خاں کا خطاب دیا تھا) نے بھی آکر سلام کیا۔ اور اپنی نشانہ بازی اور بندوق بازی کے کمالات دکھائے۔ اکبر کو بھی اس کا شوق ہُوا اور چند روز میں ایسا اُستاد ہوگیا کہ بڑے بڑے گل چلے اُستاد اس کے سامنے کان پکڑنے لگے ❖

۹۶۲ھ میں ہمایوں نے ہندوستان آکر لاہور میں قیام کیا اکبر بھ

جو اس وقت ۱۲ برس ۸ ماہ کا تھا فوج کا سپہ سالار کر کے خانخاناں کو اس کے ساتھ کیا۔ سکندر خان سور کو سرہند پر شکست دی۔ بیرم خان نے اس پہلی فتح کی یادگار میں کلہ مینار بنوا کر سرمنزل اس کا نام رکھا۔ اکبر بڈھانے کے مقام پر تھا کہ ہمایوں کا مراسلہ پہنچا "کہ ہم کتب خانہ کی چھت سے اتر رہے تھے کہ ناگاہ عصا قبا کے دامن میں الجھا اور ہم گر پڑے۔ کان کے نیچے چوٹ لگی اب طبیعت اچھی ہے" ساتھ ہی ہمایوں کی موت کی خبر موصول ہوئی۔ بیرم خان خانخاناں نے حسب رائے امرا وغیرہ بعد نماز جمعہ ۲ ربیع الثانی ۹۶۳ھ میں اکبر کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا۔ دربار تخت نشینی کے وقت ابوالمعالی جو ہمایوں کے فرزند ہونے کے دعویدار تھے شریک نہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد بیرم خاں نے ان کو اپنی پالسی سے دربار میں بلا کر قتل کروا دیا۔

ہیموں بقال

اس وقت اکبر سکندر سور سے الجھا ہوا تھا کہ سکندر خان حاکم آگرہ ہیموں کی خبر پا کر بھاگا کہیں جگہ روکا۔ غرضکہ سپاہ کو قتل و غارت کرا کر خود بھاگ گیا۔ اب ہیموں ۹۰۰۰۰ ہزار جرار فوج ۱۰۰۰ ہاتھی ۵۱ توپ قلعہ شکن ۵۰۰ گھڑنال۔ شترنال اور زنبورک کے ساتھ دلی آ پہنچا تو تردی بیگ حاکم دہلی نے قرب جوار کے امرائے شاہی کو جنگ میں شرکت دینے کیلئے خطوط لکھے

اور اکبر کو بھی عرضی بھیجی۔ دہلی تغلق آباد پر میدان جنگ مقرر ہوا۔ تردی بیگ نے جیتی ہوئی شرط ہار دی۔ خان زمان میرٹھ تک ہی پہنچا تھا کہ یہاں کا کام تمام ہو گیا اور ہیموں کی فوج ہوڈل پلول تک جا پہنچی۔

اب اکبری امراء نے کابل پھر چلنے کی رائے دی لیکن بیرم خاں نے اس کی مخالفت کی اور اکبر نے بھی بیرم خاں کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے کہا اب ہمیں جانا ہے یا تخت یا تختہ۔ الغرض ہیموں بقال سے مقابلہ ہوا اور وہ آنکھ میں تیر کھا کر ہودج میں گر پڑا لڑائی فتح ہوئی ہیموں کو گرفتار کر کے سامنے حاضر کیا۔ بیرم خان نے اکبر سے کہا کہ اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیجیے۔ مگر اکبر نے نہ کیا۔ تب خانخانان نے اپنی تلوار سے اس کا کام تمام کیا۔

بیرم خانی دور کا خاتمہ اور اکبر کی خود اختیاری

تقریباً ۴ برس تک سلطنت کے سیاہ و سفید کے مالک بیرم خان خانخانان ہی رہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ اکبر کے اتالیق تھے اور اکبر ان کی بہت عزت و عظمت کرتا اور خان بابا کہتا تھا۔ آخر ۹۶۷ھ میں خان خانان کے اختیارات بمخالفت ماہم انگہ اور اس کے لڑکے ادھم خان و نیز چند دیگر امراء ضبط ہوئے۔ چنانچہ ۹۶۸ھ میں اکبر خود اختیار بادشاہ ہوا۔ اور اس سترہ سال جوان نے حکومت کا کافی انتظام کر کے ملک میں نہایت امن و امان قائم کر دی۔

اکبر کی پہلی یلغار آدھم خان پر

ملک مالوہ میں شیر شاہ کی جانب سے شجاعت خان عرف شجاول خان حکمران تھا۔ یہ بارہ برس ایک ماہ حکومت کرکے فوت ہوا۔ باپ کے تخت پر بازید خاں عرف باز بہادر خاں قائم ہوا۔ بیرم خاں نے اس مہم پر بہادر خاں برادر خان زمان کو بھیجا۔ اختتام مہم سے قبل بہادر خان کو دربار میں طلب کر لیا اور آدھم خان و ناصر الملک پیر محمد خان کو فوجیں دے کر اُدھر بھیجا شاہی لشکر فتحیاب ہوا اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ چند ہاتھی عرضداشت کے ساتھ بادشاہ کو بھیج دیئے خود وہیں رہ گئے اور پیر محمد خاں کے منع کرنے کے باوجود امراء کو خود علاقہ تقسیم کئے۔ باز بہادر خان کی محبوبہ مسمی روپ متی پر آدھم عاشق ہو گئے۔ اس نے ان کے بیحد اصرار پر بادل ناخواستہ وصل کا وعدہ کر لیا۔ جب شب وعدہ آئی تو اس نے زہر کھا کر دوپٹہ تانا اور چھپر کھٹ میں لیٹ گئی اور اپنی جان دے دی۔ جب آدھم خان وقت معین پر پہنچا تو اس کو مردہ پا کر بہت محجوب ہوا۔ اکبر بھی یہ نازیبا اخبار سنکر اس طرف چل دیا۔ جب کاگرون کے قلعہ پر پہنچا تو وہاں کے قلعہ دار نے قلعہ کی کنجیاں اکبر کے سپرد کیں۔ اکبر نے قلعہ دار کو خلعت دے کر اس کا منصب بڑھایا۔ اسی قلعہ پر آدھم خان چڑھائی کرکے آرہا تھا ادھر سے اکبر جا رہا تھا آدھم خان نے

سامنے سے آتا دیکھ کر گھوڑے سے اُتر کر اکبر کی رکاب پر سر رکھ دیا۔ اکبر نے ادھم خاں کے مکان پر قیام کیا۔ لیکن اس سے خوش ہو کر کلام نہ کیا بہت عذر و معذرت کی تو دن بھر کے بعد عذر قبول اور خطا معاف ہوئی دُوسرے ہی دن ماہم آتکہ نے پہنچکر تمام نفائس وغیرہ جو ضبطی میں آئے تھے حضور میں حاضر کئے۔ اکبر نے پانچویں دن شہر سے نکلکر ڈیرے ڈال دیئے۔ کچھ عورتیں باز بہادر کی پسند کر کے ساتھ لیں ان میں سے دو کو ادھم خاں نے خیمہ میں سے نکال لیا۔ اکبر نے دو کی فراری کی خبر پاکر سفر ملتوی کیا اور سواروں کے ذریعہ پکڑوا لیا۔ مگر ماہم نے بالا بالا ان دونوں کا کام تمام کروا دیا۔ اکبر کو بھی اس کی خبر ہوگئی مگر چپ چلا گیا۔ اور آگرہ پہنچکر ادھم خاں کو یہاں بُلا لیا اور علاقہ پیر محمد کے سپرد کر دیا +

دُوسری یلغار خان زمان پر

خان زمان علی قلی خان نے جونپور وغیرہ کے مشرقی اضلاع میں بہت فتوحات کیں مگر انھیں یہ سامان سلطنت و خزانے دبا کر بیٹھ گئے۔ اور بادشاہ کو نہ بھیجے اکبر نے آگرہ پہنچتے ہی کالپی کے راستہ الہ آباد کا قصد کیا۔ اور ایکدم کڑہ مانک پور پر جا پہنچا۔ خان زمان اور بہادر خان دونوں ہاتھ باندھ کر پاؤں پر آپڑے۔ اکبر یہاں سے کامیاب واپس ہوا +

تیر آسمانی اور غیب کی نگہبانی اکبر ۹۷۰ھ میں دلی پہنچا شکار گاہ سے پھر کر سلطان نظام الدین اولیاء کی زیارت پر گیا۔ وہاں سے رخصت ہو کر ابھی ماہم کے مدرسہ تک پہنچا تھا کہ ایک تیر شانہ میں لگا اور ۱/۴ پار ہو گیا۔ تلاش پر معلوم ہوا کہ تیر مدرسہ کے چھت سے چلا۔ فوراً مجرم مسمی فولاد حبشی ہے جو مرزا شرف الدین باغی کا غلام تھا گرفتار کر کے اکبر کے سامنے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے بدون استصواب اس کو قتل کروا دیا اور خود سوار ہو کر قلعہ میں چلے گئے۔ چند ہی روز میں زخم اچھا ہو گیا تو سنگھاسن پر بیٹھ کر آگرہ روانہ ہوئے۔

عجیب اتفاق جس روز یہاں اکبر کے تیر لگا اسی روز سے اس کے ایک زرد رنگ مہوہ نامی کتے نے راتب نہ کھایا جب اکبر آگرہ پہنچا تو داروغہ نے عرض کی تب سامنے بلا کر راتب کھلوایا۔

تیسری یلغار گجرات پر

اکبر فتح پور میں دربار کر رہا تھا کہ حسین مرزا چغتائی شاہزادہ ملک مالوہ کی بغاوت اور اختیار الملک دکنی کو اپنے ساتھ ملا لینے اور مرزا عزیز کوکہ کے بری طرح قلعہ بند ہو جانے کی خبر ملی۔ ادھر مرزا عزیز کوکہ کی عرضیاں اکبر کے نام اور خطوط ماں کے نام موصول ہوئے۔ اکبر محل سرا میں گیا تو جی جی نے رونا شروع کیا کہ میرے لڑکے کو زندہ دکھاؤ۔ اکبر نے

کئی ہزار پیادوں کو جلد پہنچنے کی تاکید کرکے روانہ کیا اور راستہ کے حاکموں کے نام بھی حکم بھیجا کہ فوج کو تل سواریاں لے لے کر سرراہ حاضر ہوں خود بھی بمعہ تین سو نامی سرداروں اور درباری منصب داروں کے روانہ ہوا۔ غنیم کے تین سو سپاہی سرنج سے پھرے ہوئے گجرات جارہے تھے راجہ سالباہن۔ قادر قلی اور رنجیت وغیرہ نے حسب الحکم اُن پر حملہ کیا اور کامیاب ہوئے۔ غرض ۲۷ منازل طے کرکے نویں دن گجرات دریائے نربچی کے کنارہ جا پہنچا۔ جب گجرات کے قریب فوج کا شمار کیا۔ تو ۳ ہزار تھے +

مرزا عبدالرحیم ولد خان خانان (جو سولہ برس کا تھا) کو سپہ سالار کرکے قلب میں مقرر کیا۔ خود سو سوار لیکر الگ ہو گیا تھا۔ تاکہ جس طرف مدد کی ضرورت ہو ادھر مدد کرے +

محبّت کے ناز و نیاز

اسی موقعہ پر راجہ جے مل ولد راجہ روپسی اکبر کے برابر سے نکلا۔ اکبر نے اس کے بکتر کے بھاری ہونے کا سبب پوچھا کہا زرہ ڈیرہ میں رہ گئی اس وقت یہی تھا۔ اکبر نے اپنے خاصہ کے زرہ پہنوادی اور وہ بکتر اتروا لیا۔ اور وہ بکتر راجہ کرن نبیرہ مالدیو راجہ جودھپور کو خالی دیکھ کر دیدیا۔ جے مل سے اس کے باپ نے بکترہ کے متعلق پوچھا۔ اس نے سارا حال عرض کیا چونکہ روپسی کی جودھپوریوں سے خاندانی عداوت تھی اس نے اُسی وقت

بادشاہ کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ بکتر بہت مبارک اور فتح نصیب تھا وہی مجھکو عنایت ہو۔ بادشاہ نے کہا اسی وجہ سے ہم نے تم کو خاصہ کی زرہ دیدی ہے۔ رودپتی نے نہ مانا اور غصہ ہو کر اپنے ہتھیار کھول دیے کہ اسی طرح جنگ میں جاؤں گا۔ یہ سُنکر بادشاہ نے بھی اسلحہ جنگ اُتار دیئے اور کہا جب جان نثار یوں لڑینگے تو ہم بھی بغیر ہتھیار رہکے لڑینگے۔ پھر راجہ بھگوانداس نے راجہ جے مل کو سمجھا کر مسلح کیا اور اکبر سے آکر کہا کہ وہ بھنگ پی گیا تھا اکبر نے ہنسکر ٹالدیا۔

غرضکہ وہاں سے چلدیئے اور آصف خاں کو خان اعظم کے پاس بھیجا کہ اندر سے زور دے کر نکلے وہ اس قدر مرعوب تھا کہ کسی طرح بادشاہ کے آنے کا یقین ہی نہیں کرتا تھا۔ احمد آباد سے تین کوس اِدھر بادھوائی فیر کا حکم دیا اُدھر نقارہ پہ چوٹ پڑی۔

ڈنکے کی آواز سُنکر غنیم گھبرایا اور حسین مرزا خود گھوڑا مار کر آیا کہ دیکھئے کون آتا ہے۔ صبح کا وقت ہے کہ سُبحان قلی ترکمان (بیرم خانی جوان) بھی دریا پار اُتر کر میدان دیکھتا پھرتا تھا کہ حسین مرزا نے آواز دے کر پوچھا کہ بہادر (اہل دکن ایک دوسرے کو بہادر کہہ کر بات کرتے ہیں) یہ کس کا لشکر ہے۔ سر لشکر کون ہے ؟ اس نے کہا "لشکر بادشاہی اور شاہنشاہ آپ سر لشکر" پوچھا کون شاہنشاہ ؟ کہا اکبر شاہنشاہ غازی۔ مرزا نے کہا بہادر ڈراتے ہو۔ چودھواں دن ہے کہ میرے جاسوسوں نے آگرہ چھوڑا ہے۔ سُبحان قلی نے کہا آج نواں روز ہے کہ رکاب میں قدم رکھا

ہے۔ یہ سنتے ہی مرزا نے اختیار الملک کو محاصرہ پر چھوڑا اور خود سات ہزار
فوج لیکر ان کے روکنے کو چلا۔ اِدھر بادشاہ نہایت پھرتی سے دریا پار
اُترکے میدان میں جم گئے۔ اُدھر آصف خاں نے کہا کہ میں نے اس کو
قسمیں کھا کر یقین دلایا ہے وہ ابھی آیا چاہتا ہے کہ ادھر مرزا پندرہ سو
مغلوں کو لیکر بائیں پر گرا۔ جب بادشاہ نے طور بے طور دیکھا تو راجہ
بھگوانداس سے مشورہ کرکے کہا کہ سرخ جھنڈیوں کی طرف چلو۔ ادھر
حسین مرزا بھی جلد پہنچے۔ ادھر حسین خاں ٹکریہ نے دھاوا کے لئے آواز
دی بادشاہ نے کہا ابھی دور ہے۔ جب قریب پہنچے راجہ ہاپا چارن نے
دھاوے کا آواز دیا۔ ادھر اکبر نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا یا ہادی یا معین
کا وظیفہ پڑھتے ہوئے اکبر نے کہا ہاں ہمرن، سورن بھیندا زید اور مرزا حسین
پر ٹوٹ پڑے۔ مرزا اکبر کا سنکر رخسارہ پر زخم کھا کر بھاگا مگر تھوہر کے
باڑے میں الجھ گیا۔ گدا علی ترکمان نے گرفتار کر لیا اور اکبر کے سامنے
مشکیں بندھے مرزا کو پیش کیا۔ مرزا نے پانی مانگا تو فرحت خان
چیلے نے اس کے سر پر تھپڑ ماری کہ اس نمک حرام کو پانی۔ اکبر نے
اپنی چھاگل سے پانی پلوایا اور فرحت خان سے کہا آپ کیا ضرورت ہے
اسی موقع پر ایک دشمن نے اکبر کے گھوڑے کے سر پر ایسی تلوار ماری
کہ گھوڑا نصف ہو گیا۔ اکبر بائیں ہاتھ سے بال پکڑ کر سنبھلا اور حریف کے
برچھا جو زرہ توڑ کر نکل گیا۔ دوبارہ مارنا چاہا تو پھل ٹوٹ کر زخم میں
رہ گیا۔ اور وہ بھاگ گیا۔ ایک نے اکبر کی ران پر تلوار ماری مگر ہاتھ

اُو چھا پڑنے سے وار خالی گیا۔ ایک اور نے نیزہ مارا۔ جیتہ بڈہ گوجر نے برچھا پھینک کر اس کا کام تمام کیا۔

سرخ بدخشی نے اپنے زخمی ہونے اور اکبر کی شمشیر زنی کے حالات اس طرح بیان کئے کہ لشکر میں تلاطم برپا ہو گیا۔ اس بے چینی کی خبر سُنکر اکبر آیا اور لشکر کو للکارا کہ جمے رہو۔ اسی عرصہ میں ایک پہاڑی کے نیچے سے غبار اُٹھا تحقیق حال کے لئے سوار بھیجا۔ اس نے بیان کیا اختیار الملک محاصرہ سے پلٹا ہے۔ لشکر میں کھلبلی پڑ گئی۔ حتیٰ کہ نقارچی نقارہ پر چوٹ لگانا بھُول گیا۔ بادشاہ نے دوبارہ للکار کر نقارچی کو برچھی کی نوک سے ہوشیار کیا۔ اور غنیم کی طرف چلا۔ اختیار الملک نے محمد حسین مرزا کی قید اور تباہی سُنکر ایکدم محاصرہ چھوڑ دیا۔ اور بھاگا مگر اس کا گھوڑا تھور میں اُلجھ گیا۔ سہراب بیگ جو اس کا تعاقب کر رہا تھا گھوڑے سے کوُدا اور تلوار لیکر اس کو لپٹ گیا۔ اختیار الملک نے کہا "اے جوان تو ترکمان می نمائی و ترکمان غلامان مرتضیٰ علی و دوستدار ادمی باشند من سید بخاریم مرا بگذار" سہراب بیگ نے کہا "اے نوآب چون بگذارم؟ تو اختیار الملک ... نی و ترا شناختہ و بنا لت سرگردان آمدہ ام" اور جھٹ سر قلم کر دیا۔ منہ پھیر کر دیکھا تو گھوڑا غائب۔ پھر سر کو دامن میں رکھ کر لایا۔ اور حضور میں نذر کیا۔ انعام پایا۔ اکبر نے حسین خاں کو ایک تلوار خاصہ ہلاکی نامی عنایت کی۔ یہاں سے مطمئن ہُوا تو شیخ محمد غزنوی (مرزا عزیز کوکہ کے بڑے چچا) پیشقدمی

کر کے آئے اور مرزا کوکہ کے حاضر ہونے کی اطلاع کی - مرزا کوکہ حاضر ہوئے تو اکبر نے خوش ہو کر مرزا کو گلے سے لگا لیا - آپ قلعہ میں گئے اور وہاں کلہ مینار تعمیر کرنے کا حکم دیا - دو دن کے بعد دار الخلافہ کو واپس ہوئے تمام فوج کو دکنی وردیوں سے سجایا - چھوٹی چھوٹی برچھیاں ہاتھ میں دیں اور خود بھی وہی دکنی وردی پہنکر فوج کی سپہ سالاری کرتے ہوئے داخل شہر ہوئے - اُمرا و شرفاء وغیرہ استقبال کو آئے - فیضی نے یہ غزل پڑھی:-

مطلع = نسیم خوشدلی از فتح پور می آید — کہ بادشاہ من از راہ دور می آید

اکبر کو سیف خاں کوکہ کا منہ پہ دو زخم کھا کر مر جانے کا سخت صدمہ ہوا۔

اکبر کے دین و اعتقاد کی ابتداء و انتہاء

اکبر اٹھارہ برس تک سیدھا سادھا مسلمان پابند صوم و صلوٰۃ تھا چنانچہ خود اذان کہتا - مسجد میں جھاڑو دیتا - نماز با جماعت ادا کرتا تھا علماء و فضلا کا بہت ادب کرتا تھا تمام کاروبار و مقدمات سلطنت شریعت کے فتووں سے فیصل ہوتے - فقرا اور مشائخ کا نہائت معتقد تھا ہر سال خواجہ معین الدین چشتی رح کی درگاہ میں حاضر ہوتا - اگر کوئی مہم یا مراد ہوتی یا پاس سے گذرتا تو سال میں دو مرتبہ بھی جاتا - ایک منزل سے پا پیادہ جاتا - بعض منزلیں ایسی بھی ہوئیں کہ فتح پور یا آگرہ سے اجمیر تک پیدل گیا - قال اللہ وقال الرسول میں اپنا وقت گذارتا تھا مشائخ علماء و غرباء کو نقد - جنس - زمین اور جاگیریں عنائت کرتا تھا - یا ھادی

یا معین کے اسم بھی وہیں سے عطا ہوئے تھے۔ جو بوقت جنگ ہر ہندو و مسلم کے وردِ زبان ہوتے تھے۔ اور اس کو سمرن کہتا تھا ادھر یہ نعرہ مار کر کہتا ہاں سمرن مینداز ید ادھر دھاوا کرتا۔ نتیجہ یہ کہ دشمن فرار و جنگ فتح +

علماء و مشائخ کا طلوع اقبال و قدرتی زوال

اکبر ہر وقت یاد الٰہی میں مصروف رہتا تھا۔ چنانچہ شیخ سلیم صاحب چشتی رح کے باعث فتح پور سیکری میں رہنا اختیار کیا۔ محلوں کے پہلو میں ایک پرانا سا حجرہ تھا وہاں ایک پتھر کی چٹان پر تنہا بیٹھ کر راتوں کو مراقبہ کرتا تھا۔ رات کو علماء و فضلا کے مجمع اس میں معرفت و طریقت کی باتیں حدیث و تفسیر کا ذکر اور علمی مسائل کی تحقیق۔ اکثر مباحثے بھی ہو جاتے تھے اس ذوق میں ۹۸۲ھ میں شیخ سلیم صاحب چشتی رح کی نئی خانقاہ کے قریب عبادت خانہ بنوایا۔ اس میں چار بڑے دیوانوں کا اور اضافہ کیا۔ بعد نماز جمعہ نئی خانقاہ سے آکر یہاں دربار خاص ہوتا۔ جہاں بجز علماء و فضلاء و نیز چند مقربان کے اور نہیں آسکتا تھا۔ اس جلسہ میں خدا شناسی اور حق پرستی کی باتیں ہوتی تھیں۔ جب علماء میں نشست پر جھگڑے ہوئے تو اکبر نے یہ آئین مقرر کیا کہ امراء بجانب شرق۔ سادات بجانب غرب۔ علماء و حکماء بجانب جنوب اور اہل طریقت شمال میں بیٹھیں۔ ہر ایوان میں بادشاہ شب جمعہ کو آتے جلسے ہوتے اور انعامات تقسیم کئے جاتے۔ گجرات کی لوٹ میں اعتماد خان گجراتی کے کتب خانہ کی عمدہ عمدہ کتب ہاتھ آئی تھیں

اس کے نسخہ بھی علماء کو تقسیم ہوتے تھے۔

۹۸۳ھ میں مرزا سلیمان والی بدخشان شاہرخ اپنے پوتے سے بھاگ کر یہاں آئے۔ چونکہ صاحب حال تھے اور مرید بھی کرتے تھے اس لئے یہ بھی عبادت خانہ میں آیا کرتے تھے۔ بوجہ جنگ علماء نوبت باینجا رسید کہ شدہ شدہ غیر مذہب کے عالم بھی جلسوں میں شامل ہونے لگے اور یہ خیالات پیدا ہو گئے کہ مذہب میں تقلید کوئی چیز نہیں ہر بات تحقیق سے اختیار کرنی چاہیئے ۹۸۶ھ تک بھی اکبر خصوصاً شب جمعہ علماء فضلا ہی کی صحبت میں بسر کرتا تھا جب ۹۸۴ھ میں داؤد خان کا سرکٹ کر فساد بنگالہ کا خاتمہ ہوا تو اکبر برائے شکریہ عین ایام عرس میں اجمیر گیا۔ طواف وغیرہ کیا۔ جو قافلہ حج کو جانے والا تھا۔ اُس کو بہت سا زر و مال دیکر کہا جو حج کو جائے گا اُسکو خرچ خزانہ سے ملیگا سلطان خواجہ (خاندان خواجگان میں باعظمت شخص تھے) کو میر حاج مقرر کیا۔ چھ لاکھ روپیہ نقد - ۱۲ ہزار خلعت اور قسم قسم کے تحایف وغیرہ شرفائے مکہ کے واسطے دیئے۔ اور حاجیوں کے رہنے کے واسطے ایک مکان بنانے کا بھی حکم دیا۔ بادشاہ نے خود بھی بوجہ عدم حاضری بیت اللہ شریف وہی وضع بنائی جو حالت حج میں ہوتی ہے۔ نہایت رجوع قلب و عجز کے ساتھ لبیک لبیک لاشریک لک لبیک (حاضر ہوا میں حاضر ہوا میں اے واحدہ لاشریک حاضر ہوا) کہتے ہوئے کچھ دور پا پیادہ ساتھ گئے۔ اسی حالت میں خواجہ کا ہاتھ پکڑ کر کچھ شرعی الفاظ کہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حج اور زیارت کے لئے ہم نے تمہیں اپنی طرف سے وکیل کیا۔ شعبان ۹۸۴ھ میں قافلہ

جہاز الہی (اکبر شاہی) میں سوار ہوا اور بیگمات جہاز سلیمی میں (جو رومی سوداگر کا تھا) سوار ہوئیں اور جہاز روانہ ہوئے۔ میر حاج چھ سال برابر اسی طرح جاتے رہے +

جلوۂ قدرت

علماء و مشائخ کی بداقبالی کے اصلی اسباب

جب اکبر کی سلطنت ایک طرف افغانستان سے لیکر گجرات دکن بلکہ سمندر کے کنارہ تک پھیلی۔ دوسری طرف مشرق میں بنگالہ سے آگے تک پہنچی ادھر بھکر و قندھار تک۔ غرضکہ اٹھارہ برس کی ملک گیری نے دلوں پر سکہ بٹھا دیا۔ سلطنت کا انتظام دیوانی۔ فوجداری مفتیوں اور قاضیوں کے ہاتھ میں تھا اور ملک اُمرا پر تقسیم تھا +

اکبر نے قانون بندی کے لئے دو ضروری کام کئے۔ ایک۔ چند با اختیار اشخاص سے جگہ خالی کرائی۔ جب اکبر کو معلوم ہوا کہ مہم بنگالہ کے دلال کی وجہ سے اکثر علماء و مشائخ کی اولاد برباد ہو گئی ہے تو کہا کہ جمعہ کے روز سب میدان چوگان بازی میں جمع ہوں ہم بعد نماز جمعہ روپیہ تقسیم کریں گے۔ یہاں ایک لاکھ مرد و عورت کا اجتماع تھا۔ اس ہجوم میں ۸۰ آدمی جان بحق ہوئے اور بہت سے نیم جان +

۹۸۷ھ میں نئے صدر قاضی علی بغدادی نے حسب الحکم مساجد

کے اماموں اور شہروں کے مشائخ وغیرہ کی جاگیریں جو صدر سابق نے دی تھیں ہزاری سے پانصدی تک سب کی پڑتال کرکے اس میں بہت تخفیف کی۔ مساجد ویران اور مدارس کھنڈر ہو گئے۔ بزرگان و اکابر ذلیل اور جلا وطن کئے گئے۔ اب علماء میں ایک خاص بے چینی پھیل گئی۔ چنانچہ ملا محمد یزدی قاضی جونپور نے اکبر کے بد مذہب ہونے پر فتوے دیا کہ اس پر جہاد واجب ہے۔ بنابریں بڑے بڑے سردار لشکر و امیر بنگالہ اور مشرق رویہ ملکوں میں باغی ہو گئے۔ بادشاہ نے اس فساد کو ہر چند دبانا چاہا مگر وہ فرو نہ ہوا۔ تو پھر ملا یزدی اور معز الملک وغیرہ کو ایک بہانے سے بلایا۔ جب وزیر آباد (آگرہ سے دس کوس) پہنچے تو حکماً دونوں کو علیحدہ علیحدہ کرکے براہ دریا جمن گوالیار پہنچا دیا (یہ مجرمان سلطنت کا جیل خانہ تھا) پھر حسب الحکم ان دونوں کو ٹوٹی سی کشتی میں سوار کرکے دریا میں غرق کر دیا۔ غرضکہ چن چن کر قتل کروا دیئے۔ اکبر کی بے دینی کی افواہ رُدم۔ بخارا اور سمرقند وغیرہ تک پہنچی۔ چنانچہ عبداللہ خان ازبک نے خط و کتابت بند کر دی۔ اور ایک مدت مدید کے بعد ایک مراسلہ میں لکھا کہ تم نے اسلام کو چھوڑ دیا ہم نے تم کو چھوڑ دیا۔ غرضکہ کروڑوں روپیہ اور لاکھوں جانیں تلف کرکے بڑی مشکل سے اس فتنہ کو دبایا۔ اکبر ان لوگوں کو دوکاندار کہتا تھا +

جو کیا مصلحت کی مجبوری سے کیا

جب غازی خان بدخشی نے کہا کہ بادشاہ کو سجدہ جائز ہے تو علماء

نے اس قول کی تردید کی تو سوال و جواب ہونے لگے کہ ملائک کا سجدہ حضرت آدم کو کیسا تھا؟ جواب تعظیمی۔ اور بھائیوں کا سجدہ حضرت یوسف کو کیوں تھا؟ جواب ادبانہ کہ پرستش بندگی۔ پس یہ بھی وہی سجدہ ہے۔ پھر تکرار کیا وانکار کیوں۔ غرضکہ علمار کی ایک نہ چلی۔ اور شیخ مبارک نے حسب تجویز ایک محضر نامہ مدلل بآیات و روایات مرتب کرکے یہ ثابت کردیا کہ امام عادل کو جائز ہے کہ ضرورت کے وقت جو چاہے کرے۔ اور اس پہ قاضی جلال الدین ملتانی صدر جہاں مفتی کل ممالک ہندوستان اور خود شیخ مبارک اور غازیخان بدخشی نے اوّل دستخط کئے اور پھر بہت سے علمار نے اس پر مہر کی۔ گویا کہ ۹۹۷ھ میں جب اکبر امام عادل ہو گئے۔ تو اس کو مثل خلفائے راشدین اور سلاطین ماضیہ ہر جمعہ برسر ممبر خطبہ پڑھنے کا شوق ہوا چنانچہ ایک جمعہ فتح پور کی مسجد میں خطبہ پڑھنے ممبر پر کھڑا ہوا مگر مانند بید کانپنے لگا۔ زبان سے کچھ نہ نکلا۔ صرف فیضی کے تین شعر سو وہ بھی کوئی دوسرا بتاتا جاتا تھا پڑھ کر اتر آئے۔ اشعار

خداوندی کہ مارا خسروی داد | دل دانا و بازوئے قوی داد
بعدل و داد مارا رہنمو کرد | بجز عدل از خیال باہروں کرد
بود وصفش ز حدّ فہم برتر | تعالےٰ شانہٗ اللہ اکبر

پھر بادشاہ نے مہر کا سجع اللہ اکبر مقرر کیا۔ حاجی صاحب نے اس کی مخالفت پر کہا والذکر اللہ اکبر ہو تو بہتر ہے۔ مگر اکبر نے ان کی ایک نہ سنی اور سجع اللہ اکبر ہی لکھا گیا۔ سب نے اس کی تائید کی

دوسرا کام

اکبر نے ترتیب دفاتر کے لئے ٹوڈرمل - فیضی حکیم ابوالفتح حکیم ہمام میر فتح اللہ شیرازی اور نظام الدین بخشی وغیرہ کو مقرر کیا - اس وقت تک دفاتر مختلف زبانوں میں اور غیر مرتب حالت میں تھے - ان لوگوں نے کمیٹیاں قایم کیں - مال - دیوانی اور فوجداری کے لئے الگ الگ سرشتہ قایم کئے اور کل ملک میں آئین اکبری جاری کیا اور تمام حساب کتاب سنہ فصلی کے حساب سے قایم ہوئے ۔

بندوبست و مالگذاری

محکمہ مالگذاری کی بے ترتیبی کی وجہ سے پیمائش اور جمع کی تشخیص کی تجویز کی چنانچہ رسّی کی جریب کی بجائے بانس کی جریب اور ۵۰ گز طول کی بجائے ۶۰ گز کا طول قایم کر کے کل ممالک محروسہ کی پیمائش اور جمع کی تشخیص کر کے ذرہ ذرہ دفتر میں قلمبند کیا - اگرچہ ان پرانے طریقوں میں وقتاً فوقتاً اصلاحیں ہوئیں مگر آج تک وہی قاعدہ جاری ہے ۔

جس زمین کا محصول ایک کروڑ تنکہ ہوتا وہ ایک معتبر آدمی کو دیجاتی تھی اسکا نام کروڑی رکھا گیا اس پر کارکن (خوطہ دار) مقرر ہوئے - اور ایک اقرار نامہ لکھوا لینے کا قانون نکالا - جس میں یہ تحریر ہوتا تھا کہ "میں تین برس میں نامزد جمع کو مزروعہ کر دونگا اور روپیہ خزانہ میں داخل کرونگا وغیرہ وغیرہ"

سیکری گاؤں کو فتح پور شہر بنایا۔ چونکہ یہاں دارالخلافہ بنانے کا ارادہ تھا اس لئے اس مرکز سے چاروں طرف پیمائش کی گئی۔ پہلے مواضعات کا نام آدم پور پھر شیث پور اور ایوب پور وغیرہ رکھا گیا مگر بنگ۔ بہار۔ گجرات دکن بدستور اس سے علیحدہ رہے۔ اس وقت کابل۔ قندھار۔ غزنی۔ کشمیر۔ ٹھٹھہ۔ سواد بنیر۔ بجوڑ۔ تیراہ۔ بنگش۔ سورٹھ۔ اڑیسہ فتح نہ ہوئے تھے اس پر ۱۸۲ عامل (کروری) مقرر ہوئے تھے۔ مگر عاملوں کی بدانتظامی کے باعث یہ بندوبست نہ چلا۔ لیکن جو غبن کہ تین سال میں کی وہ سب راجہ ٹوڈرمل نے نکال لی +

ملازمت اور نوکری

شرفا کی بسر اوقات کے دو طریقے تھے۔ ایک مدد معاش۔ دوسرے نوکری۔ مدد معاش (جاگیر) علما وغیرہ کے لئے اس میں خدمت معاف تھی نوکری اس کے برعکس۔ دہ باشی سے پنجہزاری تک اہل سیف ہوتے تھے اور دہ باشی کو دس اور بیستی کو بیس وغیرہ وغیرہ سپاہی رکھنا ہوتے تھے۔ تنخواہ میں بموجب حساب دیہات یا علاقہ مل جاتا تھا تاکہ اس کے محاصل سے اپنے ذمہ واجب کی فوج رکھیں اور اپنی پوزیشن کو سنبھالیں بوقت جنگ حسب الحکم اہل سیف اور اہل قلم اپنی اپنی فوج کو درست کر کے حاضر ہوتے۔ اگر حکم ہوتا تو ساتھ جاتے ورنہ اپنے آدمی ساتھ کر دیتے +

آئین داغ

آئین داغ سب سے پہلے علاءالدین خلجی کے عہد میں قائم ہوا۔ اکبر ۹۸۱ھ میں پٹنے کی مہم پر امراء کی فوج سے بہت پریشان ہوا۔ واپسی پر بتحریک شہباز خان کنبو آئین داغ پر عملدرآمد شروع ہوا۔ اکبر نے حکم دیا دہ باشی اور بیستی منصب داروں سے موجودات شروع ہو۔ ہر ایک اپنے اپنے سواروں کو لیکر بمعہ مفصل فہرست عمر، حلیہ، نام و وطن وغیرہ حاضر چھاؤنی ہو۔ موجودات کے وقت فہرست کو جانچ کر نشان لگاتے جاتے تھے۔ اس کو بھی داغ کہتے تھے ساتھ لوہا گرم کر کے گھوڑے کے بھی داغ لگاتے تھے۔ اس عملدرآمد کا نام آئین داغ تھا۔ آئین داغ میں اس درجہ سختی کی گئی کہ جو امیر داغ میں پورا نہ اترتا تھا اس کا منصب کم کر دیا جاتا تھا۔ یہ نوبت پنجہزاری تک پہنچی بہت سے نامی امیر انکار داغ کی سزا میں بنگالہ بھیجے گئے۔ اور منعم خان خانخانان کو لکھوان کی جاگیریں بہار میں منتقل کرا دیں۔ مظفر خان مغلوب ہوا اور مرزا عزیز کوکلتاش دربار سے بند۔ حتی کہ گھر سے باہر نکلنے کی یا کسی سے ملاقات کرنے کی سخت ممانعت کر دی گئی۔ آخر میں سب امراء نے آئین داغ بہ رضامندی داخل کر دی۔

داغ کی مختلف صورتیں تھیں۔ پہلے گھوڑے کی گردن کے سیدھی طرف سین (س) کا مہر لوہے سے داغتے تھے وغیرہ۔ پھر دو الف متقاطع ہولی کی ہوتے مگر چار دو مہر سے داغ ہوتے۔ یہ نشان سیدھی ران پر ہوتا پھر مدت تک چلہ تری کمان کی شکل (ص) رہی۔ پھر لوہے کے

ہندسے بن گئے۔ یہ گھوڑے کے سیدھے پٹھے پر ہوتے تھے۔ پہلی بار ۱۲ اور دوسری دفعہ ۲/۱ وغیرہ پھر خاص طور کے ہندسے سرکار سے مل گئے شاہزادہ سلاطین۔ سپہ سالار وغیرہ سب اسی سے نشان لگاتے تھے +

بعض اوقات اکبر خود دیوان خاص میں آکر اپنے روبرو سپاہی کا حلیہ وغیرہ لکھواتا اور کپڑوں اور ہتھیاروں سمیت سپاہی کا وزن کرکے درج کراتا۔ دو اسپہ و ایک اسپہ عام بات تھی اب پرورش نیم اسپہ کا قانون نکالا کہ دو سپاہی ملکر ایک گھوڑا رکھیں۔ گھوڑے کے خرچ کے ۶ روپیہ مہینے میں بھی دونوں شریک ہوتے تھے +

بموجب آئین اکبری فوج معہ راجگان وغیرہ ۴۴ لاکھ سے زیادہ تھی۔ جو دربار میں منتخب ہوئے۔ پہلے یہ لوگ یکّے کہلاتے تھے اب احدی کا خطاب ملا +

تنخواہ ایرانی۔ تورانی کی ۲۵ روپیہ۔ ہندی ۲۰ روپیہ۔ خالصہ ۱۵ اس کو برآوردی کہتے تھے۔ جو منصب دار خود سوار اور گھوڑے بہم نہ پہنچا سکتے تھے تو انہیں برآوردی سوار دیئے جاتے تھے۔ دہ ہزاری۔ ہفت ہزاری ہشت ہزاری منصب شاہزادوں کے لئے مخصوص تھے۔ امراء کی انتہائی ترقی پنجہزاری تھی اور کم از کم دہ باشی منصب داروں کی تعداد ۶۶ تھی کہ اللہ کے عدد ہیں۔ بعض متفرق طور پر تھے وہ یادری یا کمکی کہلاتے تھے واغدار کی عزت زیادہ ہوتی تھی ۔ دہ باشی۔ بیستی۔ دو بیستی۔ بیستی اور سہ بیستی۔ چار بیستی۔ صدی وغیرہ وغیرہ۔ انہیں حسب تفصیل قبل سلطان

رکھنا لازمی تھا۔-

نام عہدہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ہاتھیوں کے پانچ نمبر تھے					باربرداری			ماہانہ		
							۱	۲	۳	۴	۵	شتر	خچر	عرابہ	درجہ اوّل	درجہ دوم	درجہ سوم
دہ باشی	۰	۰	۲	۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰			۱۰۰	۸۰	۷۵
بیستی	۰	۱	۱	۱	۲	۰	۰	۰	۰	۱	۰	یک	۰	یک	۱۳۵	۱۲۵	۱۱۵
دوبیستی	۱	۲	۲	۱	۱	۱	۰	۱	۰	۰	۰	۲	۰	۱	۲۲۲	۲۰۰	۱۸۵
پنجاہی	۱	۱	۲	۲	۱	۱	۰	۰	۱	۱	۰	۲	۰	۲	۲۵۰	۲۴۰	۲۳۰
سہ بیستی	۱	۱	۲	۲	۱	۱	۰	۰	۱	۱	۰	۲	۰	۲	۳۰۱	۲۸۵	۲۷۰
چہار بیستی	۲	۱	۲	۲	۱	۱	۰	۰	۱	۲	۰	۲	۰	۳	۴۰۱	۳۸۰	۳۵۰
یوزباشی	۲	۲	۲	۲	۲	۰	۰	۱	۱	۱	۰	۲	۰	۵	۷۰۰	۶۰۰	۵۰۰
پنجہزاری	۳۴	۳۴	۶۸	۶۸	۶۶	۶۶	۲۰	۳۰	۲۰	۲۰	۱۰	۸۰	۲۰	۱۶۰	۳۰ہزار	۲۹ہزار	۲۸ہزار

سوار ایک گھوڑے سے ۲۵ گھوڑے تک حسب طاقت رکھ سکتا تھا زیادہ نہیں - چار پائے کا نصف خرچ خزانہ سے ملتا تھا - پھر تین گھوڑے سے زیادہ کی ممانعت ہو گئی - ایک اسپہ سے زیادہ کو ایک اونٹ یا بیل بھی باربرداری کے لئے رکھنا ہوتا تھا - گھوڑے کے لحاظ سے بھی سوار کی تنخواہ میں فرق ہوتا تھا چنانچہ :-

عراق والے کو ۳۰
مجنس والے کو ۲۵
ترکی والے کو ۲۰
یابو والے کو ۱۸
تازی والے کو ۱۵
جنگلہ والے کو ۱۲

پیادے کی تنخواہ ۲ سے ۳ روپے سے ۱۰ تک ہوتی تھی - ان میں بارہ ہزار بندوقچی تھے جو ہر وقت حاضر رہتے تھے +
بندوقچی کی تنخواہ ۲ سے ۱۲ تک +

آئین صراف

مہاجنوں اور صرافوں کو حکم ہوا کہ ہماری قلمرو میں ہمارا سکہ چلے - پرانا اور نیا سکہ یکساں سمجھا جائے - گھسے ہوئے اور کم وزن سکہ کا بھی قانون قایم ہوا - یہ انتظام قلیچ خاں کے سپرد ہوا کہ پہلے مچلکے لیو +

احکامِ عام بنامِ کارکنانِ ممالکِ محروسہ

رعایا کے حال سے باخبر رہو۔ خلوت پسند نہ ہو۔ کیونکہ اس میں اکثر امور کی خبر نہ ہوگی۔ بزرگانِ قوم سے باعزت پیش آؤ۔ شب بیداری کرو۔ صبح۔ شام۔ دوپہر۔ آدھی رات کو خدا کی طرف متوجہ ہو۔ کتب اخلاق کا مطالعہ کرو۔ مسکین اور گوشہ نشین لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ تاکہ اُن کی ضروریات بند نہ ہوں۔ اہل اللہ۔ نیک نیت۔ صاحبدلوں کی خدمت میں حاضر ہو کر طالب دُعا ہو۔ مجرموں کے گناہوں پر بڑی غور کیا کرو۔ کہ کون قابل سزا ہے اور کون قابل چشم پوشی۔ اس لئے کہ بعض حضرات کی خطا پر چشم پوشی کرنا ہی قرین مصلحت ہوتا ہے۔ مخبروں کا بڑا خیال رکھو۔ جو کچھ کرو خود دریافت کر کے کرو۔ دادخواہوں کی عرض خود سُنو۔ ماتحتوں پر سب کام نہ چھوڑو۔ رعایا کو دلداری سے رکھو۔ زراعت کی ترقی اور قصبات و دیہات کی آبادی کی بڑی کوشش کرو۔ ہر ایک رعایا کے حال کی فرداً فرداً خبر گیری رکھو۔ نذرانہ وغیرہ کچھ نہ لو۔ لوگوں کے گھروں میں سپاہی زبردستی نہ جائیں۔ ملک کے کاروبار ہمیشہ مشورہ سے کرو۔ لوگوں کے دین و آئین پر معترض نہ ہو۔ ہر مذہب کے نیکوکاروں اور خیر اندیشوں کو عزیز رکھو۔ ترویج دانش اور کسب کمال میں بڑی کوشش کرو۔ [illegible] کے فرزندوں [illegible] قدیمی خاندانوں کی پرورش کا خیال

رکھو۔ سپاہی کی ضروریات اور لوازمات سے غافل نہ رہو۔ خود تیراندازی بندوق بازی وغیرہ سپاہیانہ ورزشیں کرتے رہو۔ ہمیشہ شکار میں نہ رہو ہاں برائے تفریح مگر بنظر مشق سپاہ گری۔ سورج کے نکلنے کے وقت اور آدھی رات کو کہ حقیقت میں اسی وقت سے طلوع ہونا شروع ہوتا ہے نوبت بجا کرے۔ جب آفتاب ایک برج سے دوسرے برج میں جائے تو توپیں اور بندوقیں سر ہوں تاکہ سب باخبر ہو کر شکر الٰہی بجا لائیں۔ کوتوال کی عدم موجودگی میں اس کا کام خود کرو۔ اس خدمت سے شرماؤ نہیں عبادت الٰہی سمجھ کر بجا لاؤ۔ کوتوال کو چاہیے کہ ہر شہر۔ قصبہ۔ گاؤں اور محلے کے کل گھر والے سب لکھ لے۔ ہر شخص آپس کی حفاظت اور ضمانت میں رہے۔ ہر محلہ میں میر محلہ ہو۔ جاسوس بھی لگے رکھے کہ ہر جگہ کا حال دن رات پہنچاتے رہیں۔ شادی۔ غمی وغیرہ ہر قسم کے واقعات کی خبر رکھو۔ کوچہ۔ بازار۔ پلوں اور گھاٹوں پر بھی آدمی رہیں رستوں کا ایسا بندوبست ہو کہ کوئی بھاگے تو بے خبر نہ نکل جائے۔ چور آ جائے۔ آگ لگ جائے یا کوئی مصیبت پڑے تو ہمسایہ فوراً مدد کرے میر محلہ اور خبردار کی اطلاع بغیر کوئی سفر میں نہ جائے اور نہ آئے سوداگر سپاہی۔ مسافر ہر قسم کے آدمی کو دیکھتے رہیں۔ جن کا کوئی ضامن نہ ہو وہ علیحدہ سرائے میں ٹھہرائے جائیں۔ لوگوں کے اعتبار سے سزا بھی تجویز کریں۔ رؤسا و شرفائے محلہ بھی ان باتوں کے ذمہ دار ہیں۔ ہر شخص کی آمد و خرچ پر نظر رکھو۔ روپیہ کھینچنے کی نیت نہ کرو۔ بازاروں

احکامِ عام بنام کارکنان ممالک محروسہ

رعایا کے حال سے باخبر رہو۔ خلوت پسند نہ ہو۔ کیونکہ اس میں اکثر امور کی خبر نہ ہوگی۔ بزرگان قوم سے باعزت پیش آؤ۔ شب بیداری کرو۔ صبح۔ شام۔ دوپہر۔ آدھی رات کو خدا کی طرف متوجہ ہو۔ کتب اخلاق کا مطالعہ کرو۔ مسکین اور گوشہ نشین لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ تاکہ اُن کی ضروریات بند نہ ہوں۔ اہل اللہ۔ نیک نیت۔ صاحبدلوں کی خدمت میں حاضر ہو کر طالب دُعا ہو۔ مجرموں کے گناہوں پر بڑی غور کیا کرو۔ کہ کون قابل سزا ہے اور کون قابل چشم پوشی۔ اس لئے کہ بعض حضرات کی خطا پر چشم پوشی کرنا ہی قرین مصلحت ہوتا ہے۔ مخبروں کا بڑا خیال رکھو۔ جو کچھ کرو خود دریافت کرکے کرو۔ دادخواہوں کی عرض خود سنو۔ ماتحت لوگوں پر سب کام نہ چھوڑو۔ رعایا کو دلداری سے رکھو۔ زراعت کی فراوانی اور تقاوی و دیہات کی آبادی کی بڑی کوشش کرو۔ ہر ایک رعایا کے حال کی فرداً فرداً خبر گیراں رہو۔ نذرانہ وغیرہ کچھ نہ لو۔ لوگوں کے گھروں میں سپاہی زبردستی نہ جائیں۔ ملک کے کاروبار ہمیشہ مشورہ سے کرو۔ لوگوں کے دین و آئین پر معترض نہ ہو۔ ہر مذہب کے نیکوکاروں اور خیر اندیشوں کو عزیز رکھو۔ ترویج دانش اور کسب کمال میں بڑی کوشش کرو۔ اہل کمال کے قدردان رہو۔ قدیمی خاندانوں کی پرورش کا خیال

رکھو۔ سپاہی کی ضروریات اور لوازمات سے غافل نہ رہو۔ خود تیراندازی بندوق بازی وغیرہ سپاہیانہ ورزشیں کرتے رہو۔ ہمیشہ شکار میں نہ رہو ہاں برائے تفریح مگر بنظر مشق سپاہ گری۔ سورج کے نکلنے کے وقت اور آدھی رات کو کہ حقیقت میں اسی وقت سے طلوع ہونا شروع ہوتا ہے نوبت بجا کرے۔ جب آفتاب ایک برج سے دوسرے برج میں جائے تو توپیں اور بندوقیں سر ہوں تاکہ سب باخبر ہو کر شکر الٰہی بجالائیں۔ کوتوال کی عدم موجودگی میں اس کا کام خود کرو۔ اس خدمت سے شرماؤ نہیں عبادت الٰہی سمجھ کر بجالاؤ۔ کوتوال کو چاہیئے کہ ہر شہر۔ قصبہ۔ گاؤں اور محلے کے کل گھر والے سب لکھ لے۔ ہر شخص آپس کی حفاظت اور ضمانت میں رہے۔ ہر محلہ میں میر محلہ ہو۔ جاسوس بھی لگئے رکھے کہ ہر جگہ کا حال دن رات پہنچاتے رہیں۔ شادی۔ غمی وغیرہ ہر قسم کے واقعات کی خبر رکھو۔ کوچہ۔ بازار۔ پلوں اور گھاٹوں پر بھی آدمی رہیں رستوں کا ایسا بندوبست ہو کہ کوئی بھاگے تو بے خبر نہ نکل جائے۔ چور آئے۔ آگ لگ جائے یا کوئی مصیبت پڑے تو ہمسایہ فوراً مدد کرے میر محلہ اور خبردار کی اطلاع بغیر کوئی سفر میں نہ جائے اور نہ آئے۔ سوداگر سپاہی۔ مسافر ہر قسم کے آدمی کو دیکھتے رہیں۔ جن کا کوئی ضامن نہ ہو وہ علیحدہ سرائے میں ٹھہرائے جائیں۔ لوگوں کے اعتبار سے سزا بھی تجویز کریں۔ رؤسا و شرفائے محلہ ہی ان باتوں کے ذمہ دار ہیں۔ ہر شخص کی آمد و خرچ پر نظر رکھو۔ روپیہ کھینچنے کی نیت نہ کرو۔ بازاروں

میں دلّال مقرر کرو۔ خرید و فروخت میر محلہ و خبردار کے بے اطلاع نہ ہو۔ خریدنے اور بیچنے والے کا نام درج روزنامچہ ہو۔ جو چُھپکے سے لین دین کریں اُن پر جُرمانہ۔ محلہ محلہ اور نواح شہر میں رات کی حفاظت کے لئے چوکیدار رکھو اجنبی آدمی کو ہر وقت تاڑتے رہو۔ چور۔ جیب کترے۔ اُچکے۔ اُٹھائی گیرے کا نام نہ رہنے دو۔ مجرم کو مال سمیت پیدا کرنا اس کا ذمہ ہے۔ جو لاوارث مر جائے یا کہیں چلا جائے تو اُس کے مال سے اگر سرکاری قرضہ ہو تو پہلے وصول کرو اور بقیہ وارثوں کو دیدو۔ وارث نہ ہو تو امین کے سپُرد کردو اور دربار میں اس کی رپورٹ بھیجو۔ جب حقدار آئے تو اُس کو دیا جائے۔ اس میں نہایت نیک نیتی سے کام کرو۔ کہیں روم کے دستور کے موافق نہ ہو جائے کہ جو آیا ضبط۔ شراب کے پینے۔ بیچنے اور کھینچنے والے سب مجرم اور اُن کو سخت سزا دی جائے۔ اگر کوئی حکمت اور بے ہوشی افزائی کے لئے استعمال کرے تو نہ بولو۔ نرخوں کی ارزانی میں بڑی کوشش کرو۔ مالدار ذخیروں سے گھر نہ بھرنے پائیں۔ عیدوں کے جشنوں کا لحاظ رہے۔ سب سے بڑی عید نوروز ہے۔ جو ماہ فروردین کی پہلی تاریخ اور دوسری عید ۱۹ فروردین کو کہ شرف کا دن ہے۔ تیسری ۳ اردی بہشت وغیرہ وغیرہ کہ شب نوروز اور شب شرف مثل شب برات کے چراغان کی جائے۔ اوّل شب نقارہ بجیں معمولی عیدیں بھی بدستور ہوا کریں اور ہر شہر میں شادیانے بجیں۔ عورت بے ضرورت گھوڑے پر نہ چڑھے۔ دریاؤں اور نہروں پر مرد و عورت

کے غسل اور پنہاریوں کے پانی بھرنے کے لئے جُدا جُدا گھاٹ تیار ہوں سوداگر بدوں حکم ملک سے گھوڑا نہ لیجائے۔ ہندوستان کا بردہ کہیں اور نہ جانے پائے۔ نرخ اشیاء بادشاہی قیمت پر رہیں۔ بے اطلاع کوئی شادی نہ کرے۔ عوام میں دولھا و دُلہن کو توالی میں دکھائے جائیں۔ اگر عورت مرد سے بارہ برس بڑی ہو تو مرد اس سے تعلق نہ کرے۔ لڑکا سولہ برس اور لڑکی چودہ برس سے قبل نہ بیاہی جائے۔ چچا اور ماموں کی بیٹی سے شادی نہ ہو۔ جو عورت بازار میں کھلم کھلا بغیر برقع پھرتی ہو یا ہمیشہ خاوند سے فساد کرتی ہو اس کو شیطان پورہ[1] میں داخل کرو۔ ضرورت کے وقت اولاد کو گرو میں (رہن) رکھ سکتے ہیں۔ جب چاہیں چھڑائیں۔ ہندو کا بچہ اگر بچپن میں مسلمان ہو گیا ہو۔ تو بڑا ہو کر وہ جو مذہب چاہے اختیار کرے۔ جو شخص جس دین کو اختیار کرے کوئی روکنے نہ پائے۔ ہندو عورت اگر مسلمان کے گھر بیٹھ جائے تو مسلمان اُس کو اس کے وارثوں کے گھر پہنچا دے۔ مندر۔ شوالہ۔ گرجا غرض جو چاہے بنائیں کوئی روک نہ ہو۔ علاوہ ازیں ہزاروں احکام ملکی۔ داغ محلی۔ ٹکسال۔ واقعہ نویسی۔ چوکی نویسی بادشاہ کے تقسیم اوقات کھانے۔ پینے اور سونے وغیرہ کے متعلق ہیں +

[1] اکبر نے تمام رنڈیوں کو شہر کے باہر آباد کیا۔ اور اُس آبادی کا نام شیطان پورہ رکھا۔ یہاں پر بھی مثل قانونِ شراب قانون جاری تھا +

ہندوؤں کے ساتھ اپنائیت

اکبر نے ہندوؤں کے ساتھ اس درجہ ربط ضبط کیا کہ ہمقوم اور غیر قوم کا فرق جاتا رہا۔ سپہداری اور ملک داری کے جلیل القدر عہدے بزرگوں کے برابر ہندوؤں کو ملنے لگے۔ درباری صف میں ایک ہندو اور ایک مسلمان پھر دو مسلمان اور ایک ہندو برابر نظر آنے لگے۔ جغہ اور عمامہ چھوڑ جامہ اور کھڑکی دار پگڑی اختیار کی۔ داڑھی صاف۔ تخت کو چھوڑ سنگھاسن پر بیٹھنے لگا وغیرہ۔ دربار کے سامان آرائش بھی ہندوانہ ہو گئے۔ اور خدمتگار بھی ہندو ہی مقرر ہوتے۔ ہر سالگرہ پر شمسی اور قمری دو جشن ہوتے تھے۔ ان میں بھی ہندوانی رسم داخل ہوئی۔ چنانچہ جشن نوروز میں تلادان کرتے۔، اناج، دھات وغیرہ میں تلتے۔ برہمن بیٹھ کر ہون کرتے پھر سب اسیس دے کر گھر کو لیجاتے تھے۔ دسہرہ کو آتے اشیر بادیں دیتے۔ پوجا کرواتے۔ ماتھے پر ٹیکا لگاتے۔ راکھی مرصع بجواہر ہاتھ میں باندھتے بادشاہ ہاتھ پر باز بٹھاتے۔ قلعے کے برجوں پر شراب رکھی جاتی۔ گوشت لہسن۔ پیاز وغیرہ غرضیکہ بہت سی چیزیں حرام اور بہت سی حلال ہو گئیں صبح کو روزانہ جمنا کے کنارہ شرق رویہ کھڑکیوں میں بیٹھ کر آفتاب کے درشن کرتے۔ بعض شیاطین نے کہا کہ کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک اختلاف مذاہب کے مٹانے والا آئے گا۔ سو وہ آپ ہی ہیں۔ بعضوں نے کتب قدیمہ کے اشاروں سے یہ بھی ثابت کیا کہ ۹۹۰ھ میں اس کا ثبوت

ملتا ہے۔ ایک عالم کعبۃ اللہ شریف مکہ کا رسالہ لیکر آئے۔ اور اس میں یہ بات دکھائی کہ دنیا کی عمر ۷ ہزار برس کی ہے اور وہ ختم ہو چکی۔ اب امام مہدی کے ظہور کا وقت ہے سو آپ ہیں +

آتش پرست

پارسی نوساری علاقہ گجرات دکن سے آئے اور اپنے ساتھ دین زردشت کی کتابیں بھی لائے تھے۔ بادشاہ نے ان سے آگ کی عظمت کے آئین اور اصطلاحیں معلوم کیں۔ آتشکدہ محل کے پاس تھا۔ ہر وقت روشن رہتا تھا۔ سنہ پچیس ۲۵ جلوس میں آگ کو بے تکلف سجدہ کیا۔ چراغ وغیرہ روشن ہوتے وقت مصاحبین وغیرہ تعظیم کے لئے اٹھتے تھے اس کا مہتمم شیخ ابوالفضل تھا۔ پارسیان مذکور کو نوساری میں چار سو بیگہ جاگیر دی +

اہل فرنگ کا آنا اور ان کی خاطر داری

۹۷۹ھ میں ابراہیم حسین مرزا نے بغاوت کر کے قلعہ بندر سورت پر قبضہ کر لیا اکبر خود یلغار کر کے جا پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے سوداگران فرنگ سے مدد چاہی اور قلعہ دینے کا وعدہ کیا۔ مگر وہ عجائب و نفائس ممالک غیر لیکر مرزا کی طرف سے ایلچی بن اکبر کے دربار میں آئے اکبر نے خلعت و انعام کے ساتھ نوازا اور مراسلے دے کر رخصت کیا۔

اس کے کئی سال بعد حاجی حبیب اللہ کاشی کو بمعہ ماہرین فن بندر گووا پر
عجائب۔ نفائیس دیار فرنگ اور وہاں کے صنعت گروں کے لینے کیلئے
بھیجا۔ وہ سنہ ۹۸۴ھ میں ایک جماعت اہل کمال اور نفائیس وغیرہ لے کر
واپس ہوئے۔ غرائبات میں اوّل ارغنوں (ارگن) ہندوستان میں آیا
سنہ ۲۳ جلوس سنہ ۹۸۶ھ میں خان جہان حسین قلی خاں نے کوچ بہار کے راجہ
سے اطاعت نامہ و تحائف وغیرہ لیکر دربار میں بھیجے۔ تا ب بارسو تاجر
فرنگ بھی حاضر دربار ہوا۔ سنہ ۳۵ ج میں پادری فربیتون حاضر دربار ہوا۔
شاہزادہ کو اس کی شاگردی میں دے کر یونانی کتب کا ترجمہ اس کے سپرد
کیا۔ سنہ ۴۰ ج میں پھر ایک قافلہ بندر گووا سے اشیائے عجیب و اجناس
غریب لایا۔ ایک کتاب لاطینی زبان سے اس عہد میں ترجمہ ہوئی۔ اکبر
تبت اور خطا کے لوگوں سے وہاں کا حال دریافت کرتا۔ جین مت
کے لوگوں سے بدھ دھرم کی کتابیں سنتا۔ بادشاہ پرکھوتم برہمن سے
تحقیق حال کرتے تھے۔ پھر بالاخانہ کے خلوت گاہ میں دیوی برہمن کو
چارپائی پر بٹھا کر رسیاں ڈالکر اوپر کھینچ لیتے تھے اور وہ معلق رہتا تھا۔
اس سے آگ۔ سورج۔ ستارہ اور تمام دیوتاؤں کی پوجا کے طریقے
دریافت کرتے اور منتر سیکھتے تھے۔ دیپ چند راجہ مجھولہ کر اس قول پر کہ
کہ حضور اگر گائے خدا کے نزدیک واجب التعظیم نہ ہوتی۔ تو قرآن
میں سب سے پہلے اس کا سورہ کیوں ہوتا۔ گوشت کھانا چھوڑ دیا اور
حکم دیا جو مارے گا مارا جائے گا +

سنہ ۹۸۷ھ میں یہ تجویز ہوئی کہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ اکبر خلیفۃ اللہ کہا کریں۔ اوّلاً یہ خفیہ طور پر کہا گیا پھر علانیہ کہنے لگے۔ اکثر آدمی سلام علیک کی بجائے اللہ اکبر کہتے اور جواب میں جل جلالہٗ۔

انہی ایام دین الٰہی اکبر شاہی میں داخل ہونے کے لئے اخلاص چہارگانہ کی قید لگائی۔ ترک مال۔ ترک جان۔ ترک ناموس۔ ترک دین۔ اس دین الٰہی کے خلیفہ اول شیخ ابوالفضل تھے۔ پھر جو شخص دین الٰہی میں داخل ہوتا تو وہ یہ اقرار نامہ لکھتا یہ اقرار نامہ وغیرہ ابوالفضل کے ہی سپرد تھے۔

اقرار نامہ

منکہ فلاں ابن فلاں باشم بطوع ورغبت وشوق قلبی از دین اسلام مجازی وتقلیدی کہ از پدران دیدہ وشنیدہ بودم ابرا و تبرا نمودم ودر دین الٰہی اکبر شاہی آمدم ومراتب چہارگانہ اخلاص کہ ترک مال وجان وناموس ودین باشد قبول نمودم۔

معاملات میں بجائے سنہ ہجری سنہ الٰہی اکبر شاہی درج ہوا اور اس طریقہ کا نام "توحید الٰہی اکبر شاہی" رکھا۔

بارہ آدمی ایکدم مرید کئے جاتے تھے جن کو ایک ایک تصویر بجائے شجرہ کے بطور تعویذ اپنے پاس رکھنے کے لئے دی جاتی تھی اور آفتاب کے حساب سے برس میں ۱۴ عیدیں ہونے لگیں وغیرہ

معافی جزیہ

معافی جزیہ پر سنہ ۲ جلوس میں بحث ہوئی علماء نے معافی جزیہ کی مخالفت کی پھر ۹۸۷ھ میں اکبر نے جزیہ اور چنگی کا محصول جو کئی کروڑ روپیہ تھا معاف کر دیا +

شادی

اکبر نے حکم دیا کہ زیادہ مہر نہ باندھا جائے۔ بڑھا جوان عورت نہ کرے وغیرہ۔ اس خدمت پر دو معتبر آدمی مقرر کئے۔ کہ ایک مردوں کی جانچ کرتا دوسرا عورتوں کی۔ یہ توسے بیگی کہلاتے تھے۔ اکثر یہ دونوں خدمتیں ایک ہی انجام دیتا تھا۔ شکرانہ میں طرفین سے نذرانہ بھی مقرر تھا +

تفصیل نذرانہ

پنجہزاری سے ہزاری تک ۱۰ اشرفی۔ پانصدی سے ہزاری تک ۴ اشرفی۔ دوصدی سے پانصدی تک ۲ اشرفی۔ دوبیستی سے دوصدی تک ۱ اشرفی۔ ترکش بندے دہ باشی اور منصبدار تک ۴ روپے متوسط اشخاص ایک روپیہ۔ عام ایک دام +

ایک عورت سے زیادہ نہ کی جائے۔ بیوہ کو نکاح سے نہ روکا جائے جو عورت مایوس ہو نکاح نہ کرے۔ بیوہ ستی نہ ہو۔ اس پر ہندو نہ مانے

توحکم دیا کہ رنڈوے مرد بھی ستی ہوں یا دُوسری شادی نہ کرنے کا اقرار نامہ لکھیں۔

۹۹۱ھ کے جشن میں یہ قانون ہُوا کہ ماہ آبان میں بروز اتوار (اکبر کی پیدائش کا دن ہے) تمام قلمرو میں جانور ذبح نہ کئے جائیں۔ پھر آبان کے تمام مہینہ اور جشن نوروز کے ۱۸ دن تک ذبح کرنا بند کردیا۔ ذابح کرنے والے پر جرمانہ ہو۔ گھر لٹ جائے۔ آپ خاص ایام میں گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ سال بھر میں چھ ماہ سے بھی کم دن تھے جن میں گوشت کھاتا تھا آفتاب کی عبادت کے دن رات میں چار وقت تھے۔ صبح۔ شام۔ دوپہر آدھی رات۔ دوپہر کو اس کی طرف منہ کرکے ایک ہزار ایک نام کا وظیفہ پڑھتا۔ دونوں کان پکڑ کر چک پھیرے لیتا۔ اور کانوں پر مُکّے مارتا جاتا تھا وغیرہ۔

اکبر نے شروع سال بکرما جیت میں تبدیلی چاہی مگر ہندوؤں نے نہ مانا اس سال میں شہر کے باہر دو محل خیرپورہ اور دھرم پور تعمیر ہوئے۔ پھر ایک سرائے جوگیوں کے لئے بنی اور جوگی پورہ نام رکھا گیا۔ خیرپورہ میں فقرائے اسلام کے لئے کھانا پکتا اور دھرم پورہ میں فقرائے ہنود کے لئے۔ اور جوگی پورہ میں جوگیوں کے لئے کھانا پکتا تھا۔

گنگ برہم چاری

اکبر کے سامنے چند برہمن ایک پراچین پتر لائے کہ الہ آباس (الہ آباد)

میں مکند برہمچاری نے اپنا سارا بدن کاٹ کر ہون کر دیا تھا۔ وہ اپنے چیلوں کے لئے یہ اشلوک لکھ گیا ہے کہ ہم جلد بادشاہ باقبال بن کر آئیں گے اُس وقت تم بھی حاضر ہونا۔ حساب کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کے مرنے اور اکبر کے پیدا ہونے میں صرف تین چار ماہ کا فرق ہے۔ اس لئے وہ برہمن ناکام پھرے +

اکبر پر حالت طاری ہوئی

اکبر پاکپٹن سے زیارت کرتا ہوا نندنہ کے علاقہ میں پہنچکر شکار کھیلنے لگا۔ دفعتہً اکبر پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ شکار بند کر دیا اور وہیں سر منڈوایا اور زر کثیر فقیروں اور مسکینوں کو تقسیم کیا۔ وہاں جلوہ غیبی کی یادگار میں ایک عمارت عالیشان بنانے اور باغ لگانے کا حکم دیا +

جہازرانی کا شوق

حاجیوں اور سوداگروں کے قافلوں کو ڈچ اور پرتگالی جہاز دریا میں آکر لوٹ مار کرتے اور لوگوں کو پکڑ لیتے تھے۔ اگر مسافر اندازہ سے زیادہ محصول دیتا تب اُس کو دق نہ کرتے۔ فیضی نے حیدرآباد دکن سے جو رپورٹیں کیں تو اس نے ان میں دریا کی بے انتظامی اور رومی و ایرانی مسافروں وغیرہ کی تکالیف بھی بیان کیں۔ ان وجوہ کی بناء پر وہ بندرگاہ پر بہت جلد قبضہ کرتا تھا۔ چنانچہ اکبر نے ۳۶ گز لمبے مستول

کا جہاز دریائے راوی میں ڈالکر اس کو ملتان کے نیچے سے براہ سکھر ٹھٹھہ پہنچانا چاہا۔ مگر یہ جہاز جب روانہ کیا تو کمی آب کی وجہ سے رُک گیا۔ پھر ۱۰۰۲ھ میں ایلچی ایران کو رخصت کرکے اپنا ایلچی لاہور سے براہ دریا لاہری بھیجا تاکہ بذریعہ جہاز بآسانی سرحد ایران میں جا پہنچے مگر اس میں بھی بوجہ نالائقی افسران ناکام ہوا۔

ملک موروثی کی یاد نہ بھولتی تھی

اکبر کو عبداللہ خاں اُزبک والی ترکستان سے سخت دشمنی تھی۔ کیونکہ اسی نے بابر کو پانچ پشت کی حکومت کے بعد نکالا تھا۔ جب کشمیر فتح کیا تو والی کاشغر سے قدیمی قرابت کا رشتہ نکالا۔ اور ایک مراسلہ لکھ کر وہاں کے حاکم۔ صاحب علم و فضل مشہور حضرات وغیرہ وغیرہ کا حال معلوم کیا اور لکھا ہم اپنے فلاں معتبر کو بھیجتے ہیں۔ اس کو آگے روانہ کردو وغیرہ جو نفائس وغیرہ ہندوستان کے پسند ہوں لکھو وغیرہ۔

اکبر نے اولاد سے سعادتمندی نہ پائی

اوّل جہانگیر راجہ بھارا مل کچھواہہ کا نواسہ ۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ بمقام فتح پور سیکری پیدا ہوا اور تخت نشین ہوا۔ دوسرا مراد ۱۰ محرم ۹۷۸ھ میں فتح پور کے پہاڑوں میں پیدا ہوا۔ اس لئے اکبر اسکو پہاڑی راجہ کہتا تھا۔ مراد کو پنج ہزاری کا خطاب عنایت کیا۔ یہ کثرت شراب

خوری کی وجہ سے ۳۰ برس کی عمر میں بمقام دکن فوت ہوا

تیسرا دانیال بھی اسی سال بمقام اجمیر پیدا ہوا اور وہاں کے مجاور شیخ دانیال کے نام پر اسکا نام دانیال رکھا۔ اس کو ہفت ہزاری کا خطاب ملا۔ مراد کے بعد اکبر نے دانیال کو خانخانان کے ساتھ مہم دکن پر بھیجا اور خاندیس کے فتح کرنے پر داندیس اس کے نام پر نام رکھا۔ اس نے بھی شراب خوری شروع کی۔ چنانچہ اکبر کی ممانعت کے باوجود ایک ملازم نے خفیہ طور پر بندوق کی زنگ آلود نال میں شراب بھر کر اس کی استدعا پر لادی۔ یہ اس کو پیتے ہی ۱۰۱۳ھ میں بمقام دکن فوت ہوا +

۱۰۰۸ھ میں اکبر کو برہان الملک اور اس کے بیٹوں کی جنگ اور اس کی خانہ بربادی کی خبر ہوئی۔ تو اکبر نے ملک امرا پر تقسیم کیا۔ اور سلیم (جہانگیر) ولیعہد دولت کو دوازدہ ہزاری کا خطاب دیا +

۱۰۰۵ھ میں اکبر کو عبداللہ خان اُزبک والی ترکستان کے اپنے لڑکے کے ہاتھ سے مارے جانے اور ملک میں اختلال عظیم برپا ہونے کی خبر پہنچی اس نے جلسہ شورہ منعقد کیا جس میں فتح دکن مقدم ہوئی چنانچہ دانیال کو مرزا عبدالرحیم خان خانخانان کے ساتھ خاندیس روانہ کیا سلیم کو ولیعہد کر کے صوبہ اجمیر جاگیر میں دیا اور میواڑ (ادے پور) کی مہم نامزد کر کے راجہ مان سنگھ وغیرہ کو ساتھ کیا۔ تمن۔ توغ۔ شمشیر نقارہ وغیرہ وغیرہ۔ لاکھ اشرفی نقد۔ عماری دار ہاتھی عنایت کیا مان سنگھ کو صوبہ بنگالہ پھر عنایت کیا۔ اس نے جگت سنگھ اپنے بڑے بیٹے کو وہاں کا

نائب مقرر کیا۔ خانخانان دانیال کے ساتھ احمد نگر گھیرے ہوئے تھے
ادھر اکبر نے اسیر کا قلعہ توڑا۔ اُدھر خانخانان نے احمد نگر فتح کیا۔ سنہ ۱۰۱۰ھ
مطابق سنہ ۱۶۰۱ء میں ابراہیم عادل شاہ کا ایلچی بیجاپور سے تحائف وغیرہ
لیکر سلطان بیگم کی لڑکی دانیال کے لئے قبول کروانے کے لئے دربار
اکبری میں پہنچا۔ اکبر نے بخوشی اس خواہش کو منظور کر کے میر جمال الدین
انجو کو اس کے لینے کے لئے بھیجا ◆

(اکبر کو معلوم ہوا کہ جہانگیر مہم چھوڑ کر علاقہ اجمیر میں شکار کھیل رہا ہے
اس نے فوراً امراء کو رانا کی مہم پر روانہ کیا۔)

جہانگیر نے راجہ کی شکست اور بغاوت بنگالہ کی خبر پاکر راجہ کو اُدھر
رخصت کیا اور آپ آگرہ آیا ◆

یہاں کے قلعہ دار قلیچ خاں نے ایسا منصوبہ بنایا کہ جہانگیر پھر قلعہ
اسی کے حوالہ کر کے الہ آباد چلا گیا۔ وہاں سب کی جاگیریں ضبط کر لیں۔
اور الہ آباد کو آصف خان اور میر جعفر سے نکال کر اپنی سرکار میں داخل کیا۔
بہار، اودھ وغیرہ کے قریب کے صوبوں پر قبضہ کر لیا۔ ہر جگہ اپنے
ملازم رکھے اکبری ملازم برخاست کر دیئے۔ بہار کا خزانہ جو ۲۰ لاکھ سے
زیادہ کا تھا اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ صوبہ مذکور اپنے کوکہ مسمی شیخ جیون
کو دے کر قطب الدین خان خطاب دیا۔ اکبر یہ سُنکر وہاں سے آگرہ
آیا۔ اکبر نے جہانگیر کو فرمان طلب لکھا نہ آیا۔ پھر دوبارہ فرمان لکھا تو
شرمندہ ہوا اور حسب تحریر الہ آباد چلا گیا۔ پھر اکبر نے بنگالہ کی جاگیر کی

عنائیت کی۔ پھر بگڑ گیا تو خدیجۃ الزمانی سلطان بیگم کو بھیجکر اس کو بُلا لیا۔ اور خطا معاف کرکے پھر رانا کی مہم اس کے نامزد کرکے روانہ کیا اس دفعہ کی گڑ بڑی پر اکبر خود بسواری کشتی گئے مگر راہ میں مریم مکانی کی جانکنی کی خبر پہنچی فوراً واپس ہُوا۔ ۱۰۱۲ھ میں مریم مکانی کا انتقال ہُوا۔ اکبر نے تھوڑی دُور خود تابوت کو کندھا دیا۔ اور جنازہ دلی بھیجکر ہمایوں کے برابر دفن کیا۔ جہانگیر بھی مریم مکانی کی موت کا سُنکر الہ آباد سے روتے ہُوئے آئے۔ اکبر نے چھاتی سے لگا کر بہت تسلّی کی +

ایجاد ہائے اکبری

اکبر نے ۹۰۰ھ میں ہاتھی پکڑنے کا طریقہ ایجاد کیا (چنانچہ نرور کے جنگل میں ایک ہتھنی کو اس ترکیب سے پکڑا کہ اوّل اس کے پیچھے ہاتھی دوڑائے۔ جب تھک گئی تو دائیں بائیں کے ہاتھی بانوں میں سے ایک نے رسّہ پھینکا دُوسرے نے اس رسّہ کو لیکر اُس کی سُونڈ کے نیچے سے نکالا اور پھر دُوسرے سرے کو پھینک دیا۔ اس نے دونوں سروں کو ملا کر گرہ لگا دی اور اپنے ہاتھی کے گلے میں باندھ لیا۔ پھر اس گرفتار ہتھنی کو دَوڑایا جب وہ ہانپنے لگی تو ایک فیلبان اپنے ہاتھی سے کُود اُس پر جا بیٹھا۔ پھر دوبارہ ۹۷۱ھ ہی میں جب مالوہ سے خاندیس کی سرحد پر دورہ کرکے آگرہ کی طرف پھرا تو ایک گلّہ ہاتھیوں کا گرفتار کیا۔ اس میں ایک ہاتھی قلعہ کی دیوار توڑ کر بھاگ گیا۔ پھر یوسف نمان

کو کلتاش حسب الحکم ہاتھی لیکر گئے اور اُس کو پکڑ لائے۔ اکبر نے اس کا نام گج پتی رکھا۔

گوئے آتشیں

چونکہ رات میں اکبر گیند نہیں کھیل سکتا تھا اس لئے ۹۷۴ھ میں ایک لکڑی کی گیند پر ایسی دوا ملی گئی کہ جو ایک مرتبہ روشن کر دینے پر کھیل میں نہیں بجھتی تھی +

تقسیم اوقات

۹۸۶ھ میں عبادت الٰہی کے لئے ۵ گھڑی (دو گھنٹہ) آرائش بدن ۳ گھڑی عدل و انصاف ڈیڑھ پہر۔ کھانے کے لئے دو گھڑی جانوروں کی خبر گیری۔ ۴ گھڑی۔ پھر محل میں بیبیوں کی عرض و معروض سُننا۔ اور ۲½ پہر نیند کے لئے مقرر کی +

گنگ محل

۹۸۸ھ میں اکبر نے (ابتدائی) مذہب اور زبان کی تحقیق کے لئے ایک عمارت شہر کے باہر بنوائی اور تقریباً ۲۰ بچے اس میں رکھے اُنائیں پالنے والے خدمتگذار وغیرہ سب گونگے رکھے۔ جب بچے بڑے ہوئے تو بچوں کو بلا کر خود ملاحظہ کیا بالکل گونگا پایا۔ اس لئے اس محل کا نام

گنگ محل رکھا +

التزامِ دوازدہ سالہ

اکبر نے ۹۸۸ھ میں بارہ بارہ سال کا مثل بزرگان گذشتہ ایک مجموعہ کر کے ہر سال کا ایک ایک نام رکھا اور آئین باندھا کہ ہر سال ایک خاص کام کا التزام رہے۔

سیچقاق ئیل۔ (سیچقان۔ چوہا) چوہے کو نہ ستائیں۔

اودوئیل (اود و گائے) گائے اور بیل کی پرورش کریں اور کسانوں کو ان میں دکھ نہ دیں

پارسن ئیل۔ (پارسن۔ چیتا) نہ چیتے کو شکار کریں اور نہ چیتے سے شکار کریں

توشقانئیل۔ (توشقان۔ خرگوش) نہ خرگوش کھائیں نہ شکار کریں +

لوئی ئیل۔ (لوئی۔ مگرمچھ) مچھلی سے وہی معاملہ رہے۔

ییلانئیل۔ (ییلان۔ سانپ) سانپ کو نہ ماریں۔

آیت ئیل۔ (آیت۔ گھوڑا) نہ گھوڑا ذبح کریں نہ کھائیں بلکہ خیرات میں دیں۔

قوی ئیل۔ (قوی۔ بکری) بکری سے بھی وہی معاملہ رہے۔

بیچی ئیل۔ (بیچی۔ بندر) بندر کا شکار نہ کریں۔ جس کے پاس ہو جنگل میں چھوڑ دے

تخاقوئیل۔ (تخاقو۔ مرغا) مرغ نہ ماریں نہ لڑائیں +

ایت ئیل۔ (ایت۔ کتا) کتے سے شکار نہ کریں۔ اس وفادار کو آرام دیں۔ خصوصاً بازاری کو +

تنگوزئیل۔ (تنگوز۔ سور) سور کو نہ ستائیں +

چاند کے مہینوں میں یہ امورات مفصلہ ذیل کا لحاظ رکھیں

محرم - جاندار کو نہ ستائیں -

صفر - بندی آزاد کرو -

ربیع الاول - ۳۰ نیک محتاج شخصوں کو بخشش کرو -

ربیع الثانی - غسل کر کے خوشحال ہو -

جمادی الاول - لباس فاخرہ اور ابریشمی کپڑے نہ پہنو -

جمادی الثانی - چمڑا کام میں نہ لاؤ -

رجب - ۴۰ برس کی دستگاہ کے بموجب اپنے ہم سال کے لئے دستگیری کرو -

شعبان - کسی پر سختی نہ کرو -

رمضان - اپاہج کو کھلاؤ پہناؤ -

شوال - ہزار دفعہ نام الٰہی ورد کرو -

ذیقعد - اول شب جاگتے رہو - اور چند غیر مذہب آدمیوں کو سلوک کر کے خوش کرتے رہو

ذالحجہ - آسایش خلق کے لئے عمارت بناؤ -

مردم شماری کی ۹۸۹ھ میں حسب الحکم تمام جاگیردار و عامل وغیرہ نے ملکر دفتر مردم شماری بقید نام پیشہ وغیرہ وغیرہ مرتب کیا +

ترقی اجناس کی ۹۹۰ھ میں حسب الحکم اوزار وغیرہ وغیرہ کی حفاظت سے ترقی اور عمدہ اقسام کا بہم پہنچانا ایک ایک امیر کے ذمہ ہوا چنانچہ گھوڑے کی نگہداشت وغیرہ پر عبدالرحیم خانخانان ہاتھی اور غلہ پر

راجہ ٹوڈرمل پشمینہ پر شیخ ابوالفضل حکیم ابوالفتح مسکرات ۔ قاسم خان میر بحر و بر ۔ نباتات وغیرہ ۔ شریف خان ۔ بھیڑ ۔ بکری ۔ مرزا یوسف ۔ اونٹ راجہ بیربر ۔ گائے بھینس نقیب خان کتابت کی نگہداشت وغیرہ پر مقرر ہوئے ۔

زنانہ بازار ۹۹۱ھ میں مقرر ہوا ۔

کشمیر میں کشتیوں کی عمدہ تراشیں

جب اکبر ۹۹۷ھ میں بمعہ بیگمات کشمیر کی سیر کو گیا تو دریا اور تالابوں میں ۳۰ ہزار کشتی چل رہی تھیں ۔ پھر چند روز میں بنگالہ وغیرہ کے تراش کی کشتیاں شاہی نشست کے لئے تیار ہوئیں ۔

جہاز

۱۰۰۲ھ میں دریائے راوی کے کنارہ پر جہاز تیار ہوا ۔ مستول ۳۵ گز الہی ۔ سال دناجود کے بڑے بڑے ۲۹۳۶ شہتیر ۴۶۸ من ۲ سیر لوہا خرچ ہوا ۔ ۲۴۰ بڑھئی اور لوہار وغیرہ اس میں کام کرتے تھے ۔ جر ثقیل کے عجیب غریب آلہ لگائے ۔ ہزارہا آدمیوں نے زور کر کے ۱۰ دن میں اس کو پانی میں ڈالا ۔ لاہری بندر کو روانہ ہوا ۔ جہاز بوجہ وزنی ہونے اور کمی آب کے رُکتا ہوا بندر لاہری جا پہنچا ۔ ۱۰۰۸ھ میں دوسرا جہاز دریا کی کمی آب کے لحاظ سے ہلکا بنایا ۔ یہ جہاز ۱۵ ہزار من سے زیادہ بوجھ اٹھا سکتا تھا ۔ یہ لاہور

سے لاہری بندر تک تا ساتی پہنچ گیا۔ اس کا طول ۴۷۷ گز تھا۔ اور ۱۶۳۳۸ روپیہ کی لاگت میں تیار ہوا۔

آداب و کورنش

ترکوں میں طریق آداب یہ تھا کہ دوزانو بیٹھ کر جھکتے اور اُٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اکبر نے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ (میرا و منصبدار وغیرہ وغیرہ) سامنے آکر آہستگی سے بیٹھے سیدھے ہاتھ کی مٹھی بنا کر پشت دست کو زمین پر ٹیکے اور آہستہ سے سیدھا اُٹھے۔ دست راست سے تالو پکڑ کر اتنا جھکے کہ دوہرا ہو جائے اور پھر داہنی طرف کو عمدگی سے جھوک دیتا ہوا اُٹھے اس کا نام کورنش تھا۔ اس کے یہ معنی تھے کہ جان و تن وغیرہ سپرد حضور کرتا ہے۔ اسی کو تسلیم بھی کہتے تھے۔

عہد اکبر میں بوقت عطائے ملازمت۔ رخصت۔ جاگیر۔ منصب اور خلعت وغیرہ وغیرہ لوگ تھوڑے فاصلہ سے تین تسلیمیں کرتے ہوئے قریب آکر نذر پیش کرتے۔ اور خواص بارگہ بیٹھنے کی اجازت پر سجدہ نیاز کرتے تھے۔ حکم تھا کہ دل میں سجدہ الٰہی کی نیت رکھا کریں۔

اکبر کی شاعری اور طبع موزون

اکبر کی طبیعت موزون تھی۔ کبھی کبھی شعر کہتا تھا۔ مطلع

گریہ کردم ز غمت موجب خوشحالی شد ریختم خونِ دل از دیدہ دلم خالی شد

رباعی۔ می ناز کرد دل خون شدہ از دوری او ۔ من بابند دست مجبوری او
در آئینہ چرخ قوس قزح است ۔ عکس است نمایاں شدہ از چوری او

اکبر ۹۹۷ھ میں بہار کشمیر کی سیر کے لئے معہ لشکر و امراء وغیرہ گیا۔ کشمیر پہنچکر مریم مکانی کے بلانے کے لئے عرضداشت لکھی۔ جس میں یہ شعر بھی خود کہہ کر ابوالفضل سے لکھوایا۔ ؎

حاجی بسوئے کعبہ رود از برائے حج ۔ یارب بود کہ کعبہ بیاید بسوئے ما

عہد اکبر کے عجیب واقعات

موضع بکسر میں راوت ٹیکا نام مقدم تھا۔ کسی دشمن نے اس کو قتل کر دیا۔ اس کے دو زخم آئے۔ ایک پشت پر دوسرا کان کے نیچے۔ اسکے رشتہ داروں میں ایک لڑکا پیدا ہوا تو اس کے وہی دو زخم موجود تھے۔ اس نے بڑے ہونے پر بعض ایسے مقامات اور نشانات بتائے جس سے لوگ متحیر ہوئے شدہ شدہ اس کی خبر اکبر کو بھی ہوئی اس نے بلا کر حالات دریافت کیئے اور اس کے دوبارہ جنم لے لینے کا قائل نہ ہوا۔

نواح اکبرآباد میں فوج لڑی۔ اس میں دو جڑواں بھائی قوم کھتری متوطن اکبرآباد بھی تھے۔ چنانچہ ان میں سے بڑا مارا گیا۔ جب اس کی لاش گھر آئی تو دونوں کی بیوائیں ستی ہونے لگیں۔ کیونکہ دونوں ایک ہی شکل و صورت کے تھے ہر ایک کہتی کہ میرا خاوند ہے۔ جب مقدمہ اکبر کے ہاں پہنچا۔ تو بڑے

بھائی کی بیوی نے کہا کہ میرے خاوند کا ۱۰ سالہ لڑکا مر گیا ہے اس کے سینہ پر داغ ہوگا۔ فوراً چروایا گیا تو دیکھا کہ سینہ پر داغ موجود تھا۔ اکبر نے بھی اسکی تصدیق کی +

عہد اکبر میں ایک ایسا شخص آیا۔ جس کے مرد و عورت دونوں کی علامات موجود تھیں +

سنہ ۹۹۰ھ میں ایک اور آدمی آیا۔ جس کے کان نہ تھے مگر وہ سُنتا تھا۔

سنہ ۱۰۰۱ھ میں اکبر آسیر کی مہم پر جاتے ہوئے دریائے نربدا سے اُترا تو دیکھا کہ خاصہ کے ہاتھی کی زنجیر سونے کی ہوگئی (داروغہ فیل خانہ نے خود جا کر دیکھا اور بادشاہ نے بھی)۔ پھر سنگ پارس کا شُشبہ ہوا کئی مرتبہ ہاتھی دریا میں آئے گئے مگر کچھ نہ ہوا +

چیتوں کا شوق

سرہند کی فتح میں ولی بیگ[1] سکندر خاں کے چیتا خانہ میں سے ایک چیتا فتح باز نام لایا۔ دوندو اس کے چیتابان نے اپنے کرتب اور چیتے کے ہنر دکھائے۔ اکبر کو بھی چیتا پالنے کا شوق ہوا۔ چنانچہ چیتے کمخواب و مخمل کی جھولیں اوڑھے۔ گلے میں سونے کی زنجیریں پہنے۔ آنکھوں پر زردوزی چشمے چڑھے بیلوں کے تانگوں پر سوار چلتے تھے مگر کبھی ہزار چیتے نہ ہوئے ایک مرتبہ اکبر نے سفر پنجاب میں چیتے سے ہرن کا شکار کیا +

---

[1] بیرم خان کا بہنوئی۔ حسین قلی خان خان جہان کا باپ +

ہاتھی

ایک مرتبہ اکبر کا ایک مست ہاتھی بدمستی میں فیلخانہ سے باہر نکلکر بازاروں میں ہتیاپائی کرنے لگا۔ شہر میں غل مچ گیا۔ اکبر بھی خبر پاکر ایک کوٹھی کے چھجے پر آکھڑا ہوا۔ جب ہاتھی قریب آیا چھلانگ مار کر ہاتھی کی گردن پر سوار ہوگیا اور اس کو قبضہ میں کرلیا۔

اکبر کا لکنہ ہاتھی بھی بہت شریر تھا۔ ایک دن اکبر نے دلّی میں اس پر سوار ہوکر دوسرے ہاتھی سے اس کو لڑادیا۔ وہ بھاگا لکنہ نے بھگوڑے کا تعاقب کیا۔ پیچھا کرنے میں لکنہ کا پاؤں ایک گہرے گڑھے میں جا پڑا۔ لکنہ نے زور کیا مگر نہ نکل سکا۔ مہنتیہ بھی پیٹھے پر سے گر پڑا۔ اکبر اول سنبھلا آخر اس کے آسن بھی گردن سے اکھڑے صرف پاؤں کلاوہ میں اٹکا رہا۔ لوگوں کے غل مچانے سے اتر پڑا۔ جب اس نے پیر نکال لیا تو پھر سوار ہوگیا +

اسی طرح ایک دفعہ ہوائی نام بدمست ہاتھی پر سوار ہوکر میدان چوگان بازی میں اوّل ادھر ادھر دوڑا سلام کرایا وغیرہ پھر رن باگھ بدمست ہاتھی طلب کرکے لڑوایا۔ خود کبھی پشت پر کبھی سر پر وغیرہ۔ خواص گھبرا کر آتکہ خاں کو لائے۔ آتکہ خاں دادخواہوں کی طرح برہنہ سر اکبر کے پاس چیختے ہوئے گئے اور کہا "شاہم برائے خدا ببخشید للّٰہ بر حال مردم رحم آرید۔ بادشاہم ! جان بندگان میرود" اکبر نے انہیں دیکھ کر کہا "چرا بیقراری می کنید اگر شما آرام نمی نشینید ما خود را از پشت فیل می اندازیم" آتکہ خاں چپکے چلے آئے رن بھاگ بھاگا اور

ہوائی اس کے تعاقب میں چلا جمنا کا پل سامنے آیا اس کی بھی پروا نہ کی۔ کشتیاں دبتی اُچھلتی جارہی تھیں اور برابر میں خواص پیرتے چلے جاتے تھے۔ خدا خدا کرکے ہاتھی پار ہوئے۔ جب دونوں کے زور کم ہوئے تب ٹھیرے +

سنہ ۹۷۴ھ میں اکبر نے خان زمان کی مہم سے حکیم محمد مرزا کی سرکوبی کیلئے اُدھر کا رُخ کیا تو وہ کابل فرار ہوگیا۔ ادھر اکبر شکار قمرغہ[1] میں مصروف ہوگیا +

شکوہ سلطنت

بادشاہ دربار میں اورنگ نام ہشت پہلو تخت پر بیٹھتے تھے۔ سر پر چتر زرتار جواہر نگار۔ موتی کی جھالر مُرصع بجواہر سواری کے وقت ۷ سے کم نہ ہوتے تھے۔ سایہ بان مُرصع بیضوی تراش۔ گز بھر بلند۔ دستہ چتر کے برابر۔ دھوپ میں اس سے سایہ کرتے اور اس کو آفتاب گیر بھی کہتے تھے۔

جھنڈا۔ فوجی علم +

کوکبہ۔ چند سونے کے گولے صیقل شدہ بادشاہ کے سر پر آویزاں سوائے بادشاہ کے اور کوئی نہیں رکھ سکتا تھا +

علم۔ سواری میں کم از کم ۵ علم ہوتے۔ چتر تورغ۔ چھوٹا علم۔ کئی قطاس[2] کے گپھے اس پر طرہ۔

---

[1] قمرغہ اس شکار کو کہتے ہیں کہ جس میں ۲۰-۴۰ کوس تک گھیر اڈالکر جانور جمع کرکے شکار کھیلتے ہیں [2] قطاس پہاڑی گائے کی دُم +

گورکھ۔ عربی میں دمامہ کہتے ہیں۔ ایک نقارہ خانہ میں تخمیناً ۱۸ جوڑیاں تین نقارہ ہیں جوڑی سے کل چار بجتے تھے۔

کرنا۔ سونے۔ چاندی اور پیتل وغیرہ سے ڈھلتے چار سے کم نہ بجتے تھے۔

نفیر۔ ایرانی۔ ہندوستانی اور فرنگی ہر قسم کی نفیریاں بجتی تھیں۔

سرنا۔ ایرانی اور ہندوستانی کم از کم نو بجتے۔

سینگ۔ گائے کے سینگ کی وضع پر تانبے کا سینگ ڈھالتے ۲۳ بجتے۔

سنج۔ (جھانج) تین جوڑیاں بجتی تھیں۔

پہلے چار گھڑی رات اور ۴ گھڑی دن رہے نوبت بجتی تھی۔ اکبری عہد میں آدھی رات ڈھلتے وقت۔ دوسرے طلوع کے وقت۔

سفر میں بارگاہ کا کیا نقشہ تھا

بادشاہ سفر میں مختصر لشکر اور ضروری شکوہ سلطنت کے اسباب ساتھ لے جاتے تھے اور صرف چند بارگاہیں نصب ہوتی تھیں۔ بارگاہ گلال بار۔ یہ چوبی سراپردہ خرگاہ کی وضع کا ہوتا۔ تسموں سے اس کی مضبوطی کرتے۔ سرخ مخمل۔ باناتِ اور قالینوں سے سجاتے۔ اس کے چاروں طرف عمدہ احاطہ بناتے اس کا دروازہ قفل کنجی سے کھلتا۔ سو گز یا سو گز سے زیادہ اکبر کی ایجاد ہے۔ اس کے شرقی کنارہ پر بارگاہ بیچ کے ستونوں پر دو کرڑیاں ۵۴ کمروں پر تقسیم۔ ہر ایک ۲۴ گز لمبا ۱۴ گز چوڑا۔ دس ہزار آدمی اس میں آجاتے۔ ہزار پھرتیلے فراش ایک ہفتہ میں سجاتے

تھے۔ چرخیاں۔ پہیئے وغیرہ جرِ ثقیل کے اوزار لگاتے۔ لوہے کی چادروں سے اُسے مضبوط کرتے۔ سادی بارگاہ بھی دس ہزار کی لاگت میں نصب ہوتی تھی وسط میں چوبیں راوٹی دس ستونوں پر استادہ۔ دو ستونوں کے اوپر ایک کڑی نیچے دانسہ رکھتے۔ اس پر لوہے کی چادریں۔ دیواریں اور چھتیں نرسلوں اور بانس کی کھپچیوں کے بناتے۔ ایک یا دو دروازہ نیچے کے دانسہ کے برابر چبوترہ اندر زربفت اور مخمل لگاتے۔ باہر بانات سلطانی۔ ابریشمی نواڑیں۔ اس کے گرد اور سراپردے ہوتے تھے۔ اس سے بڑا ہوا آئے۔ چوبیں محل دو منزلہ عبادت کے لئے بناتے۔ اس کے قریب دو آشیانہ منزل یعنی جھروکہ ہوتا۔ عجائبی ۹ شامیانے چار چار ستونوں پر استادہ ۵ گوشے۔ ۴ مخروطی اور یک تخت بھی ہوتے ایک ایک کڑی بیچ میں رکھتے۔ منڈل۔ ۵ شامیانے ملے ہوتے چار چار ستونوں پر تانتے۔ اگر گرد کے چار لٹکا دیتے تو خلوت خانہ ہو جاتا۔ آٹھ کھمبہ ۲ شامیانے جدا اور ملے ہوئے آٹھ آٹھ ستونوں پر سجاتے۔ خرگاہ۔ بقول ابوالفضل کئی وضع کی ہوتی تھی۔ ایک دری دو دری وغیرہ۔

حرم سرا۔ اس سے بڑا ہوا سراپردہ گلیمی یہ اس قدر بڑا ہوتا تھا کہ اسکے اندر کئی اور خیمے نصب ہوتے۔ اُردو بیگیاں اور دیگر عورتیں اس میں رہتی تھیں اس کے باہر دولت خانہ خاص تک سو گز چوڑا ایک صحن سجاتے یہ مہتابی کہلاتا تھا۔ مناسب مقام پر صحت خانہ (پاخانہ) ہوتا۔ اس سے بڑا ہوا ایک گلیمی سراپردہ ۱۵۰ گز مربع ۷۲ کمروں پر تقسیم اور ۱۵ گز کا شہتیر ہزار فراش سجاتے۔ اس کے اوپر قلندری کھڑے کرتے۔ یہ خیمے کی طرح ہوتی تھی۔

اُوپر موم جامہ وغیرہ بغیر اجازت اندر نہیں جا سکتے تھے۔ یہ دولت خانہ خاص کہلاتا تھا۔

اس کے گرد دیوان خانہ عام بناتے۔ ۳۵۰ گز کے فاصلہ پر طنابیں کھینچتے تین تین گز پر ایک ایک چوب لگاتے۔ ہر جگہ پہرہ دار۔ آخر میں ۱۲ طناب کے فاصلہ پر ایک طناب ۶۰ گز کی نقارخانہ کے واسطے کھینچتے۔ اس میدان کے وسط میں اکاس دیا روشن ہوتا تھا۔ گھوڑوں اور ہاتھیوں وغیرہ کے لئے بھی اسی طرح علیحدہ انتظام کیا جاتا تھا۔

۱۰۰ ہاتھی۔ ۵۰۰ اُونٹ۔ ۴۰۰ چھکڑے۔ ۱۰۰ کہار۔ ۵۰۰ منصب دار۔ اور احدی۔ ہزار فراش ایرانی۔ تورانی۔ ہندوستانی۔ ۵۰۰ بیلدار۔ ۱۰۰ سقّے۔ ۵۰ نجار۔ بہت سے خیمہ دوز۔ مشعلچی۔ ۳۰ چرم دوز۔ ۱۵۰ حلال خور (خاکروب بھنگی) بارگاہ خاص سے سو گز کے فاصلہ پر مریم مکانی۔ گلبدن بیگم اور دیگر بیگمات اور شاہزادہ دانیال۔ دائیں پہ شاہزادہ سلطان سلیم (جہانگیر) بائیں پر شاہ مراد پھر ذرا بڑھ کر توشہ خانہ و آبدار خانہ وغیرہ ہوتے تھے۔

سواری کی سیر

جشن سالگرہ و نوروز میں بارگاہ جلال آراستہ ہوتے۔ تخت مرصع زرین و سیمیں چبوترہ پر بادشاہ رونق افروز ہوتے۔ تاج میں ہما کا پر رکھا چتر جواہر نگار سر پر۔ زربفت کا شامیانہ۔ موتیوں کی جھالر۔ سنہری روپہلی استادوں پر تنا۔ ابریشمیں قالین کے فرش۔ در و دیوار شالہائے کشمیری

مخملہائے رومی۔ اطلسہائے چینی لہراتے۔ اُمرا دست بستہ دو طرفہ صف بستہ حاضر۔ چوبدار۔ خاص بردار زرق برق لباس پہنے سنہری اور روپہلی نیزوں اور عصاؤں پر باناتی۔ سقرلاتی غلاف چڑھے (ان کے ہاتھوں میں ہر طرف کا انتظام کرتے پھرتے تھے)۔

بارگاہ کے دونوں طرف شاہزادوں اور امیروں کے خیمے باہر دونوں جانب سوار اور پیادوں کی قطار۔ بادشاہ جب جھروکے (دو منزلی راوٹی) میں آتے تو اُمراء وغیرہ حاضر ہوتے۔ خلعت و انعام پاتے۔ منصب بڑھتے وغیرہ۔ یکایک نور برسنے کا حکم ہوتا فوراً فراش صندلیوں پر چڑھ جاتے وہاں سے بادلا اور مقیش کترہ ہوا اُڑاتے۔ نقارہ خانہ میں نوبت جھڑتی وغیرہ پھر تمام جلوس بادشاہ کے سامنے سے گذرتا۔

جشن نوروزی

نوروز کے دن دولت خانہ خاص اور سبھا منڈل قسم قسم کے ساز و سامان سے سجائے جاتے۔ ایوان عام و خاص کے گرد کے ایک سو بیس [۱۲۰] ایوان امراء کو تقسیم ہوتے تاکہ ہر امیر اپنے ایوان کو حسب حیثیت سجائے۔

چنانچہ خانخاناں اور خان اعظم اپنے ایوانوں کو نغز تحف ممالک کے صنائع و بدائع سے سجاتے اور شاہ فتح اللہ اپنے ایوان کو علوم و فنون کے ذخیرہ سے مزین کرتے۔ اہل فرنگ موجود ہوتے، ہلال دہنوں، کا خیمہ استادہ ارغنوں (ارگن) بجتا۔ ممالک روم و فرنگ کی انوکھی

اور عمدہ عمدہ چیزیں اور دستکاریں نمائش کے لئے موجود۔ نوروز سے ۱۸ دن تک ہر ایک امیر بادشاہ کی دعوت کرتا اور حسب حیثیت نذر بھی پیش کرتا گانے اور بجانے کا سامان بھی وسیع پیمانہ پر ہوتا تھا۔

جشن کی ریت رُسوم (ہندوانہ)

جشن سے ایک روز قبل مبارک گھڑی سبھ لگن میں سہاگن عورت اپنے ہاتھ سے دال دلتی اُسے گنگا جل میں بھگو دیتی۔ پھر پیٹھی پیستی۔ بادشاہ اشنان کو جاتے۔ سبز جامہ پہنتے۔ کھڑکی دار پگڑی راجپوتی طرز سے باندھتے (مکٹ سر پر رکھتے۔ کچھ اپنا خاندانی کچھ ہندوانہ زیور پہنتے۔ برہمن ماتھے پر ٹیکا لگاتا۔ مرصع کنگن ہاتھ میں باندھتا۔ ادھر ہون شروع ہوا کہ چولھے پر کڑاہی چڑھی (یہاں اس میں بڑا پڑا وہاں بادشاہ نے تخت پر قدم رکھا) نقارہ پر چوٹ پڑی بادشاہ پر جواہر وغیرہ نچھاور کئے۔ راجہ۔ مہاراجہ سردار اور اُمرا وغیرہ دربار میں فوجی لباس سے کھڑے رہتے۔ بجز شاہزادوں کے کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہ تھی۔ اوّل شاہزادے پھر راجہ وغیرہ درجہ بدرجہ نذریں دیتے۔ سلام گاہ پر جاتے وہاں سے تخت گاہ تک تین جگہ آداب و کورنش بجا لاتے۔ جب جو تھا سجدہ کہ آداب زمین بوس کہلاتا تھا ادا کرتے تو نقیب آواز لگاتا۔ آداب بجا لاؤ۔ جہاں پناہ بادشاہ سلامت۔ جہاں بلی بادشاہ سلامت ملک الشعراء حاضر ہو کر قصیدہ مبارکباد پڑھتا۔ خلعت و انعام پاتا۔ برس میں دو دفعہ تلادان ہوتا تھا۔

(۱) نوروز کے دن سونے کی ترازو کھڑی ہوتی۔ بادشاہ بارہ چیزوں میں تلتے۔ سونا۔ چاندی۔ ابریشم۔ خوشبوئیاں۔ لوہا۔ تانبا۔ جست۔ توتیا۔ گھی۔ دودھ۔ چاول اور ست نجا +

(۲) جشن ولادت قمری حساب سے ۵ رجب کو ہوتا تھا۔ اس میں چاندی قلعی۔ کپڑا۔ ۲ امیوے۔ شیرینی۔ تلوں کا تیل۔ سبزی۔ سب برہمنوں اور غربا وغیرہ کو بٹ جاتا تھا۔ اسی حساب سے شمسی تاریخ کو +

مینا بازار۔ زنانہ بازار

ہر مہینے کے معمولی بازار کے تیسرے دن قلعے میں زنانہ بازار لگتا تھا وہاں محل کی بیگمات آکر سودے وغیرہ خریدتی تھیں (دوکانوں پہ خواجہ سرا وغیرہ وغیرہ سودا بیچتے تھے) اس کا نام خوش روز رکھا۔ بادشاہ خود بھی آتے اور رعیت کی عورتیں بھی آتی تھیں۔ اُمرا کی بیبیاں آکر سلام کرتیں نذریں دیں اولاد کو پیش کرتیں۔ اُن کی نسبتیں خود بادشاہ ٹھہراتے اکثر لڑکا یا لڑکی کی والدہ کے بدوں رضامندی بھی شادی کردیتے)۔ اسی آمد و رفت میں سلیم مہرالنساء نورجہاں پر عاشق ہوا +

اکبر کی موت اور جہانگیر کی تخت نشینی

جب اکبر کی حالت خراب ہوئی تو جہانگیر قلعہ سے نکلکر ایک محفوظ مکان میں جا بیٹھا۔ اور خورم (شاہجہان پسر جہانگیر) اکبر کی خدمت، ودیکھ

بھال کرتا رہا۔ پھر شیخ فرید بخشی جہانگیر کو اپنے گھر لے گئے۔ خان اعظم اور مان سنگھ کے آدمی ہتھیار بند چاروں طرف جہانگیر کی گرفتاری کی فکر میں چھپے ہوئے تھے مرتضیٰ خان[۱] (شیخ فرید بخشی) نے اس کا بندوبست کیا۔ خان اعظم کے نوکروں میں تفرقہ پڑ گیا۔ خسرو (خلف جہانگیر) نے کئی برس سے ہزار روپیہ روز (۳ لاکھ ۶۰ ہزار سالانہ) پر ان لوگوں کو اسی دن کے لئے رکھا تھا مگر یہ ناکام ہوا۔ مان سنگھ (خسرو کے ماموں) کو بنگالہ کے صوبہ پر خلعت دے کر فوراً روانہ کیا۔ اکبر نے جب کئی روز جہانگیر کو نہ دیکھا تو طلب کیا اور گلے سے لگا لیا۔ امرا دولت کو بھی وہیں طلب کیا۔ اور بیٹے (جہانگیر) سے کہا اے فرزند! جی نہیں چاہتا کہ تجھ میں اور میرے دولت خواہوں میں بگاڑ ہو۔ اتنے میں اُمرا بھی حاضر ہوئے۔ اکبر نے سب کو مخاطب کر کے کہا اے میرے وفادارو! اے میرے عزیزو! اگر مجھ سے تمہاری کوئی خطا ہوئی ہو تو معاف کرو۔ جہانگیر یہ سُن کر باپ کے قدموں پر گر پڑا اور زار زار رونے لگا۔ باپ نے سر اُٹھا کر سینے سے لگایا اور تلوار کی طرف اشارہ کر کے کہا تلوار کمر سے باندھو۔ میرے سامنے بادشاہ بنو۔ پھر کہا کہ خاندان کی عورتوں اور حرم سرا کی بیبیوں کی غور و پرداخت سے غافل نہ رہنا۔ قدیمی نمک خواروں کو نہ بھولنا سب کو رخصت کیا۔ اس وقت اکبر کو بھی آرام ہو گیا۔ جہانگیر بھی شیخ صاحب کے گھر جا بیٹھا۔ ۱۱ جمادی الاول کو اکبر پھر علیل ہوا۔ حکیم علی نے علاج کیا۔ اس نے ۸ دن تک دفع مرض کو مزاج پر چھوڑا۔ پھر نویں دن علاج شروع کیا کچھ افاقہ نہ ہوا۔ اُنیسویں[۱۹] دن پھر علاج چھوڑ دیا۔ اس وقت تک جہانگیر

---

[۱] شیخ فرید بخشی نے اکثر معرکوں میں اپنی شجاعت اور بہادری کے کارنامے دکھا کر تھا نیسر سے مرتضیٰ خان کا خطاب حاصل کیا۔

پاس تھا۔ مگر جب حالت بگڑی تو جہانگیر شیخ فرید کے گھر چلا گیا۔ اکبر ۶۴ برس کی عمر میں بدھ کے دن ۱۲ جمادی الآخر ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۶۰۵ء بمقام آگرہ فوت ہوا۔ سکندرہ کے باغ میں مدفون ہے۔

تفصیل کتب جو اکبر کی فرمائش سے لکھی گئیں

سنگھاسن بتیسی	۹۸۲ھ میں حسب فرمائش بادشاہ ملا عبدالقادر بدایونی نے فارسی میں ترجمہ کیا۔ نامہ خرد افزا تاریخی نام ہوا۔
حیوٰۃ الحیوان	عربی میں تھی ۹۸۳ھ میں حسب فرمائش ابوالفضل کے والد شیخ مبارک نے فارسی میں ترجمہ کیا۔
اتھربن بید	۹۸۳ھ میں شیخ بہاون ایک برہمن دکن سے آکر بخوشی مسلمان ہو کر خواصوں میں داخل ہوا۔ اس کو اتھربن بید کے ترجمہ کا حکم ہوا۔ ملا عبدالقادر بدایونی لکھنے پر مامور ہوئے۔ دل شیخ فیضی کو پھر حاجی ابراہیم کو یہ خدمت ملی۔ مگر وہ بھی نہ لکھ سکے۔ ملتوی رہا آخر میں اس کا ترجمہ ہوا۔
کتاب الاحادیث	ملا صاحب نے ثواب جہاد و تیر اندازی میں لکھی۔ نام بھی تاریخی رکھا۔ ۹۸۶ھ میں اکبر کو نذر گذرانی پسند آئی۔

تاریخ الفی	سنہ ۹۹۰ھ میں حسب الحکم ہزار سال کے واقعات کی تاریخ لکھی گئی۔ سنہ ۱۰۰۰ھ میں ملا صاحب نے جلد اول و دوم کو درست کیا۔ اس پر دیباچہ ابوالفضل نے لکھا
رامائن	سنہ ۹۹۳ھ میں ملا عبدالقادر بدایونی نے چند پنڈتوں کے ساتھ شروع کی۔ سنہ ۹۹۷ھ میں اس کے ترجمہ سے فارغ ہوئے۔ کل کتاب میں ۲۵ ہزار اشلوک ہیں۔
جامع رشیدی	سنہ ۹۹۳ھ میں ملا عبدالقادر بدایونی نے حسب الحکم بمشورہ ابوالفضل خلاصہ کیا۔
تزک بابری	سنہ ۹۹۷ھ میں عبدالرحیم خان خاناں نے حسب الحکم ترکی سے فارسی میں ترجمہ کرکے نذر کی۔ بہت پسند آئی۔
تاریخ کشمیر	کشمیر کے عہد قدیم کی تاریخ جو سنسکرت میں ہے۔ حسب الحکم اس کا ترجمہ ملا شاہ محمد شاہ آبادی نے کیا۔ عبارت ناپسند ہوئی۔ پھر سنہ ۹۹۹ھ میں حسب الحکم ملا صاحب نے سلیس عبارت میں دو مہینے میں ترجمہ لکھ کر پیش کیا۔
معجم البلدان	سنہ ۹۹۹ھ میں حسب فرمائش حکیم ہمام حکما دس بارہ ایرانی اور ہندوستانی نے مل بانٹ کر ترجمہ ہوئی۔
نجات الرشید	سنہ ۹۹۹ھ میں حسب فرمائش خواجہ نظام الدین بخشی ملا صاحب نے لکھی اور تاریخی نام رکھا۔

مہابھارت	سنہ الف میں ترجمہ شروع ہوا۔ تیار ہوکر باتصویر لکھی گئی اور مکرر لکھی گئی۔ رزم نامہ نام ہوا۔ شیخ ابوالفضل نے اس پر دیباچہ لکھا۔
طبقات اکبر شاہی	سنہ الف تک لکھی گئی آگے نہیں۔
نلدمن	سنہ ۱۰۰۳ھ میں حسب الحکم فیضی نے پنج گنج نظامی پر پنج گنج لکھی۔ فیضی نے اول نہ مہینے میں نلدمن لکھ کر پیش کی۔
بحر الاسمار	سنہ ۱۰۰۰ھ میں ملا عبد عبد القادر ایونی نے حسب الحکم ایک ہندی افسانہ کو درست کرکے بحر الاسمار نام رکھا۔
عیار دانش	شیخ ابوالفضل نے حسب الحکم انوار سہیلی کے توڑ پر کلیہ ومنہ کا اصل قصہ جو سنسکرت میں ہے سامنے رکھ کر سلیس فارسی میں اس کا ترجمہ کیا۔ اور چند روز کے اندر سنہ ۹۹۶ھ میں ختم کرکے پیش کیا۔
تاجک	علم ہیئت کی کتاب ہے مکمل خان گجراتی نے حسب الحکم اس کا فارسی میں ترجمہ کیا۔
ہری بنس	اس میں سری کشن جی کا حال ہے۔ ملا شیری نے حسب الحکم فارسی میں ترجمہ کیا۔
ثمرۃ الفلاسفہ	عبد الستار ابن قاسم نے تصنیف کی۔
خیر البیان	پیر تاریک نے لکھی۔ کوہستان پشاور میں جو باقی

پھیلے ہیں۔ وہ اسی کی امت سے روبپہر ہر وقت ضبعف کر لیتی ہیں گراں
میں لکھی جانے اور نادر ہونے کی وجہ سے درج کی گئی ہیں۔

عمارات عہد اکبر شاہی

سنہ ۹۶۱ھ میں اکبر نے سکندر سور کو بمقام سرہند شکست دی بیرم خان خانخاناں اتالیق اکبر نے پہلی فتح کی تہنیت میں مقام مذکور کا نام سر منزل رکھا۔ اور کلہ مینار یادگار میں تعمیر کیا۔

سنہ ۹۶۹ھ میں خان اعظم شمس الدین محمد خان آتکہ کا جنازہ آگرہ سے دلی بھیجا۔ اور مقبرہ بنوا کر دفن کیا۔ اس کے چالیسویں کے دن ماہم بیگم اس کی ماں (اکبر کی انا) فوت ہوئی۔ اس کا جنازہ بھی دلی بھیجکر آتکہ کے برابر دفن کیا۔ اس پر بھی ایک عالی شان مقبرہ بنوایا۔

قطب صاحب کے پاس بہدل بہنیاں بنوائیں جو آج تک مشہور ہیں۔

سنہ ۹۶۳ھ میں فتح ہیموں کی یادگار میں پانی پت کے میدان میں کلہ منار تعمیر کیا۔

نگر چین

(شہر آگرہ سے ۳ کوس پر کراولی ایک گاؤں تھا۔ ۹۷۱ھ میں اکبر نے یہاں شہر آباد کیا۔ محلات وغیرہ بنوائے۔ باغ وغیرہ لگائے۔ اپنے گیند کے لئے یہاں ایک ہموار میدان بنا کر میدان چوگان بازی نام رکھا۔

مسجد و خانقاہ شیخ سلیم صاحب چشتیؒ } شیخ صاحب کی دعا سے اکبر کے سلیم ہوا۔ اس کی یادگار و شکریہ میں ۹۷۶ھ میں شیخ صاحب کی پہلی خانقاہ اور حویلی کے پاس نئی خانقاہ اور عالی شان مسجد پانچ برس میں تعمیر ہوئیں۔ یہ عمارات بالکل پتھر کی ہیں۔ (اس کا شمالی بڑا دروازہ کسی بنئے نے بنوایا ہے مؤلف)

فتحپور سیکری } ۹۷۹ھ میں محلات شاہی و چار باغ وغیرہ تعمیر ہوئے۔ امراء نے بھی حسب الحکم اپنی عمارات یہیں بنائیں۔ یہاں سے چار کوس پر مریم مکانی کا محل و باغ وغیرہ بنا۔ چونکہ بار بڑے رانا پر یہیں فتح پائی تھی۔ اس لئے اکبر نے فتح آباد نام رکھا۔ پھر فتحپور مشہور ہو گیا۔ ۹۸۵ھ میں حسب الحکم ٹکسال یہیں جاری ہوئی اور مہر گوشہ روپیہ بھی پہلے یہیں سے نکلا۔

بنگالی محل۔ اور ایک اور محل اسی سنہ میں آگرہ میں تعمیر ہوا۔ قاسم

ارسلان نے دونوں کی تاریخ کہی۔ شرح مادۂ تاریخ علم
۹۶۹ھ
رقم زدہ دو بہشت بریں کلک قدیم

قلعہ اکبر آباد (آگرہ) ۹۷۲ھ میں اکبر نے قلعہ کو سنگ سرخ سے تعمیر کیا۔ شیخ فیضی نے دروازہ کی تاریخ۔ بنائے در بہشت کہی ہیں۔ کے دونوں عالی شان دروازوں پر پتھر کے ہاتھی بنا کر ان کی سونڈیں جوڑ کر محراب بنائی۔ اور ہتھیا پول نام رکھا۔ (پول۔ دروازہ) اس پر نقارہ خانہ دربار تھا۔ ملا شیری نے تاریخ کہی ع۔ بے مثال آمدہ دروازہ فیل۔

ہمایوں کا مقبرہ ۹۷۳ھ میں باہتمام میرک مرزا غیاث آٹھ برس میں دریائے جمنا کے کنارہ بمقام دلّی پتھر کا تیار ہوا۔

عمارات اجمیر ۹۷۷ھ میں اکبر سلیم اور مراد کے پیدائش کے شکرانہ اور منت بڑھانے کے لئے اجمیر گیا۔ وہاں شہر کے گرد قلعہ بنایا۔ امرا کے عمارات بھی حکماً وہیں تعمیر ہوئیں۔ جانب مشرق شاہی محلات وغیرہ غرض تین برس میں سب عمارات تیار ہوگئیں۔

کوکرہ تلاؤ اکبر ۹۷۸ھ میں پھر شاہزادہ مراد کے ولادت کے شکرانہ میں اجمیر گیا۔ وہاں سے ناگور کے رستہ پھرا تو لوگوں کی استدعا پر کوکر تلاؤ کی صفائی امرا پر تقسیم کی۔ چنانچہ چند روز میں صاف ہوگیا۔

چاہ و منارہ ۔ اکبر اپنی عہد کے بموجب ہر سال اجمیر شریف جاتا تھا۔

سنہ ۹۸۱ھ میں آگرہ سے اجمیر تک ہر میل پر ایک کنواں اور ایک منارہ تعمیر کیا۔ اور ہر منارہ پر ہرنوں کے سینگ بطور یادگار لگائے تھے۔

عبادت خانہ چار ایوان سنہ ۹۸۱ھ میں بمقام فتح پور سیکری تعمیر ہوئے۔

الٰہ آباد پراگ (یہاں گنگا اور جمنا دونوں ملتی ہیں) پر سنہ ۹۸۱ھ میں اکبر نے پٹنے کی مہم پر جاتے ہوئے آگرہ کے قلعہ کے نقشے پر حصار عظیم بنانے کا حکم دیا۔ یہ حصار چار قلعوں پر منقسم تھا پہلا قلعہ جہاں دونوں دریا ملیں اس میں بارہ عالی باغ ہوں۔ اور ہر باغ میں بڑے بڑے مکانات ہوں۔ یہ خاص دولت خانہ شاہی تھا۔ (۲) بیگمات و شہزادوں کے لئے باقی (۳) اقربائے سلطانی۔ اہل خدمت وغیرہ وغیرہ کے لئے اس پر ایک بند ایک کوس لمبا ۴۰ گز چوڑا ۱۰ گز بلند نہایت مضبوط باندھ کر اس بند پر یہ عمارات تعمیر کی گئیں۔ سنہ ۲۸ جلوس میں عمارات ختم ہوئیں۔ امرا نے بھی حکماً یہیں عمارات بنائیں۔ اور ٹکسال بھی جاری ہوئی۔

قلعہ تاراگڑھ (اس سال اجمیر گیا) وہاں حضرت سید حسین خنگ سوار کی عمارات۔ مزار اور فصیل کی تعمیر کی۔

منوہر پور شہر امبر پر لشکر کا پڑاؤ ہوا۔ اس کے قریب ملتھان نام ویران شہر کی اکبر نے فصیل۔ دروازے اور باغ وغیرہ آٹھ دن میں بنوائے۔ اور رعایا آباد کی اور راءے منوہر ولد لون کرن

حاکم سانبھر کے نام پر منوہر پور نام رکھا۔

قلعہ اٹک اکبر جب محمد حکیم مرزا کی آخر مہم فتح کرکے کابل سے واپس ہوا۔ تو اٹک کے گھاٹ پر جنگی قلعہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔

چنانچہ سنہ ۹۹۰ھ میں ۱۴ خورداد روز دوپہر پر دو گھڑی بجے خود اکبر نے سنگ بنیاد رکھا۔ چونکہ بنگالہ میں کٹک بنارس ہے۔ اس کے جواب میں اٹک بنارس نام رکھا۔ خواجہ شمس الدین خافی کے اہتمام سے بنا۔ کنارہ اٹک پر دو پتھر تھے۔ جن کو جلالہ۔ کمالا خطاب اکبر نے دیا۔

حوض حکیم علی سنہ ۱۰۰۲ھ میں حکیم علی نے لاہور میں حوض بنایا۔ جو پانی سے لبریز طول و عرض ۳۰ × ۲۰ × ۳ گز عمق۔ وسط حوض میں پتھر کا حجرہ چھت حجرہ پر بلند منارہ حجرہ کے چاروں طرف ۴ پل حجرے کے دروازے کھلے ہوئے مگر پانی کی بوند حجرہ کے اندر نہیں۔

میر حیدر معمائی نے سنہ ۱۰۰۲ھ حوض حکیم علی تاریخ کہی۔ اکبر خود گیا کپڑے اتار کر حوض میں غوطہ مارا۔ اور اندر جاکر سارا حال معلوم کیا۔ اکبر کا بیان ہے کہ حجرہ اس قدر کشادہ تھا۔ کہ دس بارہ آدمی جلسہ کر بیٹھ سکتے تھے۔

انوپ تلاؤ سنہ ۹۸۶ھ میں اکبر بغرض شکار فتح پور سے بہیرہ کی طرف چلا۔ اس ناتمام حوض کو صاف کرکے سکوں سے لبریز کرنے کا حکم دیا۔ لمبا طول و عرض ۲۰ × ۲۰ ۲ گز عمق دو قد آدم تھا۔ سرخ پتھر کا بنا ہوا تھا۔ ۱۷ کروڑ بھر کر راجہ ٹوڈرمل نے کہا۔ ابھی نہیں بھرا۔ اکبر نے پھر لبریز کو حکم دیا۔ چنانچہ جس دن کناروں تک بھرا۔ اس دن خود کنارہ پر آئے

شکر الٰہی ادا کیا۔ پہلے ایک اشرفی ایک روپیہ ایک پیسہ آپ اٹھایا۔ اسی طرح امرائے دربار کو عنایت فرمایا۔ پھر مٹھیاں بھر بھر کر دیں۔ لوگ دامن بھر بھر لے گئے۔

شیخ منجھو قوال مرید شیخ اودھن جونپوری کا گانا اکبر کو پسند آیا۔ شیخ منجھو کو سب نقدی اٹھانے کا حکم دیا۔ پھر قوال کے استدعا پر کہا۔ جس قدر اٹھا سکے اس قدر لے جا۔ قوال ہزار روپیہ کے قریب لے گیا۔ غرض کہ کل حوض تین برس میں خالی ہوگیا۔

بیرم خاں خانخاناں

بیرم خاں خانخاں وہ شخص ہے جس نے اکبر بلکہ ہمایوں کی بنیاد سلطنت دوبارہ ہندوستان میں قائم کی۔ خان خاناں ولد سیف علی بیگ مرزا جہان شاہ کی اولاد میں تھا۔ بیرم خاں کی کم عمری ہی میں ان کے والد سیف علی بیگ کا انتقال ہوا اگرچہ بیرم خان نے اپنی نسل بلخ میں پرورش پائی۔ جب ہوشیار ہوا۔ تو ہمایوں کے پاس نوکر ہو گیا۔ ۱۶ برس کی عمر میں بیرم خاں نے ایسا کارنمایاں کیا کہ ایک دم شہرہ ہو گیا۔ پھر بابر کے حکم سے ہمایوں کی مصاحبت میں آنے لگا۔ پھر بابر نے اپنی خدمت میں لے لیا۔ جب ہمایوں نے دکن کی مہم پر قلعہ چانپانیر کا محاصرہ کیا۔ تو وہاں پر بھی اس نے کھونٹیوں کو دیوار قلعہ پر بذریعہ رسی چڑھنے سے لگا اور خود چڑھ گیا۔ اس میں بھی درجہ اول کا تمغہ بیرم خان کو ملا۔

بیرم خان نے ۹۴۶ھ میں بمقام چوسہ نصیر شاہ کے دانت کھٹے کر دیے۔ اگرچہ امرا کی بدولت ہمایوں کو شکست ہوئی۔

دوسری جنگ جو نواح قنوج میں ہوئی۔ وہاں پر بھی امراء کی بدولت شکست فاش ہوئی۔ یہاں سے بیرم خاں بدحواس ہو کر اپنے دوست میاں عبدالوہاب رئیس سنبھل کے پاس جا کر چھپا۔ انہوں نے بیرم خان کو متر سین راجہ لکنھو کے پاس بھیجا۔ نصیر خان

حاکم سنبھل نے فرمان بھیجکر وہاں سے بیرم خان کو پکڑ لیا۔ نصیر خان حاکم سنبھل نے اسے قتل کرنا چاہا۔ مگر عیسے خان کی سفارش سے جان بخشی ہوئی۔
(شیر شاہ نے عیسے خان کو ایک مہم پر طلب کیا وہ بیرم خان کو ساتھ لے گئے۔ مالوہ کے راستہ میں جا کر ملے بیرم خان کے متعلق پوچھا تو کہا کہ اب تک شیخ مکہن قتال کے گھر پناہ گزیں تھا۔ شیر شاہ نے کہا بخشیدم اور عیسےخان کی سفارش سے خلعت دیا۔ پھر حسب اجازت شیر شاہ ابوالقاسم گوالیاری بیرم خاں کے پاس مقیم ہوا۔ شیر شاہ نے بہت دلجوئی کرتے ہوئے کہا "ہر کہ اخلاص دارد خطا نمے کند")
ادہر شیر شاہ نے کوچ کیا۔ اُدہر بیرم خاں اور ابوالقاسم فرار ہوئے ابوالقاسم کو شیر شاہ کے ایلچی نے راستہ میں گرفتار کر لیا۔ یہ شیر شاہ کے سامنے آکر قتل ہوا۔ شیر شاہ نے افسوس سے کہا۔ کہ جب اس نے ہمارے جواب میں یہ کہا تھا "چنیں است ہر کہ جوہر اخلاص دارد خطا نمے کند" ہم اس وقت کچھ گئے تھے۔ بیرم خان وہاں سے گجرات پہنچکر سلطان محمود سے ملا۔ ان سے حج کے بہانہ رخصت ہو بندر سورت گیا یہاں سے ہمایوں کا پتہ چلا کر سرحد سندھ میں پہنچا۔ پھر یہاں سے ۷ محرم ۹۵۰ھ میں بمقام جون دریائے سندھ کے کنارہ جہاں ہمایوں ارغونیوں سے لڑ رہا تھا پہنچا۔ اور پہونچتے ہی اپنے ہمراہیوں کو ترتیب دے کر غنیم پر ٹوٹ پڑا۔ ہمایوں یہ تائید غیبی دیکھ کر حیران ہو گیا۔ بیرم خان

حاضر ہوا۔ دونوں گلے ملے۔ پھر بیرم خاں کی رائے سے ہمایوں نے ہندوستان کو خیرباد کہ کر ایران کی راہ لی۔ (ہمایوں جب قزوین آیا تو یہاں سے بیرم خان شاہ ایران کے پاس مراسلہ لے کر پہنچا۔ اور اس خوبی سے وکالت کی کہ بادشاہ آبدیدہ ہوگئے۔ بیرم خان کی نہایت قدر ومنزلت کی اور جواب میں یہ شعر بھی لکھا۔ عزت واحترام کے ساتھ کمال شوق ظاہر کیا۔)

ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد
اگر ترا گذرے برمقام ما افتد

شاہ نے ان کی وفاداری پر بیرم خان کو طبل وعلم کے ساتھ خانی کا خطاب دیا۔ اور شکار جرگہ جو شہزادوں کے لئے مخصوص ہے اس میں بھی ساتھ لے گئے۔ جب ہمایوں نے ایران سے فوج لے کر قندھار کا محاصرہ کیا۔ تو بیرم خان ایلچی بن کر مرزا کامران کو سمجھانے گئے۔ چنانچہ کامران کو چند سرداروں کے ساتھ ہمایوں کی خدمت میں حاضر کیا۔

فتح قندھار پر۔ معاہدہ قندھار ایرانی سپاہ کے حوالہ کردیا لیکن پھر بوجہ سردی وبرف باری ایرانی فوج سے لے کر بیرم خاں کو دیدیا۔ کابل فتح کرکے بیرم خاں کو قندھار کا حاکم کردیا۔ ہمایوں نے کابل کا فتح نامہ آپ لکھ کر بیرم خاں کو بھیجا۔ اس میں مثنوی اور ایک رباعی بھی لکھی۔ مثنوی

شکر بیدہ بازشادانیم   بررخ یار ودوست خندانیم

(رباعی جو حاشیہ پر لکھی)

(اے آنکہ انیس خاطر محزونی ، چوں طبع لطیف خویش موزونی

بے یاد تو آرام نیست زمانہ ہرگز آیا تو بیاد من محزوں چونی

بیرم خاں نے اس کے جواب میں یہ رباعی لکھی - رباعی)

(اے آنکہ بذات سایہ بیچونی تو از ہر چہ تا وصف کنم افزونی

چوں میدانی کہ بے تو چوں بگزرد چوں میپرسی کہ در فراق تم چونی)

۹۶۱ھ میں ہمایوں لوگوں کے ہمانے سے بیرم خان سے بدگمان ہو کر قندھار پہنچا (بیرم خاں نہایت عاجزی و انکساری سے آداب بجالایا - بیرم خاں نے ساتھ آنا چاہا مگر ہمایوں نہ لایا - مگر حسب درخواست بیرم خاں برائے اعانت بہادر خان برادر علی قلی خاں غنیبانی کنہ بین داور کا حاکم مقرر کیا -

ایک مرتبہ بیرم خان اکبر کو میدان کرنب میں لایا - اس ۱۰ برس کے لڑکے نے تیر سے کدو صاحب اڑا دیا - بیرم خاں نے مبارک باد میں قصیدہ کہا - جب ہمایوں نے ہندوستان کا رُخ کیا - تو بیرم خان کو بھی ان کی درخواست پر قندھار سے طلب کیا - بیرم خان نے انتظام قندھار اور ان کی داد ہو کیا - خود اپنے لشکر کو لے کر حاضر ہوا - ہماری نے سپہ سالاری کا خطاب دے کر صوبہ قندھار بیرم خاں کی جوگیر میں دیا - ہندوستان آ کر ہمایوں نے لاہور قیام کیا - بیرم خاں نے چھکے اور اچھی واڑہ پہنچ افغانوں کے ۳۰ ہزار لشکر پر چھاپا مارا -

(افغانوں نے گھبرا کر تمام قصبہ کے چھپروں میں روشنی کے لئے آگ دے
دی۔ پیچھے سے علی قلی خاں شیبانی بھی آپہنچا۔ افغان بھاگے۔ بیرم خاں
نے خزانہ کا بند و بست کر کے عجائبات۔ گھوڑے۔ ہاتھی وغیرہ
عرضی کے ساتھ لاہور بھیجے۔ بیرم خاں نے خود ماچھی واڑہ میں قیام کیا
اور فوج کو افغانوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔ اس پر خان خاناں
کے خطاب پر "یار وفادار و ہمدم غمگسار" کے الفاظ کا اضافہ کیا۔ اس
کے جملہ ملازمین کے نام داخل دفتر شاہی ہوئے اور خانی سلطانی
کے خطابات ملے۔ سنبھل کی سرکار بیرم خاں کی جاگیر ہوئی)
سرہند پر سکندر سور ۸۰ ہزار کا لشکر لئے پڑا تھا۔ اکبر نے
بیرم خاں کے سایۂ اتالیقی میں اس کو شکست دی۔ ہمایوں نے فتح
دہلی کے جشن میں امراء کو خلعت اور انعامات وغیرہ تقسیم کئے
سب انتظام خان خاناں کے تجویز سے ہوئے۔ صوبۂ سرہند ان
کے نام ہوا۔ سنبھل علی قلی خاں شیبانی کو عنایت ہوا۔ ہمایوں کے مرنے
کی خبر پا کر کس خوبصورتی سے بیرم خاں نے اکبر کو تخت نشین کیا۔
سنہ ۲ جلوس میں سکندر کوہستان جالندھر میں محصور ہوا۔ اکبری
لشکر مانکوٹ کو گھیرے پڑا تھا۔ خان خاناں دنبل کے وجہ سے
شنہ ۳ برخاست سے معذور تھا۔ کہ اکبر نے فتوحا اور لکنہ ہاتھی
لڑا کر دیکھے۔ یہ دونوں بیرم خاں کے خیمہ پر جا پڑے۔ بیرم خاں
باہر آیا۔ شمس الدین محمد خان اتکہ کی سازش کا خیال ہوا۔

(اس سے بیرم مکانی سے شکایت کی ماہم نے تسمیہ بیان کیا۔ کہ اتفاقاً ہاتھی آپڑے لاہور پہنچکر اتکہ خاں نے اپنی دونوں لڑکوں کی قسم کھالی - اور قرآن پاک پر بھی ہاتھ رکھ کر بیان کیا۔ کہ نہ خلوت میں اور نہ جلوت میں۔ تمہارے باب میں کچھ حضور سے کہا ہے - اور نہ کہونگا مگر بیرم اس پر بھی مطمئن نہ ہوا) اکبر نے ۹۶۲ھ میں لاہور سے آگرہ جاتے ہوئے جالندھر یا دلی میں اپنی پھوپھی سلیمہ سلطان بیگم سے بیرم خاں کا عقد کر دیا۔

(خواجہ کلاں (بابری سردار) کا بیٹا مصاحب بیگ (سخت فتنہ انگیز تھا جس سے ہمایوں بھی ناراض تھا) کو ایک مقدمہ کے جرم میں قتل کروا دیا اس پر اکبر ناراض ہوا۔ ملا پیر محمد کو امیر الامراء اور وکیل مطلق کیا۔ اور خود ۳ھ میں لشکر سمیت دلی سے آگرہ روانہ ہوا۔ ایک مرتبہ خان خاناں ملا پیر محمد کے عیادت کے لئے گیا۔ نوکر نے روکا۔ یہ ناراض ہوا۔ اگرچہ ملا صاحب نے بہت خوشامد کی۔ مگر خطا معاف نہ ہوئی۔ پھر دو تین روز کے بعد خواجہ آمینا اور میر عبد اللہ بخشی کو بھیجکر علم۔ نقارہ وغیرہ منگا کر ضبط کر لیا۔ اور ان کی بجائے حاجی محمد سیستانی کو بادشاہ کا استاد اور وکیل مطلق کیا۔ اور ملا پیر محمد کو براہ گجرات مکہ روانہ کیا۔ یہ بات بھی اکبر کو ناگوار ہوئی۔

شیخ[لہ] گدائی کنبوہ کو خان خاناں نے صدر سلطنت مقرر کیا۔

لہ ہمایوں کی تباہی اور خان خاناں کی بربادی کے وقت گجرات میں انکے ساتھ رفاقت کی۔ اس صلہ میں خان خاناں نے انکے ساتھ یہ سلوک کیا۔

(جب گوالیار کے علاقہ کا بند و بست لشکر شاہی سے نہ ہوا۔ تو خان خاناں نے اپنی جیب خرچ سے، فوج کشی کر کے فتح کیا۔ اس پر بادشاہ خوش ہوئے۔ پھر حسب اجازت اپنی جیب سے مالوہ پر فوج کشی کی مگر امرا کی سازش کے وجہ سے کامیاب نہ ہوا۔ بنگالہ کی مہم کا بھی یہ ہی حشر ہوا)

(اتفاقاً شاہی ہاتھی نے فیلباں سے چھوٹ کر خان خاناں کے ہاتھی کو مار ڈالا۔ اس سزا میں بیرم خاں نے شاہی مہاوت کو قتل کروا دیا۔ ایک مرتبہ یہ دریائے جمنا میں سیر کر رہے تھے کہ شاہی ہاتھی آکر جمنا میں ہتھیالی کرنے لگا۔ بڑی مشکل سے خانخاناں کنارہ پہونچی۔ بادشاہ نے سن کر مہاوت کو باندھ کر خان خاناں کے پاس بھیجدیا۔ انہوں نے اس کو قتل کروا دیا۔ اس پر بھی اکبر بہت ناراض ہوا۔ ازاں بعد خان خاناں نے تمام خاصہ کے ہاتھی امرا کو تقسیم کر دے۔ کہ وہ ان کی پرورش و نگہداشت کریں۔ اس نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ اب ماہم بیگم اور اس کے لڑکے آدھم خاں وغیرہ نے اکبر کو یہ کہہ کر بھڑکا دیا۔ کہ وہ تم کو سلطنت سے اتار دے گا۔ شاہ ایران سے مراسلت کر رہا ہے۔ (تحفہ وغیرہ بھی سوداگروں کے ہاتھ بھیجتا ہے وغیرہ۔)

شرف الدین (اکبر کا بھنوئی) نے بمقام بیانہ ۹۶۷ھ میں کہا کہ بیرم خاں نے بند و بست کر لیا ہے! اب آپ کو تخت سے اتار دیگا۔ اور کامران کے بیٹے کو بٹھائے گا۔ سب نے اس

کی تائید کی اب تو اکبر آگ بگولہ ہو گیا۔

بیرم خاں کا زوال

اکبر نے شہاب الدین احمد خاں کو وکیل مطلق کیا۔ امراء صوبجات اطراف و جوانب کو بذریعہ فرمان طلب کیا۔ شمس الدین خاں اتکہ کو بھیرہ علاقہ پنجاب میں حکم پہنچا، کہ اپنی علاقہ کا بند و بست کر کے لاہور دیکھتے ہوئے جلد دلی حاضر ہو۔ منعم خاں بھی کابل سے طلب ہوئے ساتھ ہی قلعہ دلی کی مورچہ بندی اور مرمت شروع ہوئی۔ یہ رنگ دیکھ کر خان خاناں نے بھی اپنے ساتھیوں وغیرہ کو دربار بھیجدیا۔ بیرم خاں نے خانزماں برادر بہادر خاں کو مہم مالوہ سے واپس بلایا۔ ادھر اکبر نے بذریعہ فرماں فوراً طلب کیا۔ حاضری پر فوراً حاکم اٹاوہ کر کے روانہ کیا۔

خان خاناں نے بصلاح شیخ گدائی وغیرہ وغیرہ عذر و معذرت کے لئے حاضر ہونا چاہا مگر اجازت نہ ملی۔ اب خان خاناں نے مجبور ہو کر حج کا ارادہ کیا۔ بادشاہ نے اپنے استاد میر عبد اللطیف قزوینی کے ہاتھ کہلا بھیجا۔ کہ تم حج کو جاؤ۔ پرگنات ہندوستان سے جو علاقہ پسند ہو لکھو تمہاری جاگیر ہو جائے گی (خود بھی اس طرف چلا چند امراء کو خان خاناں کے سرحد سے نکالنے کے لئے آگے بڑھایا خان خاناں نے سن کر ناگور سے طوغ۔ علم۔ نقارہ وغیرہ وغیرہ اپنے بھانجے حسین قلی بیگ کے ساتھ روانہ کیا اور خود بمقام جھجر پہنچا مخالفین نے ملا پیر محمد کو مکہ سے بلا کر یہیں (جھجر) علم و نقارہ وغیرہ دلوا کر بیرم خاں

کے ہندوستان سے نکالنے کے لئے بمعہ ادھم خان و دیگر سردار وغیرہ روانہ کیا۔

ناگور کا رستہ بند دیکھ کر بیرم خاں نے بیکانیر کا رُخ کیا۔ تاکہ پنجاب سے نکل کر براہ قندھار مشہد مقدس کی راہ لے۔ یہاں حریفوں نے بادشاہ کو بغاوت پنجاب سے خائف کیا۔ اُدھر زمینداران اطراف کو ان کے قتل کے لئے لکھا۔

یہ سنکر بیرم خان سخت ناراض ہوا۔ اور حج کا ارادہ ملتوی کر کے ناگور سے بیکانیر راجہ کلیان مل کے ہاں آیا۔ اور حریفوں کی سرکوبی کے لئے فوج جمع کرنے لگا۔ ادھر ملا پیر محمد بھی نکالنے کے لئے آپہنچے۔ انہوں نے ایک مراسلہ خان خاناں کو لکھا۔ بیرم خاں نے اس کے جواب میں یہ فقرہ لکھا ؎

آں مردانند کہ دل زنانہ توقف کرد ...

اور ساتھ ہی اکبر کو ایک عرضی لکھی۔ جس میں اپنے دیرینہ حقوق اور خاندانی نمک حلالی و وفاداری اور امراء کی بے جا تہمت و بدسلوکی کو ظاہر کرتے ہوئے ملا پیر محمدؒ کی شکایت کی ہے۔ اکبر اس عرضی کو سن کر آبدیدہ ہوا۔ اور ملا پیر محمدؒ کو واپس بلا لیا۔ اور خود دہلی کو پھرا۔ بعض مصلحتوں کی بناء پر شمس الدین محمد خاں اتکہ کو فوج کا سردار بنا کر معہ فوج پنجاب روانہ کیا۔ ادھر خان خاناں بیکانیر سے حد پنجاب میں داخل ہوا۔

بیرم خاں نے اپنی اہل و عیال اور مرزا عبدالرحیم ۳ برس کے
لڑکے کو معہ نقد و جنس وغیرہ شیر محمد دیوانہ حاکم بھٹنڈہ کے پاس
قلعہ بھٹنڈہ میں چھوڑا۔ اس کو خان خاناں بیٹا کہتا تھا۔ اس نے ان
کے اہل و عیال کی بڑی بے عزتی کی۔ اور تمام مال ضبط کر لیا (یہ
سن کر بیرم خاں نے اپنے دیوان خواجہ مظفر علی اور درویش محمد ازبک
کو دیوانہ کے سمجھانے کے لئے بھیجا۔ مگر وہ نہ مانا)

اب بیرم خاں حیران و پریشان جالندھر آیا (یہاں ستلج پار
خان اعظم سے بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ جب بادشاہ لدھیانہ سے
آگے بڑھا۔ تو بیرم خاں کبھی جنگل کی طرف پیچھے ہٹا منعم خاں بھی کابل سے
آ کر لدھیانہ میں حاضر ہوئے۔ ان کو خان خاناں کا خطاب اور وکیل
مطلق کا عہدہ ملا۔)

اکبر لشکر کو ماچھی واڑہ میں چھوڑ کر خود دارالسلطنت لاہور واپس
ہوا۔ جب سلطان حسین جلائر کا سر خان خاناں کے روبرو پیش ہوا۔
بیرم خاں نے اس کی جوان موت پر بہت افسوس کیا۔ اور اسی وقت
لڑائی کا خیال ترک کر کے اپنے غلام جمال خاں کو حضور میں حاضری
کی اجازت کے لئے بھیجا۔ ادھر سے مخدوم الملک ملا عبداللہ
سلطانپوری چند سرداروں کے ساتھ لانے کے لئے پہنچے۔ چنانچہ
منعم خاں بیرم خاں کو ساتھ لے آئے۔ (جب بیرم خاں لشکر میں
داخل ہوا۔ تو فوج نے خوشی کے نعرے مارے۔ حکماً حاجی پور کام

امرائے دربار استقبال کو حاضر ہوئے۔ ہر شخص سامنے آتا سلام کرتا۔ پیچھے ہو لیتا۔ جب شاہی خیمہ کا کلس دکھا۔ تو بیرم خاں گھوڑے سے اتر پڑا۔ ترکوں کی رسم کے موافق تلوار گلے میں ڈالی۔ پٹکے سے اپنے ہاتھ باندھے۔ عمامہ اتار کر گلے سے لپیٹا۔ خیمہ کے پاس پہنچا۔ تو اکبر اٹھ کر لب فرش تک آیا۔ خان خاناں نے قدموں پر سر رکھ دیا اور رونے لگا۔ اکبر کے بھی آنسو بھر آئے۔ پھر اکبر نے اٹھا کر گلے سے لگا لیا۔ اور اپنی جگہ دست راست پر پہلو میں بٹھا کر تین باتیں کہیں۔ کہ جو پسند ہو کرو۔

(۱) خاں بابا اگر حکومت چاہتے ہو۔ تو چندیری اور کالپی کا ضلع لے لو۔ (۲) مصاحبت درکار ہو تو ہمارے پاس رہو۔ تمہاری عزت میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ (۳) اگر حج کا ارادہ ہے تو جاؤ۔ چندیری تم کو دی اس کا محاصل تمہارے گماشتے تم کو بھیجتے رہینگے ہم تم سے راضی ہیں مطمئن رہو۔ پھر حضور نے خلعت خاص فیل خاصہ۔ پانچ ہزار روپیہ نقد اور بہت کچھ اسباب عنایت کیا۔ حج کے لئے ناگور کے رستہ گجرات دکن کو روانہ ہوا۔ بادشاہ نے حاجی محمد خاں سیستانی ۲ ہزاری منصب دار کو فوج دے کر راستہ کی حفاظت کے لئے ساتھ کیا پٹن گجرات پہنچکر بیرم خاں نے قیام کیا۔ ایک روز خان خاناں سہس لنگ تالاب میں نواڑے پر بیٹھا پانی کی سیر کر رہا تھا۔ نماز مغرب کے لئے کشتی سے اترا۔ کو مبارک خاں لوہانی افغان معہ چند افغاں کے آیا۔ اور مصافحہ کے

(۱) وہاں کی مشہور تفریح گاہ تھی سہس ہندی میں ہزار کو کہتے ہیں۔ اور لنگ مہادیو اس تالاب کے گرد ہزار مندر بنے تھا

بہانہ سے اس کی پشت پر ایک خنجر مارا- دوسرے نے اس کے سر پر تلوار- خان خاناں تمام ہوگیا- بیرم خاں کی نعش کو بالکل برہنہ خوں بہتا چھوڑ کر تمام ملازمیں فرار ہو گئے-

اول ان کو شیخ حسام الدین کے مقبرہ میں دفن کیا- پھر لاش دلی لائے- یہاں سے حسین قلی خاں خاں جہاں نے ۹۸۵ھ میں نعش مشہد مقدس بھیجکر وہاں دفن کرائی- قاسم ارسلان نے تاریخ کہی مصرع مادہ سے

گفت کہ شہید شد محمد بیرام

بیرم خاں کا مذہب بیرم خاں تفضیلی تھا- چنانچہ ایک روز حافظ محمد امین خطیب شاہی سے کہا- کہ حضرت مرتضٰے علی کا القاب دیگر اصحاب سے زیادہ بیان کیا کرو- بیرم خاں نے تباہی سے پہلے ایک کروڑ میں ایک علم اور پرچم مضبوط مشہد مقدس پر چڑھانے کو بنایا تھا- قاسم ارسلان علم (امام ہشتم) اس کی تاریخ کہی- پھر پرچم پر مولوی جامی کی غزل لکھی تھی سے

سلام علے ال طٰہٰ و یٰسیں
سلام علے ال خیر النبیین

یہ علم بھی ضبط ہوا-

سخاوت بیرم خاں نے ہاشمی قندھاری کی ایک غزل اپنے نام سے مشہور کی- اور اس معاوضہ میں اسکو ایک لاکھ روپیہ دیا-

(من کبستم عنان دل از دست دادہ
وز دست دل براہِ غم از پا فتادہ)

۳۰ ہزار شمشیرزن اس کے دسترخوان پر کھانا کھاتے۔ اور ۲۵ امیر بالیاقت اس کے ملازم تھے۔

(حجاز رخاں افغاں کو ایک قصیدہ کے انعام میں ایک لاکھ روپیہ نقد دیا۔ اور کل سرکار سرہند کا آمین کر دیا۔ ایک جلسہ میں بیرم خان نے فہمی قزوینی (رماح اکبر بادشاہ) سے کہا "مرزا خرمہرہ چرا بر روے دوختہ" مرزا نے کہا "برائے چشم زخم"۔ اس شگفتہ جواب پر ہزار روپیہ نقد۔ خلعت۔ گھوڑا اور ایک لاکھ کی جاگیر عنایت کی)

تصنیف بیرم خاں نہایت سنجیدہ اور خلیق تھا۔ شعر بھی خوب کہتا تھا۔ چنانچہ ترکی فارسی میں دیوان لکھی۔ اور قصیدے بھی بہت کہے۔ ایک مثنوی جوتش میں لکھی۔ اساتذہ کے کلام میں نہایت مناسب اور مانی ہوئی اصلاحیں کرکے اس مجموعہ کو مرتب کرکے دخلیہ نام رکھا۔ مطلع

شہے کہ بگذرد از نہ سپہر افسر او
اگر غلام علی نیست خاک بر سر او

رباعی

از کون و مکاں نخست آثار نبود | کاشیا ہمہ از دو حرف کن شد موجود
آمد چو عیں دو حرف مفتاح وجود | شد مطلع دیباچہ دیوان شہود

امیر الامرا خان زماں علی قلی خاں شیبانی

حیدر سلطان ان کا باپ قوم کا ازبک اور شیبانی خان کے خاندان سے تھا۔ مذہب شیعہ رکھتا تھا۔ ایک اصفہانی عورت سے شادی کی۔ (شاہ طہماسپ نے جو فوج ہمایوں کے ساتھ کی تھی۔ اس میں حیدر سلطان اور ان کے دونوں لڑکے سردار فوج ہو کر آئے ایرانی سپہ سالار کی خطا معاف اور واپسی انہیں کے سفارش سے ہوئی۔ ہمایوں نے قندھار لے کر شال کا علاقہ ان کی جاگیر کیا (حیدر سلطان فوت ہوا۔ ہمایوں نے کابل جاتے ہوئے دونوں بھائیوں کو سوگ سے نکال کر خلعت دے۔ اس وقت خان زماں بکاول بیگی (منتظم باورچی خانہ) تھا۔ جب کامران طالیقان پر قلعہ بند ہو کر ہمایوں سے لڑ رہا تھا۔ تو اسی میں علی قلی خاں زخمی ہوا۔ ہمایوں نے ہندوستان پر فوج کشی کی۔ تو دونو بھائی ساتھ تھے۔ ہمایوں نے لاہور میں قیام کیا۔ اور ابو المعالی کو سردار بہادرپور کی سرکوبی کو بھیجا۔ ایک جگہ ابو المعالی گھر گئے تو ان دونوں بھائیوں نے ان کو چھڑایا۔ اور لڑائی فتح کی۔)

علی قلی خاں سخی۔ عالی ہمت۔ فکر کا تیز۔ علما و شعرا اور اہل کمال کی بڑی قدر کرتا تھا۔

شہر زمانیہ بھی اسی نے آباد کیا۔ شاعر بھی تھا۔ الفتی یزدی

(متخلص بہ سلطان شاعر اس کے پاس رہتا تھا۔ یہ بڑا ریاضی دان تھا۔ خان زماں کی غزل کا مطلع یہ ہے۔ اس پر اکثر شاعروں نے غزلیں کہیں

مطلع باریک چو موئیست میانے کہ تو داری
گویا سر آں موست دہانے کہ تو داری

خان زماں بھی سلطان تخلص کرتا تھا۔ (اس لئے اس نے سلطان سبکلی (علاقہ قندھار میں سبکل ایک گاؤں ہے) سے اپنا تخلص چھوڑنے کے لئے ہرچند کہا۔ لالچ بھی دیا۔ اور ڈرایا بھی وغیرہ مگر اس نے اپنا تخلص ترک نہ کیا۔

(لشکر شاہی میں ایک قنبر دیوانہ نام سپاہی تھا۔ وہ فتح سرہند پر لشکر ہمایوں سے کٹ کر نکل گیا۔ اور یہ قصبوں کو لوٹتا رہا۔ حتےٰ کہ سنبھل اور بدایوں کا حاکم خود اختیار بن گیا۔ لوگوں کو خوب کھلاتا پلاتا تھا بادشاہ نے علی قلی خاں کو خان زماں کا خطاب دے کر قنبر دیوانہ سے صرف سنبھل لینے کے لئے بھیجا۔ خانزماں بدایوں کے پاس خیمہ زن ہوا۔ اور اپنا وکیل بھیجکر دیوانہ کو طلب کیا۔ وہ نہ آیا۔ خانزماں نے شہر کا محاصرہ کیا۔ چونکہ رعایا اس سے خوش نہ تھی۔ اس لئے شب کو شیخ حبیب اللہ کے برج کی طرف سے حملہ کر کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ قنبر کالا کمبل اوڑھ کر بھاگا۔ خان زماں کے ملازم پکڑ لائے۔ خانزماں نے اس کا سر کاٹ کر عرضی کے ساتھ دربار میں بھیجدیا۔ اس پر ہمایوں نے ناراض ہو کر فرمان لکھا۔ کہ جب وہ اظہار بندگی کے لئے حاضر حضور ہونا

چاہتا تھا۔ تو سر کیوں قلم کیا گیا۔" انہی ایام میں ہمایوں فوت ہؤا۔ اور اکبر تخت نشین ہؤا۔

جنگ ہیموں میں خان زماں بڑی بہادری سے لڑا چنانچہ جنگ فتح ہو جانے پر اکبر نے خانزماں کو سرکار سنبھل اور میاں دوآب کا علاقہ جاگیر میں دیا۔ خانزماں نے سنبھل د ، کی سرحد سے تمام جانب شرق لکھنؤ تک ادھر تمام شمالی ممالک افغانوں سے صاف کر دئے۔ خانزماں ادھر لکھنؤ تھا۔ کہ حسن خاں ۲۰ ہزار فوج سے چڑھ آیا۔ خانزماں بھی تین چار ہزار فوج سے دریائے سردہی کے گھاٹ پر جٹ گیا۔ دشمن بھاگا۔ سنبھل لیا۔ اور دل سنگار دو ہاتھی اس جنگ میں ہاتھ آئے سنہ ۹۶۴ھ میں جونپور پر قبضہ کر کے سکندر عدلی کا قائم مقام بن گیا۔

سنہ ۳ھ جلوس میں خانزماں نے شاہم بیگ[1] نام ایک خوبصورت جوان ملازم رکھا۔ اس وقت خانزماں حدود لکھنؤ میں خیمہ زن تھا۔ یہاں اس کی صحبتوں میں نہایت فحش اور غیر مہذب گفتگو ہوتی سینٹ جماعت مجبوراً اس نامناسب گفتگو کو ضبط کرتے تھے۔

غنیم کے لشکر سے بھاگ کر ایک شخص ملا پیر محمد کے پاس پناہ گزیں ہؤا۔ انہوں نے اکبر سے خانزماں کے عیاشی کے حال خوب!

---

[1] شاہم بیگ پہلے ہمایوں بادشاہ کا پیش خدمت تھا۔

کھول کر بیان کئے۔ اکبر اس پر بہت ناراض ہوا ۔ سنہ ۱۰ جلوس میں اکبر نے شاہم کے نکالنے اور لکھنؤ چھوڑ کر جونپور پر فوج کشی کرنے کا فرمان بھیجا۔ اور یہ بھی لکھا۔ کہ تمہاری جاگیر امرا کو دیدی۔ کیونکہ یہ مہم جونپور میں تمہاری مدد کرینگے۔ امرا کو فوجیں دے کر روانہ کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ اگر خانزماں تعمیل فرمان کرے۔ تو مدد کرو۔ ورنہ کالپی وغیرہ کے حاکموں کو لے کر اسے صاف کر دو۔ خانزماں نے شاہم کو نکال دیا اور اپنے مصاحب برج علی کو معذرت کے لئے دلی بھیجا۔ برج علی بغیر اطلاع قلعہ فیروز آباد میں ملا پیر محمد کے برج پر چڑھ گیا۔ ملا صاحب نے ناراض ہو کر اس کو خوب پیٹا۔ پھر برج سے نیچے ڈالدیا۔ خانزماں کو برج علی کے اس بے عزتی سے مرنے کا سخت صدمہ ہوا۔

کوڑ یہ افغان نے اپنا خطاب سلطان بہادر رکھ کر بنگالہ میں اپنا سکہ و خطبہ جاری کیا۔ خانزماں جو نپور میں تھا غنیم نے اس پر حملہ کیا۔ تو خانزماں بھی غنیم پر ٹوٹ پڑا۔ غنیم فرار ہو گیا۔ بہت سا سامان جنگ۔ خزانے۔ ہاتھی۔ گھوڑے وغیرہ وغیرہ ہاتھ آئے۔ بادشاہ اس پر بہت خوش ہوئے۔ خانزماں جو نپور میں تھا۔ کہ مشرقی ممالک کے افغانوں نے شور و شر شروع کیا۔ اور عدلی افغان کے بیٹے کو بادشاہ بنا کر قلعہ چنار مار لیا۔ خانزماں کم فوج ہونے کے باعث چپکا تھا مگر جب غنیم سر پر آگیا۔ تو پھر غنیم سے دست و گریبان ہو گیا غنیم بھاگ پڑا۔ اس جنگ میں بھی۔ جواہر۔ لاکھوں روپیہ اور ہاتھی۔ گھوڑے

وغیرہ بہت کچھ ہاتھ آیا۔ خانزماں نے امرا اور سپاہ کو انعام وغیرہ تقسیم کیا۔ مگر اس کی فہرست حضور میں نہ بھیجی۔

خان زماں پر اکبر کی پہلی یلغار جب بادشاہ مالوہ سے پھرے۔ تو دونوں بھائیوں نے جونپور سے آکر گنگا کے کنارہ کڑہ مانک پور پر سجدۂ بندگی ادا کیا۔ بہت سے ہاتھی نذر کئے (ان میں سے دلبت کان۔ پلتہ۔ دلیل۔ شبدلیا۔ جگموہن پسند ہو کر فیل خاصہ میں داخل ہوئے) ان کو بادشاہ نے خلعت وغیرہ عنایت کیے۔ حسن خاں۔ فتح خاں افغان نے لوٹ مار شروع کی۔ خانزماں نہ بولا۔ جب لشکر کے خیمہ لوٹنے لگے۔ تب خانزماں ان سے جبٹ گیا۔ اور اپنے ہاتھ سے شست باندھ کر غنیم کے ایسے توپ مارے۔ کہ اس کا ہاتھی الٹ گیا۔ لڑائی فتح ہوئی۔ لاکھوں روپیہ کا نقد و جنس اور نامی ہاتھی و گھوڑے وغیرہ نذرانہ حضور کیا۔

دوسری فوج کشی بادشاہ صف شکن اور کوہ پارہ ہاتھی کے نہ بھیجنے پر سخت برہم ہوئے (انہی دنوں میں عبداللہ خاں ازبک وغیرہ دربار سے مایوس ہو کر خانزماں کے پاس آئے سب نے مل کر بغاوت شروع کی۔ سکندر خاں ازبک اور ابراہیم خاں ازبک (خانزماں کے ماموں) نے لکھنؤ پر قبضہ کر لیا) خانزماں اور بہادر خاں کڑہ مانک پور پر مجنوں خاں و باقی خاں قاقشال (سوداگر) سے جٹ گئے۔ انہوں نے شکست دی۔ مجنون شاہ مانک پور میں گھر گیا۔ محمد امین

(دیوانہ گرفتار ہؤا۔ اصف خاں نے آکران کو محاصرہ سے نکالا۔ پھر اکبر نے حسب استدعا اصف خاں منعم خاں کو فوج دے کر مدد کے لئے بھیجا اور خود بھی منعم خاں کے پیچھے روانہ ہؤا) ۔ اکبر سکندر خاں پر یلغار کر کے لکھنو پہنچا۔ وہ جونپور بھاگ گیا۔ بادشاہ نے منعم خاں کو جونپور بھیجا اور خود بھی جونپور روانہ ہوئے۔

(اکبر نے بغاوت بنگالہ کے بچت کے لئے حسن خاں خزانچی کو راجہ اوڑیسہ کے پاس فرمان دے کر بھیجا۔ کہ اگر سلیمان کرارانی علی قلی خاں کی مدد کو آئے۔ تو تم اس کے ملک کو تباہ کر دو۔ راجہ نے بہت سے ظایف بھیجکر اطاعت قبول کی۔ قلیچ خاں کو فتح خاں تبتی افغان کے معافی تقصیرات سے مطمئن کرنے کیلئے تہامل بھیجا۔ اور خود جونپور پہونچا۔

اصف خاں پانچ ہزار سوار سے حاضر ہؤا۔ اس کو سپہ سالار کر کے باغیوں کی بیخ کنی پر روانہ کیا۔ حاجی محمد خاں سیستانی کو سلیمان کرارانی حاکم بنگالہ کے پاس بھیجا۔ کہ اگر خاں زماں تمہارے علاقے میں آئے تو پکڑ لو۔ سلیمان نے حاجی کو گرفتار کر کے خانزماں کے پاس بھیجدیا۔ خان زماں نے حاجی محمدؐ خان کی بہت عزت کی۔

خان زماں نے اپنی بھائی بہا۔ رخاں کو سپہ سالار کر کے بمعیت سکندر خاں اودہ میں بدعملی پھیلانے بھیجا۔ ادہر اکبر نے میرمعزالملک مشہدی کو اس بدامنی کے سدباب کے لئے بھیجا منعم خاں نے پہنچتے ہی حسب عادت صلاح کے پیغام ڈالے۔ اور ابراہیم خان کو بال بندہ

اور چیلہ ہاتھی وغیرہ دے کر معافی تقصیرات کے لئے دربار میں بھیجا۔ اکبر نے حسب سفارش خان خاناں اس شرط پر خطا معاف اور جاگیر بحال کی۔ کہ جب تک ہمارا لشکر اودھ میں رہے۔ اس وقت تک خان زماں دریا پار رہے (جب ہم دارالخلافہ (دارالسلطنت) پہونچے۔ تو اسکے وکیل حاضر ہو کر سندیں ترتیب کروا کر اس کے بموجب عمل کریں۔ منعم خاں اور خاں زماں کی ماں نے اس کو معافی تقصیرات اور بحالی جاگیر کی خوشخبری دیتے ہوئے کوہ پارہ اور صف شکن معہ تحایف وغیرہ کے جلد ارسال کرنے کے لئے لکھا۔ خاں زماں نے کل اشیاء وغیرہ حسب تحریر روانہ کی۔ اور مطمئن ہوا۔)

امرائے شاہی اور بہادر خاں کی لڑائی

خاں زماں نے سکندر خاں اور بہادر خاں کو آودھ بھیجا۔ انہوں نے خیرآباد پر قبضہ کر لیا (اکبر نے میر معزالملک وغیرہ کو فوج دے کر بھیجا۔ بہادر خاں شاہی لشکر کو آتا ہوا دیکھ کر ٹھیر گیا۔ ان دونوں نے معزالملک سے وکیل روانہ شدہ دربار کی واپسی تک کی مہلت مانگی۔ مگر یہ نامانا۔ لشکر خاں میر بخشی اور راجہ ٹوڈرمل پہنچتے ہی نواح خیرآباد میں ان سے جٹ گئے۔ سکندر خاں شکست کھا کر بھاگا۔ مگر بہادر خاں نے ایک ہی حملہ میں معزالملک کو الٹ دیا۔ اور بداغ خاں بخشی کو گرفتار کیا۔ ٹوڈرمل قنوج بھاگ گیا۔ انہوں نے بادشاہ کو عرضی لکھی چونکہ

(وہ معاف کر چکے تھے۔ ٹال گئے۔ راجہ ٹوڈرمل اور معزالملک مدتوں آداب کورنش سے محروم رہے۔ لشکر خاں بخشی گری سے موقوف۔ خواجہ جہاں سے مہر کلاں (مہر مقدس کہلاتی تھی) چھن گئی۔ اور سفر حجاز کو رخصت ہوئے

بادشاہ اس سے فارغ ہو کر قلعہ چنار گڑھ دیکھنے گئے۔ وہاں شکار کھیلنے اور ہاتھی وغیرہ پکڑنے میں مصروف ہو گئے۔ (ادھر خاں زماں نے جونپور غازی پور وغیرہ کا انتظام شروع کیا) امرا نے اکبر کو اس پر بھڑکا دیا۔ اکبر نے اشرف خاں میر بخشی کو خاں زماں کے قید کرنے کے لئے جونپور بھیجا۔ یہاں مظفر خاں کو لشکر اور چھاؤنی کا منتظم کر خود خاں زماں پر یلغار کر کے غازی پور پہنچا۔ خاں زماں بادشاہ کی آمد کی خبر سنتے ہی فرار ہو گیا۔

۷ ادھر بہادر خاں فوج لے کر جونپور آیا۔ اور اپنی ماں کو بذریعہ کمند قلعہ سے نکال اور میر منشی کو گرفتار کر سکندر سمیت دریا پار اتر گیا۔ خاں زماں نے پھر اپنی ماں کو مرزا میرک رضوی کے ساتھ معافی قصور کے لئے خان خاناں کے پاس بھیجا۔ خان خاناں نے میر عبداللطیف قزوینی مخدوم الملک شیخ عبدالنبی صدر کو ساتھ لے کر اس کے معافی کی سفارش کی اکبر نے خطا معاف اور جاگیر بحال اس شرط پر کی۔ کہ دربار میں حاضر رہے۔ پھر حسب استدعا خاں زماں بادشاہ دارالخلافہ چلے گئے۔ مگر یہ جب بھی حاضر نہ ہوئے)

آصف خاں اور وزیر خاں اس کا بھائی دونوں باغی ہو کر

خان زماں سے مل گئے مگر بعد میں ان دونوں کی خطا معاف ہو گئی۔ اور آصف خاں کو پنجہزاری کا عہدہ عنایت ہوا۔

اکبر نے مرزا حکیم کا کابل سے پنجاب پر فوج کشی کرنے کا سنتے ہی خان زماں کی خطا معاف کر دی۔ اور خود آگرہ کو پھرا۔ خان زماں نے جونپور میں مرزا حکیم کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور ۴۰ ہزار آدمیوں سے مدد کرنے کا لکھ کر جلد آنے کی تحریک کی غزالی مشہدی نے سکے کا سجع کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وارث ملک است محمد حکیم

تیسری فوج کشی اکبر نے آصف خان اور وزیر خاں کو کڑہ مانک پور کے انتظام کے لئے بھیجا تاکہ خاں زماں اور بہادر خاں مل نہ سکیں۔ اکبر خود ۱۲ رمضان ۹۷۴ھ کو لاہور سے یلغار کر کے آگرہ پہنچا۔ ۲۶ شوال کو آگرہ سے چلا سکیٹ مشرق آگرہ میں خان زماں کے قنوج سے رائے بریلی جانے کی خبر لگی۔ محمد قلی برلاس اور ٹوڈرمل کو ۶ ہزار فوج دے کر سکندر خان کے روکنے کے لئے بھیجا۔ اور خود مانکپور کو پھرا۔ خان زماں شیرگڈھ سے بہادر خاں کے پاس نکل گیا۔ اکبر بھی عقب سے یلغار کر کے جا پہنچا۔ دوسرے دن علی الصباح اکبر معہ پانسو ہاتھیوں کے حلقہ کے خانزماں کے کیمپ میں داخل ہوا۔

نقارہ کی آواز سن کر خان زماں نے گھبرا کر لشکر کا بندوبست کیا۔ اور ۹۷۴ھ عید قرباں کی پہلی تاریخ بروز پیر دن کے نو بجے

منکروال (سنگر وال)، علاقہ الٰہ آباد پر بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی
خانزماں اور اس کے فوج کو اکبر نے ہاتھیوں سے روندہ دیا
خاں نسل دو تیر کھا کر مرا۔ اور بہادر خاں کو نظر بہادر نے گرفتار
کر کے پیش کیا۔ اکبر نے بہادر خاں سے کہا۔ "بہادر چونی"؟ پھر
دوبارہ دریافت کرنے پر کہا الحمد للہ علیٰ کلِ حالٍ۔ پھر اکبر نے کہا
"بہادر بالشما چہ بدی کردہ بودیم کہ شمشیر بر روئے ما کشیدید۔"
بہادر نے کہا الحمد للہ علیٰ کل حالٍ۔ کہ در آخر عمر دیدار حضرت بادشاہ
ماحی گناہاں است نصیب شد"، اس پر اکبر نے آنکھیں نیچی کر کے
کہا "بحفاظت نگہدارید"[1] اس نے پانی مانگا اکبر نے اپنی چھاگل سے پانی
دیا۔

ابھی اکبر خاں زماں کے تلاش میں تھا۔ کہ بابو فوجدار (شہادت)
نے بیان کیا۔ کہ یکدنت (نین سکھ) ہاتھی نے اس کو روندہ کر مارا
اکبر نے باغیوں کے سر کاٹ کے لانے پر مندرجہ ذیل انعام
مقرر کیا۔ ولایتی سر کی اشرفی۔ ہندوستانی سر کا روپیہ۔ چنانچہ
لوگوں نے سر کاٹ کر انبار لگا دیا۔ اکبر ہر سر کو بغور دیکھتا رہا۔ پھر
خان زمان کے خاص معتبر دیوان ارزانی مل کو جو قید تھا۔ سروں کے
ڈھیر پر لایا گیا۔ دیوان نے خاں زماں کے سر کو ڈھیر سے نکال کر اپنے
سر پر دے مارا۔ اور داڑھیں مار کر رونے لگا۔ جب اکبر کو خاں زماں کے
مارے جانے کا یقین کامل ہو گیا۔ تو گھوڑے سے اتر کر سجدہ شکر

ادا کیا۔ اور اسی دن دلی چلا آیا۔

ملا صاحب نے تاریخ کہی دو خوں شدہ۔

بہادر خان برادر علی قلی خان شیبانی

بہادر خاں کا اصلی نام محمد سعید خاں تھا۔ عہد ہمایوں میں بیرم خان کی مصلحت سے زمین داور کا حاکم رہا۔ اکبری عہد میں خطا معاف ہونے پر حاکم ملتان ہوا۔ سنہ ۲ جلوس میں مان کوٹ کی مہم پر طلب ہوا۔ پھر ملتان جا کر بلوچوں کی مہم فتح کی۔ سنہ ۳ھ میں مالوہ کی مہم پر گیا۔ بیرم خاں کے مہم میں اسے دربار میں بلا کر وکیل مطلق کر دیا۔ چند روز بعد حاکم اٹاوہ ہو کر اٹاوہ گیا۔

بہادر بھی شاعر تھا۔ بہادر تخلص کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے ملا آصفی کے غزل پر ایک غزل کہی۔

آصفی سے

برما شب غم کار بسے تنگ گرفتہ
کو صبح کہ آئینہ ما زنگ گرفتہ

بہادر خان سے

آں شوخ جفا پیشہ بکف سنگ گرفتہ
گویا بمن خستہ رہ جنگ گرفتہ

از نالہ دمے بس نکند بے تو بہادر
انیساں کہ نے غم زتو در چنگ گرفتہ

منعم خاں خان خاناں

ان کا اصل نام منعم بیگ تھا۔ تو ناترک ان کے والد کا نام بیرم بیگ تھا۔ ہمایوں نے منعم خاں کہا۔

منعم خان نہایت رحم دل اور صلح کن تھا۔ ان کی پچاس برس کی عمر میں ہمایوں ان سے شبہ ناک ہوکر کابل سے قندھار گیا۔ اور ان کو ہمراہ لے آیا (جب ان کے اور فضیل بیگ (ان کا بھائی) کے بھاگنے کی خبر معلوم ہوئی۔ تو ہمایوں نے ان کو قید کر دیا۔ مگر منعم خاں فرار ہوگیا۔ ہمایوں ایران چلا گیا۔ واپسی پر بمقام افغانستان ان کی اور ہمایوں کی ملاقات ہوئی۔ ہمایوں نے بیرم خان کے بجائے ان کو حاکم قندھار کرنا چاہا۔ مگر انہوں نے مہم ہندوستان کی وجہ سے تبدیلی حکام کو منع کیا۔ اکبر کی دس گیارہ برس کی عمر تھی۔ کہ ہمایوں نے ان کو اکبر کا اتالیق کیا۔ منعم خاں نے اکبر کی عہد میں بڑا اعزاز و مرتبہ پایا۔ چنانچہ ۹۶۸ھ میں خان ازبک نے سفارت بھیجی۔ اس میں منعم خان کے واسطے تحائف وغیرہ بھیجے روانہ کئے

ہمایوں نے ہندوستان پر حملہ کرتے وقت حکومت کابل حکیم محمد مرزا (اس کا ایک برس کا لڑکا) کے نام کی اور بیگمات کو وہیں چھوڑا۔ کابل کا انتظام کل منعم خان کو کیا۔ ملک بدخشان مرزا سلیمان

(کو دے کر اس کے بیٹے ابراہیم مرزا سے اپنی لڑکی بخشی بیگم کی شادی کی۔
ہمایوں کے بعد جب اکبر تخت نشین ہوا۔ تو مرزا سلیمان نے کابل کا محاصرہ کر لیا منعم خاں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔ اور اکبر کو عرضی لکھی۔ سلیمان نے جب کمک کی آمد سنی۔ تو قاضی نظام بدخشی سے بھیجکر اپنا خطبہ پڑھوانے کی شرط پر صلح کی۔ محاصرہ اٹھا لیا۔

اکبری عہد میں کہمرد۔ ضحاک۔ غوربند شاہ ابو المعالی کے بھائی میر ہاشم کی جاگیر تھیں منعم خاں نے میر ہاشم کو مشتبہ پا کر لطائف الحیل سے بلا کر قید کر دیا۔ منعم خاں نے خواجہ جلال الدین محمود حاکم غزنی کو عہد و پیماں کے ساتھ غزنی سے بلا کر قید کر دیا۔ اور ان کی آنکھوں میں نشتر وغیرہ بھونکے۔ یہ کسی تدبیر سے بھاگ کر دربار پہنچے منعم خاں نے آدمی دوڑا کر دربار سے بلا لیا۔ اور پھر خفیہ طور پر قتل کرا دیا۔

مہم بیرم خاں میں منعم خاں بھی کابل سے آکر لدھیانہ حاضر ہوئے اکبر نے خان خاناں کے خطاب کے ساتھ وکالت کا منصب بڑھایا اور بیرم خان کی مہم سے فارغ ہو کر بیرم خان کا عالی شان محل منعم خاں کو عنایت ہوا۔ میر انکہ وکیل مطلق کو پایا۔ منعم خان دشہاب خان آدھم خاں (پسر ماہم) نے بر سر دیوان قتل کر دیا۔ آدھم خان کے قصاص میں قتل ہونے پر منعم خان سے شتہ میں گھبرا کر فرار ہو گئے۔ مگر کہیرتے اشرف خاں میر منشی

لہ یہ مصاحب دربار بھی تھے۔ اور شاہ قلی بھی۔

(کو بھیجکر بلا لیا۔ یہ پھر چند روز کے بعد میر بحر کے ساتھ بھاگ گئے)

(یہ ہر وقت علاقہ میاں دوآب سے ہوکر کابل جاتے تھے۔ کہ یہاں کے شقدار قاسم علی اسپ خلاب سیستانی نے ان کو مشتبہ پاکر گرفتار کرلیا۔ اور سید محمود بار بہ بہادر سردار لشکر شاہی کے پاس شناخت کے لئے بھیجا۔ (سید محمود کی اس علاقہ میں جاگیر تھی) انہوں پہچانکر بہت عزت کی۔ اور اپنے ساتھ لے کر حضور میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے خطا معاف کرکے وکالت کا منصب اور خان خاناں کا خطاب بحال کیا۔ ۹۷۰ھ میں منعم خاں جبکہ ان کا لڑکا غنی نام حاکم کابل فضیل بیگ والو الفتح وغیرہ کے شرارت کے بنا پر بھاگ کر ہندوستان آیا۔ تو بہ حسب الحکم با تالیقی حکیم محمد مرزا معہ چند امرا و فوج وغیرہ۔ خوشی خوشی کابل پہنچے۔ وہاں پر جوجک بیگم وغیرہ سے شکست فاش کھاکر ۳۰ لاکھ کا خزانہ اور تمام نقد و جنس چھوڑ نہایت بدحواس ہوکر پشاور پہنچے۔ وہاں سے گکھڑ کے علاقہ میں آئے۔ یہاں سے اکبر کو سارا حال لکھا۔ اور معافی تقصیر کی آرزو کی۔ اکبر نے خطا معاف کرکے ان کو بلا لیا اور جلد آگرہ کا قلعہ دار کردیا۔

۹۷۲ھ میں اکبر نے علی قلی خاں پر فوج کشی کی اس میں انہوں نے بڑے بڑے کارنمایاں اکبر بہت خوش ہوا۔

۹۷۵ھ میں جب خاں زماں اور بہادر کا خاتمہ ہوا۔ تو اکبر نے منعم خاں کو آگرہ سے بلاکر علی قلی خاں کا تمام علاقہ جونپور۔ بنارس

غازی پور۔ چنار گڈھ اور زمانیہ سے لے کر دریائے جوسا کے گھاٹ تک عطا فرمایا۔ گھوڑے دے کر وہاں کا حاکم کیا۔ انہوں نے سلیمان سے عہد نامہ لے کر اکبر کا سکہ اور خطبہ جاری کیا۔

جب چتوڑ کے محاصرہ نے طول کھینچا۔ تو سلیمان نے اپنے وزیر لودی کے ذریعہ منعم خاں کو بلا کر بہت تحفہ تحائف وغیرہ پیش کر کے اطاعت قبول کی۔ چنانچہ مساجد میں اکبری خطبہ پڑھا گیا۔ اور اکبری سکہ جاری ہوا یہاں سے واپسی راستے میں مہم چتوڑ کا فتح نامہ منعم خاں کو پہنچا جب داؤد بجائے سلیمان تخت نشین ہوا۔ تو اس نے اپنا خطبہ پڑھوایا۔ اور اپنا سکہ جاری کیا۔ اور اکبر کو عرضی تک نہ لکھی منعم خاں نے حسب الحکم داؤد پر چڑھائی کر دی۔ داؤد نے لودھی کو بیچ میں ڈال کر دو لاکھ روپیہ نقد اور بہت سے تحفہ تحائف پیش کئے۔ اور صلح کر لی۔ اکبر جب بندر سورت کا قلعہ فتح کر کے پھرا۔ تو اس نے ٹوڈرمل کو اہل ملک کے تاؤ بہاؤ لینے کیلئے منعم خاں کے پاس بھیجا۔ اور منعم خان سے بھی صورت حال میں رائے طلب کی۔ ٹوڈرمل نے واپس ہو کر کل حال بیان کیا۔ چنانچہ اکبر نے منعم خاں کے نام آغاز جنگ اور امرا کے نام روانگی بنگالہ کے متعلق فرمان بھیجے۔ داؤد چند ہاتھیوں پر لودھی سے لڑ بیٹھا حسب خواہش لودھی منعم خاں نے اس کی مدد دی۔ مگر پھر دونوں میں صلح ہو گئی۔ اور لودھی نے فوج واپس کر دی لودھی کے مروا ڈالتے ہی منعم خاں نے پٹنہ اور حاجی پور پر چڑھائی

(کی۔ داؤد قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا۔ خان خاناں نے محاصرہ کر لیا۔ اکبر نے حسب درخواست منعم خاں جنگی کشتیاں۔ جنگ دریائی کے سامان اور رسد وغیرہ بذریعہ کشتیاں فوراً روانہ کی۔)

اور ٹوڈرمل کو مدد کے لئے بھیجا۔ خود بھی براہ دریا معہ بیگمات وغیرہ روانہ ہوا۔ ادہر منعم خاں نے حسب رائے حسین خاں پنی مجنوں خاں کو کھکر پن پن کا بند کروایا۔ بادشاہ بھی دو مہینے دس دن سفر کرنے کی بعد جا پہنچے۔ منعم خاں کے ڈیروں میں اترے۔ منعم خاں نے زروجواہر نثار کیا۔ بادشاہ نے میر عبدالکریم اصفہانی سے بلا کر دریافت کیا۔ انہوں نے کہا

بزودی اکبر از بخت ہمایوں
برد ملک از کف داؤد بیروں!

دوسرے دن خود بادشاہ نے مورچوں کا ڈہنگ اور لڑائی کا رنگ دیکھا۔ اب فریقین کے جانب سے پیغام صلح ہونے لگی۔ اکبر نے داؤد کے ایلچی[1] سے کہا۔ کہ وہ اطاعت قبول کرتا ہے۔ تو فوراً حاضر ہو اگر نہیں تو اسکی تین صورتیں ہیں۔ (۱) یا تو وہ اُدہر سے آئے ہم ادہر سے آئیں۔ ایک ادہر کا سردار اُدہر جائے۔ اور اُدہر کا ادہر آئے۔ دونوں لشکروں کو روکے رہیں۔ تاکہ کوئی دلاور باہر نہ جانے پائے۔ ہم دونوں میدان میں کھڑے ہوں۔ اور جس حربہ سے کہی۔ اس سے لڑائی

---

[1] یہ حریف کے فوج سے آکر اکبری فوج میں شامل ہوا۔

فیصلہ کریں۔ (۲) ایک سردار جس کی قوت اور دلاوری پر آپ سے پورا بھروسا
ہو۔ ایک اُدھر سے اور ایک اِدھر سے نکلے جو فتح پائے اسی کے لشکر
کی فتح (۳) اگر اس کے فوج میں کوئی ایسا نہ ہو۔ تو ایک ہاتھی اِدھر کا
لو۔ اور ایک اُدھر کا دونوں کو لڑاؤ۔ جس کا ہاتھی جیت جائے۔ اسی کی
فتح۔ وہ ایک پر راضی نہ ہوا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ حاجی پور فتح ہوا۔ داؤد
بمعہ تیس ہزار جرار سوار اور جنگی مست ہاتھی اور توپ خانہ وغیرہ رات
کو کشتی میں بیٹھ پٹنہ سے نکل کر گور کو بھاگ گیا۔ سری ہر بنگالی[۱] عقب سے کشتیوں
میں خزانہ لے کر روانہ ہوا۔ اور گوجر خاں[۲] کرارانی ہاتھی لے کر خشکی کی راہ
بھاگا۔ خان خاناں نے اس کے فراری کی اکبر کو اطلاع کی صبح سویرے
دہلی دروازہ کے راہ سے پٹنہ میں داخل ہوا۔ فتح بلاد پٹنہ میں کی تاریخ
ہوئی۔ مگر یہ تاریخ اچھی ہے سہ

کہ ملک سلیمان زداؤد رفت

پھر بنگالہ کی مہم بخواہش منعم خاں ان کے سپرد ہو کر ۱۰۰۰ دس
ہزار جرار فوج ساتھ ہوئی۔ بہار کا ملک جاگیر ہوا ہمراہیوں کو بھی جاگیریں
خطابات ملے۔ داؤد بنگالہ بھاگا۔ منعم خاں اور ٹوڈرمل نے ٹانڈہ[۳] میں چھاؤنی

۱؎ اس کی صلاح سے لودھی مارا گیا۔ اس کو بکرماجیت کا خطاب ملا تھا۔

۲؎ اس کو رکن الدولہ کا خطاب تھا۔

۳؎ ٹانڈہ گور کے مقابل گنگا کے داہنے کنارہ پر واقع ہے۔ اور بنگالہ کا مرکز ہے۔

ڈالی۔ یہاں اول سورج گڈھ پھر منگیر بھاگل پور۔ کہل گاؤں فتح ہوا
گڑھی اور بنگالہ مفت میں بغیر جنگ ہاتھ آیا۔ خانخاں کی جاگیر بنگال سے
بہار میں منتقل کر دی گئی منعم خاں نے خواجہ شاہ منصور اپنے دیوان
کو وہاں بھیجدیا۔ اور خود ٹانڈہ میں مقیم ہوکر یہاں کا بندوبست کرنے لگا۔
گوجر اور داؤد نے مل کر کٹک بنارس کو مضبوط کیا۔ اور دونوں مقابلہ
پر آ ڈٹے۔ خانخاناں نے بھی ٹانڈہ سے چل اور ٹوڈرمل کے لشکر سے
مل کٹک بنارس کا رخ کیا رستہ میں تلاقی فریقین واقع ہوئی خانخاناں
کے گوجر کے ہاتھ سے سر گردن۔ اور بازو پر کاری زخم آئے۔ کیونکہ
خانخاناں کا شمشیر بردار معہ شمشیر بھاگ گیا تھا۔ تو گوجر نے منعم خاں
کے تلواریں ماریں۔ اور انہوں نے کوڑے۔ خانخاناں کا گھوڑا لے کر
ان کو بھاگا چار کوس پران کو ہوش ہوا۔ تو پیچھے پلٹے۔ یہاں گوجر دو تیر کھا
کر مرا۔ خان خاناں کچھ سوچ رہا تھا۔ کہ ان کا قشاونچی سامنے آیا۔ ادھر
گوجر کی مرنے کی خبر مشتہر ہوئی۔ خان خاناں نے فوج کو جمع کرکے
بقیہ افغانوں پر حملہ کیا۔ گوجر کے مرنے کی خبر سنتے ہی داؤد بھی کٹک
بنارس کو بھاگا۔ خان خاناں نے گوجر کی موت پر سجدہ شکر ایزدی ادا
کیا۔ ٹوڈرمل کو داؤد کے تعقب میں بھیجا۔ آپ اسی منزل میں اپنے
اور زخمیوں کے علاج کے لئے ٹھیرا۔ اور بقیہ سرداروں کو افغانوں کی
گرفتاری کے لئے پھیلا دیا۔ زخم اچھے ہونے پر خانخاناں کی بینائی
میں فرق آگیا۔ اور گردن کے زخم کی وجہ سے مڑ کر نہیں دیکھ سکتا

تھا۔ کندھے کے زخم نے ہاتھ بیکار کر دیا۔ کہ ہٹرنک نہیں جا سکتا۔ اسی میدان جنگ میں ۸ کلہ مینار بنوائے۔ داؤد نے کٹک بنارس کا استحکام شروع کیا۔ ٹوڈرمل نے منعم خان کو لکھا۔ کہ بغیر تمہارے جنگ فتح نہ ہو گی۔ چنانچہ خانخاناں اسی حالت میں سنگھاسن پر بیٹھکر پہونچا۔ داؤد نے صلح کے لئے وکیل بھیجا۔ ٹوڈرمل نے صلح کی مخالفت کی۔ مگر منعم خان نے صلح کر لی۔ اور بڑے ٹھاٹ سے جشن جمشیدی ترتیب دے کر داؤد کو بلایا۔ داؤد جب دربار میں داخل ہؤا۔ تو اس نے اپنی تلوار کمر سے کھول کر خانخاناں کے سامنے رکھدی اور کہا۔ "چوں تحمل شما عزیزاں زخم و آزارے رسد من از سپاہگری بیزارم حالا داخل دعاگویاں درگاہ شدم" خانخاناں نے تلوار اٹھا کر اپنے نوکر کو دیدے۔ اور اسے اپنے برابر بٹھالیا۔ خانخاناں اس کو نور چشم بان۔ اور فرزند کہہ کر باتیں کرتے تھے۔ کھانا کھانے کے بعد میر منشی نے عہد نامہ لکھا۔ خانخاناں نے خلعت گراں بہا۔ اور ایک شمشیر مرصع خزانہ شاہی سے منگا کر دی۔ اور کہا "حالا کمر شما را نیوکری بادشاہ مے بندیم" تلوار باندھتے وقت آگرہ کی طرف منہ کر کے جھک کر تسلیمیں اور آداب بجالایا۔ خانخاں نے کہا "شما طریقہ دولت خواہی اختیار کردہ اید ایں شمشیر از جانب شہنشاہ بر بندید و ولایت بنگالہ را چناں التماس خواہم کرد موافق آں فرمان عالی شان خواہد آمد اس نے قبضہ شمشیر آنکھوں سے لگایا

اور بارگاہ خلافت کی طرف رخ کر کے سجدہ تسلیم کیا۔ خانخاناں اس سے فارغ ہو کر ٹانڈہ سے گور آئے۔ دفعتاً صوبہ بہار میں جنید نام افغانی باغی ہو۔ اس کی سرکوبی کے لئے تمام امرا دربار اور اہل لشکر کو یہیں طلب کر کے روانہ کیا۔ آپ ٹانڈہ میں آکر بیمار ہوئے۔ دس دن علیل رہ کر گیارھویں دن ۹۸۳ھ میں ۸۰ برس سے زیادہ عمر پا کر فوت ہوئے۔ منعم خان نے مشرقی اضلاع میں مساجد اور عالی شان عمارات بنوائیں۔ جونپور میں بھی کئی عمارتیں بنوائیں ۹۷۵ھ میں دریائے گومتی کا پل بنایا۔ جو آج تک موجود ہے۔ اس پل کے شرقی جانب ایک حمام ہے جس پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

خان خاناں خان منعم اقتدار
بست ایں پل را بتوفیق کریم

نام او منعم ازاں آمد کہ ہست　　بر خلائق ہم کریم و ہم رحیم
از صراط المستقیمش ظاہر است　　شاہ راہے سوئے جنات النعیم
رہ نما بخشش بری گر افگنی　　لفظ بد را از صراط مستقیم

خان خاناں کے صرف غنی نام ایک لڑکا تھا۔ جو بعد حاکم کابل ہوا۔ اور پھر ابو الفتح وغیرہ کے شرارتوں کے سبب ہندوستان آیا۔ یہ لڑکا آخر میں ابراہیم عادل شاہ والی دکن کے پاس چلا آیا۔ آخر

لہ یعنے نوکران حضور میں داخل ہوتا ہوں

عمر میں یہ نہایت ذلیل حالت میں فوت ہوا۔

خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش خان

یہ اکبر کا دودھ شریک بھائی تھا۔ اکبر اس کو پیار سے مرزا یا مرزا کوکہ کہتا (علم سیر و فن تاریخ میں یادداشت کامل تھے۔ ملا باقر ولد ملا پیر علی کا شاگرد تھا۔ نستعلیق خوب لکھتا۔ فارسی کی انشاء پردازی اور مطلب نگاری اس کا حق تھا) مگر عربیت سے عاری۔ لطیفہ گوئی میں بے مثل مگر نہایت ضدی اور سخت غصہ ناک۔ شعر بھی خوب کہتا تھا۔ نہایت پکا مسلمان تھا۔

خان اعظم کا باپ میر شمس محمد خاں اتکہ نام اکبر کے جی جی کا شوہر تھا۔ جب اتکہ خاں سنہ ۹۶۹ھ میں شہید ہوا۔ تو اکبر نے اس کی بہت تسلی کی۔ اور خان اعظم کا خطاب دیا (مرزا اکبر کے ساتھ ہاتھی پر خواصی میں بیٹھتا تھا) سنہ ۹۹۵ھ میں عبداللہ خاں ازبک نے سفارت میں اس کے لئے تحایف وغیرہ علیحدہ بھیجے جب محمد حکیم مرزا کابل سے بغاوت کر کے پنجاب کی طرف آیا۔ تو اکبر نے سنہ ۹۷۵ھ میں اتکہ خاں کے دورخے پن کسی وجہ سے تمام اتکہ خیل کو پنجاب سے بلا لیا۔ اور پنجاب حسین قلی خاں کو عنایت کیا۔ مرزا عزیز حضور میں رہا۔ اور دیپالپور کی جاگیر بدستور ان کے پاس رہی سنہ ۹۷۸ھ میں بادشاہ زیارت

(پاک پٹن سے واپس ہوئے۔ تو مرزا عزیز نے دیپالپور میں بڑی زور شور سے بادشاہ کی دعوت کی) ۹۷۹ھ میں صوبہ گجرات ان کی جاگیر ہوا محمد حسین مرزا اور شاہ مرزا نے فولاد خاں دکنی سے مل کر بغاوت کی۔ خان اعظم نے نہایت پالیسی اور استقلال سے ان کو شکست دے کر ملک فتح کیا (اور خود گجرات پہونچکر غنیم کا تعقب کیا۔ بادشاہ اس بے مثل فتح پر بہت خوش ہوئے) پھر ۹۸۰ھ میں محمد حسین مرزا نے اختیار الملک دکنی سے مل کر احمد نگر میں بغاوت کی۔ خان اعظم غنیم کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر قلعہ احمد آباد میں محصور ہو گیا۔ آخر کار اکبر نے پہونچکر ان کو غنیم کے پنجہ ہلاکت سے نجات دلوائی (فیضی نے سکندر نامہ کے جواب میں اکبر نامہ لکھا ہے۔ اس میں اس کا مفصل قصہ نظم کیا ہے۔ دوسرے سال بادشاہ فتح بنگالہ کے شکرانے کے لئے فتح پور سے اجمیر گئے تو مرزا نے دو بڑے بڑے نقارے نذر کئے۔ بادشاہ بہت خوش ہوئے۔ اور آگے بڑھ کر گلے لگا لیا)۔

۹۸۲ھ میں جب مرزا سلیمان یہاں آیا۔ تو مرزا ہی ان سے ملاقات کرنے کے لئے دربار میں طلب ہوا۔ انہیں ایام میں آئین داغ کی عدم تعمیل پر اکبر نے ناراض ہو کر بمقام آگرہ باغ جہاں آرا میں بھیجکر حاضری دربار سے بند کر دیا۔ ۹۸۳ھ میں بادشاہ نے قصور معاف کر کے صوبہ گجرات روانہ کرنا چاہا۔ مگر یہ نہ گیا۔ اور کہا۔ کہ میں نے سپاہ گری چھوڑ دی۔ پھر ۹۸۶ھ میں خطا معاف ہوئی۔ ۹۸۷ھ

میں بہوپت۔ چوہان حاکم اٹاوہ نے باغی ہو کر بنگالہ پر قبضہ کر لیا۔ حکام شاہی نے حسب الحکم مرزا کی جاگیر کا بندوبست کیا۔

راجہ بوساطت ٹوڈرمل اور بیربر جرم بخشی کا طالب ہوا۔ تو ابراہیم دشیخ سلیم صاحب چشتی رح کے خلیفہ ہے سے کیفیت طلب کرنے کا حکم ہوا۔ شیخ صاحب راجہ کو ساتھ لے کر عضو تقصیر کے لئے دربار میں حاضر ہوئے۔

راجہ جمدھر لگائے دربار میں جانے لگا۔ سپاہی نے جمدہر[1] نکالنا چاہا۔ اس نے بدگمان ہو کر جمدھر کھینچا۔ مرزا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نے مرزا کو زخمی کیا۔ یہ پالکی میں پڑ کر گھر گیا۔ دوسرے دن بادشاہ عیادت کو گئے۔ اور بہت دلداری کی۔ ۹۸۸ھ میں قتل دیوان پر معتوب ہوا اسی سنہ میں بنگالہ کی بغاوت میں مظفر خاں سپہ سالار مارا گیا۔ تو مرزا کو پنجہزاری کا منصب اور خان اعظم کا خطاب ملا۔ اور راجہ ٹوڈرمل کی جگہ سپہ سالار ہو کر بنگالہ روانہ ہوا۔ اکبر نے امرائے مشرق کو مرزا کی اطاعت قبول کرنے اور حکم بجا لانے کے فرمان لکھے۔ اکبر ۹۹۰ھ میں فتح کابل کے بعد فتحپور آیا۔ ۹۹۱ھ کے جشن میں آ کر مرزا بھی شامل دربار ہوا۔ کہ ادہر باغیوں نے بنگالہ سے حاجی پور تک قبضہ کر لیا یہ پھر خلعت اور فوج لے کر گیا۔ اور وہاں کا بندوبست کیا۔ ۹۹۲ھ میں حسب استدعا مرزا اکبر نے دربار میں بلا لیا۔ ۹۹۳ھ میں خان اعظم

---

[1] دربار میں بے اجازت ہتھیار بند آنے کی اجازت نہ تھی۔

(کو فرزندی کا خطاب دیا۔ اور سپہ سالار فوج کر کے برار لیتے ہوئے احمد نگر
فتح کرنے کا حکم دیا۔ (مرزا ابقام ہنڈیا خیمہ زن ہوا۔ اور فوج بھیجکر ساتول گڑھ
پر قبضہ کیا۔ ناہر راو اور دیگر راجاؤں نے اطاعت قبول کی۔ اور حاضر خدمت
ہوئے۔ بادشاہ نے ملک مالوہ کے عمدہ عمدہ مقامات خان اعظم کی جاگیر
کر کے شاہ فتح اللہ شیرازی کو ان کا اتالیق مقرر کیا)

(مرزا کی بعض حرکات سے شہاب الدین
احمد خان خفا ہو کر فوج سمیت رائسین دوا جین اپنے علاقہ کو اٹھ گیا۔
مرزا نے انکا تعقب کیا۔ تولک خاں قوچی سپہ سالار کو ایک تہمت لگا کر قید
کر دیا۔ دشمن نے ان میں پھوٹ پڑتی دیکھ کر محمد تقی سپہ سالار کو ۲۰ ہزار
جرار فوج کے ساتھ مقابلہ کو بھیجا۔ ادہر راجہ علی خاں حاکم خاندیس برار
مرزا احمد نگر کے امرا کو لے کر باغی ہو گیا۔ اب مرزا نے گھبرا کر شاہ فتح اللہ شیرازی
کو بعض خان کی فہمایش کیلئے بھیجا۔ گر وہ نہ مانا۔ اور شاہ آزردہ ہو کر خانخاناں
کے پاس گجرات چلے گئے۔ مرزا راجہ علی خاں کی آمد کا سن کر راتوں رات برار
کے دو بڑے شہروں کو لوٹتا ہوا بھاگا۔ ہتھیا راؤ ادہر کا راجہ مرزا کا ساتھی
ہو گیا۔ مرزا نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ اور سید ھا محمود آباد کی منزل
میں نظام الدین احمد کے ڈیروں پر آیا۔ غرضکہ خاں اعظم دکن سے بالکل ناکام
واپس ہوا۔)

۹۹۹ھ میں خان اعظم کی ۱۰ سالہ لڑکی سے شاہزادہ مراد کی شادی
ہوئی جس سے ۹۹۹ھ میں شاہزادہ مراد کے مرزا رستم نام لڑکا پیدا ہوا ۹۹۹ھ

میں احمد آباد گجرات خانخاناں سے لے کر پھرا نہیں دیا مگر انہوں نے ضد کر کے مالوہ لیا۔

سنہ ۹۹۹ھ میں خان اعظم نے جنگ جام کو اس خوبی سے فتح کیا۔ کہ دنیا میں نام کر دیا الشیخ فیضی نے "فتوحات عزیزی" تاریخ کہی۔

سنہ ۱۰۰۰ھ میں دولت خاں کے فوت ہونے کی خبر پا کر خان اعظم تسخیر جوناگڈھ کے لئے روانہ ہوا۔ کہ جام کے بیٹے چند سرداروں کے ساتھ حاضر ہو کر شامل لشکر عزیزی ہوئے۔ ساتھ ہی کوکہ۔ سومنات۔ منگلور۔ اور ۱۶ مندر اور بے جنگ قبضہ میں آئے۔ خان اعظم نے قلعہ جوناگڈھ کا محاصرہ کیا۔ اسی دن قلعہ کے میگزین میں آگ لگ گئی۔ آخر میاں خاں اور تاج خان پسران دولت خان نے آ کر کنجیاں حوالے کیں۔ اور پچاس سردار صاحب نشان ولشکر حاضر ہوئے۔ خان اعظم نے ان کی بڑی دلداری کی۔ اور ان کو بڑی بڑی جاگیریں دے کر خوش کیا۔ خان اعظم نے مظفر کی گرفتاری کے لئے فوجیں بھیجیں۔ دو ملک ہار کے راجہ کے پاس پناہ گزیں ہوا۔ وہاں فوجوں نے پہونچتے ہی دوارکا کا مندر بے جنگ فتح کیا۔ راجہ نیر کٹا کر فوت ہوا۔ مظفر نے بھاگ کر کچھ کے راجہ کے پاس پناہ لی۔ کچھ کے راجہ نے موربی کا ضلع دینے کی شرط پر مظفر کو دھوکے سے بلا کر فوج شاہی کے حوالہ کر دیا۔ مظفر نے فوج شاہی سے نماز مغرب کے لئے وضو کا بہانہ کر کے اتر کر اپنے آپ کو استرے سے ہلاک کر لیا۔ سنہ ۱۰۰۱ھ میں خان اعظم بنگالہ سے متح پور آیا۔ اس کے سامنے کسی شخص کو پہنچنا

چھڑی۔ اس نے بھی کچھ کہا۔ اور پھر غصہ ہو کر شیخ ابوالفضل اور راجہ بیربر کو خوب سخت و سست کہا۔ اور عازم خانہ کعبہ ہوا۔ اکبر وغیرہ نے ہر چند منع کیا مگر نہ مانا۔ اور بندر دیو آیا۔ یہاں حکام بندر دیو سے عہد نامہ لئے کہ آپکے بدوں اجازت سوداگران ملک غیر کو لنگر گاہ دیو میں نہ آنے دینگے۔ مرزا نے کئی جہاز بنوا سے۔ منجملہ اُن کے ایک جہاز الٰہی نام تھا یہ بھی اقرار لیا۔ کہ جہاز الٰہی نصف دیو بندر میں پھرینگے۔ باقی آدھے کو جہاں کپتان جہاز چاہے پھرے۔ اس کے خرچ ۱۰ ہزار محمودی سے غرض نہیں۔ جہاز جہاں چاہے جائے کوئی روک نہ سکے غرض کہ حسب تنخواہ شرائط کیں۔

اسی عرصہ میں پرتگالیوں کا عہد نامہ بھی دستخط ہو کر آگیا۔ سومنات کے گھاٹ پر پہنچکر تخشی بادشاہی وغیرہ کو گرفتار کرلیا۔ تاکہ سفر میں کوئی رکاوٹ نہ رہے۔

سومنات کے پاس بندربلاول میں پہنچ جہاز الٰہی پر سوار ہوا۔ خورم۔ انور۔ عبدالرسول۔ عبداللطیف۔ مرتضےٰ قلی۔ عبدالغنی۔ چھ بیٹوں اور چھ بیٹیوں اور اہل حرم اور نوکر چاکر وغیرہ کو بٹھایا۔ ملازمین سو سے زیادہ تھے۔ تمام قیدیوں کو رہا کیا۔ اور ان سے معذرت کر کے خطا معاف کروائی۔ پھر سب کو الوداعی سلام کہ کر خانہ کعبہ کو روانہ ہوا۔ ملا صاحب نے تاریخ کہی مادہ تاریخ

ع بگفتا میرزا کوکہ بحج رفت

خان اعظم نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں حاجیوں اور زائرین کے رہنے کے لئے حجرے خرید کر وقف کئے۔ مدینہ منورہ کے سالانہ خرچ کی برادر و بنواکر پچاس برس کے مصارف وہاں کے شرفا کو دے کر رخصت ہوا۔ سنہ ۱۰۰۳ھ میں خان اعظم کے مکہ سے واپس آکر گجرات پہونچنے کی خبر پاکر اکبر نے فرمان طلبی کے ساتھ گراں بہا۔ خلعت اور عمدہ گھوڑے بھیجے مرزا نے گجرات سے عبداللہ خان کے ساتھ براہ بندر ملادل چوبیسویں دن لاہور میں حاضر دربار ہوکر حضور کے سامنے زمین پر سر رکھدیا۔ اکبر نے سر اٹھا کر گلے لگالیا۔ جی جی دیکھکر زار زار رو نے لگیں۔ اور بادشاہ بھی آبدیدہ ہوئے۔ مرزا کی خطا معاف ہوکر پنج ہزاری کا منصب اور خان اعظم کا خطاب ہوا۔ انہوں نے مریدان خاص میں داخل ہوکر اکبر کو سجدہ کیا۔ اور داڑھی منڈوائی۔ حاجی پور اور غازی پوران کی جاگیر ہوئے۔ ان کے بڑے بیٹے شمس الدین کو ہزاری اور شادماں (دوسرے لڑکے کو) کو پانصدی کا منصب عنایت ہوا۔

سنہ ۱۰۰۳ھ میں وکیل مطلق ہوئے۔ چند روز بعد مہر اُزک (مہر انگشتری) اور پھر مہر اُزک (مہر درباری) انکے سپرد ہوئے سنہ ۱۰۰۹ھ میں بادشاہ کے ساتھ قلعہ اسیر پر خوب جوانمردی دکھائی سنہ ۱۰۰۸ھ میں جی جی (ان کی ماں) کا انتقال ہوا۔ اکبر نے چند قدم چل کر خود جنازہ کو کاندھا دیا۔ اور آئین چنگیزی کے بموجب چارابرو کا صفایا کرایا

سنہ ۱۰۱۰ھ میں ہفت ہزاری شش ہزار سوار کا منصب ملا۔ خسرو ولد جہانگیر کو اس کی لڑکی منسوب ہوئے۔ (اسی سنہ میں ان کا بیٹا دو ہزاری منصب پا کر گجرات گیا۔ سنہ ۱۰۱۱ھ میں شادمان۔ عبداللہ۔ اور انور کو ہزاری کے منصب عطا ہوئے۔)

(سنہ ۱۰۱۴ھ میں اکبر سخت علیل ہوا۔ انہوں نے مان سنگھ کے ذریعہ خسرو کی ولیعہدی کے لئے کوشش کی۔ اور اکبر سے بھی کہلوایا۔ اکبر نے مان سنگھ کو بنگالہ (اس کی جاگیر پر) فوراً بھیجدیا۔ خان اعظم قلعہ میں رہ گیا۔ اکبر کے انتقال کے بعد جہانگیر تخت نشین ہوا۔ تو اس نے خان اعظم کو اپنے پاس رکھا۔ خسرو کے باغی ہونے پر خان اعظم معتوب ہوا۔ جہانگیر نے ان کا خاتمہ کرنا چاہا۔ مگر بیگمات کی سفارش سے خطا معاف ہو گئی۔)

سنہ ۱۰۱۷ھ جلوس میں خسرو کے لڑکا پیدا ہوا۔ بادشاہ نے بلند اختر نام رکھا۔ خان اعظم کو گجرات عنایت ہوا۔ لیکن حاضری دربار کی قید لگا دی۔ سنہ ۱۰۲۰ھ (جلوس میں مرزا حسب الحکم داور بخش ولد خسرو کا اتالیق ہوا۔ اسی سنہ میں خان اعظم ۲ ہزار احدی سوار اور تیس لاکھ خرچ خزانہ وغیرہ لے کر کمک کے لئے دکن روانہ ہوا۔ بادشاہ نے خلعت فاخرہ وغیرہ اور پانچ لاکھ روپیہ نقد بطور مدد ان کو دیا۔)

بادشاہ نے خرم ولد خان اعظم کو کامل خان خطاب دے کر جوناگڈھ کا حاکم کیا۔

سنہ ۱۰۲۰ھ میں خان اعظم کے بیٹے کو شادمان خاں کا خطاب دیکر ایک ہزاری ہفت صدی ذات پانسو سوار کے ساتھ علم مرحمت ہوا

خان اعظم برہانپور سے عرضی کر کے اودے پور کی مہم میں شامل ہوا جہانگیر نے دائرہ اجمیر میں پہنچکر شاہزادہ خرم (شاہجہان) کو ۱۲ ہزار خوش اسپ کے ساتھ آگے بھیجا۔ پھر حسب تحریر شاہجہان خان اعظم اور عبداللہ خان کا بیٹا طلب ہو کر اصف خان کے پاس قلعہ گوالیار میں قید کئے گئے اور خسرو بھی حاضری دربار سے بند ہوا۔

کچھ مدت کے بعد خان اعظم چھٹ گیا۔ مگر خسرو قید رہا۔ خان اعظم سے رہا کرتے وقت اقرارنامہ لکھوایا گیا۔ کہ "بغیر اجازت بات نہ کرونگا"

خان اعظم نے جب روپ گسائیں سے سفارش کرا کر خسرو کو رہا کرایا۔ خسرو سنہ ۱۰۳۱ھ میں بمقام دکن بعارضہ درد قولنج فوت ہوا۔ بادشاہ نے سنہ ۱۰۳۲ھ جلوس اٹھارہ میں داور بخش ولد خسرو کو صوبہ گجرات دے کر خان اعظم کو اس کے ساتھ رخصت کیا۔

سنہ ۱۰۳۳ھ جلوس انیس میں بمقام گجرات خان اعظم کا انتقال ہوا۔ جنازہ دلی لاکر سلطان مشائخ کے زیر سایہ باپ کے پہلو میں دفن ہوا۔

حسین خاں ٹکریہ

حسین خان ابتدا میں بیرم خان کا ملازم ہوا۔ پھر ہمایوں کے ساتھ اُس نے قندھار کے محاصرہ میں بڑی دلیری دکھائی۔ اور فتحیاب ہوا۔

مہدی قاسم خان (اس کا ماموں) جو معزز سردار تھا۔ اس کی لڑکی سے اس کی شادی ہوئی۔

یہ نہایت پکا سنت جماعت اور پابند صوم وصلوٰۃ تھا۔ چنانچہ تہجد کی نماز کبھی قضا نہ ہوئی۔ (جب حسین خان حاکم لاہور تھا۔ اس وقت بھی جو کی روٹی کھاتا تھا۔ اس لئے کہ آنحضرت صلعم نے ہر مزے کے کھانے نہیں کھائے۔ میں کیونکر کھاؤں۔ نرم بستر پر کبھی نہیں سوتا۔ کیونکہ آنحضرت صلعم نے کبھی ایسے آرام نہیں فرمایا) سفر میں علماء سادات اور مشائخ ساتھ ہوتے تھے۔ اس لئے ازروے ادب چارپائی پر نہیں سوتا۔

جب اکبر نے سکندر کو محصور کیا۔ تو اُس نے بھی اس جنگ میں بڑی بڑی کارنمایاں کئے بادشاہ جب ۹۶۵ھ میں لڑائی کے بعد ہندوستان آئے۔ تو اس کو صوبہ پنجاب عنایت کیا (حسین خاں جب کہ حاکم لاہور تھا) تو ایک لمبی داڑھی کا ہندو اس کے پاس آیا اس نے

اس کی تعظیم کی۔ بعد میں حقیقت کھلی۔ تو اُس نے ہندو کو کندھے
کے پاس رنگین ٹکڑا لگانے کا حکم دیا۔ پنجابی اسی بنا پر اس کو ٹکڑ یہ کہتے
ہیں۔

سنہ ۹۷۶ھ میں اندر ہی سے آگرہ آکر فوج لے رنتھنبور پر گئے۔
بمقام سوپر جنگ ہوئی۔ رائے سرجن رانا قلعہ بند ہو گیا۔ یہ اس کی بیخ
کنی میں سرگرم تھا۔ کہ خانخاناں نے خط لکھ کر آگرہ بلا لیا۔ خان خاناں کے
برے وقت میں صرف چھ آدمیوں نے جان و مال وغیرہ سے مدد
کی۔ منجملہ انکے ایک حسین خان اور دوم شاہ قلی خاں محرم تھے۔ گناچور
کے میدان میں خانخاناں کی طرف سے آتکہ خان سے جٹ گیا۔ آنکھ پر زخم
کھا کر گرفتار ہو کر دربار میں پیش ہوا۔ بادشاہ نے اُسے اس کے
سالے کے حوالہ کر دیا۔ صحت پا کر پٹیالی کا علاقہ ملا

سنہ ۹۷۷ھ میں مہدی قاسم خاں حسین خاں کے خسر حج کو گئے
یہ سمندر کے کنارہ تک ان کو پہنچانے گیا۔

ادھر ابراہیم حسین مرزا وغیرہ شہزادگان تیموریہ کے لوٹ مار
دیکھ کر غنیمہ گوہا کی فوج کی بنا پر مقرب خاں دکنی سردار کے ساتھ ستوا میں پناہ
لی۔ پھر مقرب خان صلح کر کے قلعہ سے نکل آیا۔ مگر حسین خاں سامنے
نہ آیا۔ کیونکہ شاہی باغی کو سلام کرنا پڑے گا۔

جب سنہ ۹۷۸ھ میں دربار پہونچا۔ تو تین ہزاری کا منصب اور
شمس آباد کا علاقہ عنایت ہوا۔

۹۷۷ھ میں جب اس کی خسر مہدی قاسم خان حج سے واپس آئے۔ تو لکھنؤ (جو اس کی جاگیر میں تھا) مہدی قاسم خاں کی جاگیر ہوا یہ اس پر ناراض ہو کر مستعفی ہو گیا۔ اور اودھ کے علاقہ سے کوہ شوالک پر چڑھ دوڑا وہاں سے ناکام ہو کر حاضر دربار ہوا حسب خواہش کانت گولہ کا علاقہ جاگیر میں ملا ۹۸۰ھ میں جب اکبر خان اعظم کی مدد کے لئے گجرات گیا۔ اس نے وہاں ایسے جوانمردی دکھائی اور شمشیر زنی کی داد اکبر نے خوش ہو کر اپنی خاصہ کی تلوار ہلالی نام عنایت کی۔ مخدوم الملک اور راجہ بہاڑ امل وکیل مطلق نے فتح پور سے حسین خان کو مرزا ابراہیم کے نواح دہلی پہنچنے کی اطلاع دی۔ یہ فوراً مقابلہ کو چلدیا۔ راہ میں راجہ اودلیر قزاق سے مٹھ بھیڑ ہو گئی۔ حسین خاں ران پر گولی کھا کر بیہوش ہو گیا۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے پانی چھڑکا۔ اور گھوڑے کی باگ پکڑ کر درخت کے سایہ میں لانا چاہتے تھے۔ کہ وہ ہوش میں آیا۔ اور ملا صاحب کی اس حرکت سے چین بجبین ہوا۔ غرضکہ میدان مار لیا۔ اور فتح پر سامان درست کرنے کے لئے کانت گولہ کو واپس ہوا۔ حسین مرزا اکا نواح لکھنؤ میں سنکر بسواری پالکی مقابلہ کے لئے چلدیا۔ مرزا بانس بریلی کترا گیا۔ حسین خان نے پانسو کوس تک اس کا تعقب کیا مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آیا۔ بلکہ بیرم خان کا بھانجا مسمی حسین قلی خان بمقام تلنبے مرزا سے دست و گریبان ہو گیا۔ مرزا کا چھوٹا بھائی گرفتار ہوا اور وہ خود نکل گیا۔ ملک فتح ہوا۔ اور آخر میں مرزا کو شیخ زکریا

نام ایک مرشد کامل نے سعید خاں حاکم ملتان سے کہہ کر گرفتار کرا دیا۔ حسین خاں وہاں سے کانت گولہ اپنی جاگیر کو واپس ہوا حسین قلی خان کو اس فتح کے صلہ میں بادشاہ نے خان جہاں کا خطاب دیا۔
سنہ ۹۸۲ھ میں بادشاہ بھوجپور کے علاقہ میں دورہ کر رہے تھے کہ قاسم علی خاں نے معرکہ جنگ کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا کو چک خاں برادر حسین خان کو حق خدمت بجالاتا ہے۔ مگر حسین خاں کانت گولہ سے اودھ میں آکر لوٹتا پھرتا ہے۔ بادشاہ بہت خفا ہوئے اور حسین خان کا مجرا بند کردیا اور شہباز خان کو طلب دولت خانہ کے حد سے باہر نکال دینے کا حکم دیا۔ جب بادشاہ دلی پہنچے۔ تو حسین خان ملازمت کو حاضر ہوا۔ تو ان کو اس آرڈر کا پتہ چلا۔ اس پر رنجیدہ خاطر ہوکر کل مال وزر اور گھوڑے وغیرہ لٹا دیئے۔ کفنی پہن لی۔ اور کہا کہ میں ہمایوں کی قبر پر جاروب کشی کرونگا۔ اس پر بادشاہ مہربان ہوئے۔ شال خاصہ اور ترکش خاص کا ایک تیر دیا۔ کانت گولہ اور پٹیالی جاگیر میں دے کر حکم دیا۔ ایک فصل تک بدستور سابق مقرر رہے اور کروڑی مداخلت نہ کرے۔ جب سوار داغ و محلہ پر حاضر کرلیگا۔ تو جاگیر تنخواہ کے لائق پائے گا۔ یہ بسنت پور گیا۔ یہاں اس کے باغی ہونے کی عرضیاں اکبر کو پہونچیں۔ بسنت پور کے محاصرہ میں فوج زخمی ہوئی۔ اور خود شانہ کے نیچے زخم کھایا۔ وہاں سے بسواری کشتی

ے یہ ایک کروڑ بیس لاکھ دام کی جاگیر تھی (۲۰۰۰۰۰)

براہ دریائے گنگا گڈ نکتیسرا اپنے اہل و عیال میں علاج کیلئے گیا۔ وہاں عضو تقصیر کے لئے منعم خاں کے پاس جاتے ہوئے صادق محمد خاں نے تصبہ ہار ہا پر گرفتار کر لیا۔ پھر حسب الحکم صادق محمد خان کے مکان پر ٹھیرا۔ ۔ اور وہیں شیخ مہنا طبیب نے فتحپور سے آکر علاج کیا۔ مگر زخم اچھا نہ ہوا۔ اور اسی حالت میں ۹۸۵ھ میں انتقال ہوا ان کا جنازہ پٹیالی میں لاکر ان کو دفن کیا۔ ملا صاحب نے گنج بخشی تاریخ کہی لم حسین خاں نے ہزاروں مقبروں اور مسجدوں کی تعمیر و ترمیم کی۔ اس قدر مصرف تھا۔ کہ مرتے وقت باوجود اس قدر جاگیر کے ایک لاکھ روپیہ کا قرضدار مرا۔ قرض خواہوں نے اس کی سخاوت کی وجہ سے روپیہ معاف کر دیا۔ اور اس کی مغفرت کیلئے دعائیں کیں۔ ان کا لڑکا یوسف خان جہانگیر کے دربار میں امیر تھا۔ اس نے مرزا عزیز کوکہ کے ساتھ دکن میں بڑی جوانمردی دکھائی۔

وہ سنہ جہانگیری میں شاہزادہ پرویز کی مدد کے لئے گیا یوسف خاں کا لڑکا عزت خاں عہد شاہجہان میں حق خدمت ادا کرتا تھا۔

مہیش داس راجہ بیربر

بعض مورخ ان کا اصلی نام مہیش داس اور قوم برہمن لکھتے ہیں لیکن اکثر بھاٹ کہتے ہیں۔ اور برہیہ تخلص بتاتے ہیں۔ مگر ملا

عبدالقادر بدایونی بھاٹ کے ساتھ برہمداس نام لکھتے ہیں۔ ان کا وطن کالپی تھا۔ اور رام چندر بھٹ کے سرکار میں ملازم تھا۔ ملا صاحب ابتدائے جلوس ۹۸۰ھ میں دربار اکبری میں ملازم ہونا بتاتے ہیں (جب حسین قلی خان نے نگرکوٹ فتح کیا۔ تو اس کو اول کب ؎ رائے راجہ بیربر کا خطاب عنایت ہوا۔ بادشاہ نے حسین قلی خان کو فرمان بھیجا۔ کہ کانگڑہ فتح کر کے بیربر کی جاگیر کر دو۔ چنانچہ خان موصوف نے حسب الحکم کانگڑہ کا محاصرہ کیا مگر راجہ نے دھاوے کے برش میں بعض فحش غلطیاں کیں۔ جس کے باعث کام بگڑ گیا۔ خان نے مجبوراً صلح کر کے محاصرہ اٹھالیا۔ اور خان نے راجہ کانگڑہ سے اکبری تول کا ۵ من سونا اور ہزاروں روپیہ کے عجائب و نفائس بادشاہ کے لئے دلوائے۔ اور راجہ بیربر کو بھی نہایت کافی دکشنا دلوا کر رخصت کیا۔ راجہ بیربر بھی خوشی خوشی گجرات احمد آباد اکبر کے پاس جا پہنچے)

۹۸۴ھ میں راجہ بیربر کو رائے لون کرن کے ساتھ سفیر بنا کر راجہ ڈونگرپور کے پاس بھیجا۔ ان کے سمجھانے سے راجہ نے اپنی بیٹی حرم سرائے اکبری میں داخل کرنے کے لئے ان کے ہمراہ روانہ دربار کر دی۔

؎ کوئی کبت کہنے والا۔ کب رائے کبت کہنے والوں کا راجہ گویا ملک الشعرا۔

(اواخر ۹۹۰ھ میں راجہ بیربر نے بادشاہ کی دعوت کی۔ بادشاہ گئے
انہوں نے بہت سا زر و جواہر بادشاہ پر نثار کیا۔ اور خود سر بچا کر
کے کھڑے ہو گئے۔)
(۹۹۱ھ میں راجہ بیربر زین خان کوکہ کے ساتھ راجہ رام چندر
کے دربار میں گئے۔ وہاں سے بہیدر اس کی بیٹے کو ہمراہ لے کر
حاضر دربار ہوئے۔ اسی سنہ میں ایک دن بادشاہ میدان چوگان
بازی میں ہاتھیوں کی لڑائی دیکھ رہے تھے۔ کہ دل چاچ ہاتھی یکایک
دو پیادوں پر دوڑا۔ وہ بچ گئے۔ مگر بیربر سامنے آ گئے۔ وہ ان پر
جھپٹا۔ راجہ کے اوسان غائب ہو گئے۔ اکبر جلدی سے گھوڑا مار
کے بیچ میں آ گیا۔ راجہ گرتے پڑتے بھاگے۔ اور ہاتھی بھی چند قدم
چل کر بادشاہ کے پیچھے آ کر تھم گیا۔ علاقہ سواد اور باجوڑ میں ایک شخص
مسمی پیر زو شناشی نے بہت سے افغان جمع کئے۔ اور کنارے
اٹک سے لے کر پشاور اور کابل تک رہزنی کرتا تھا۔ سنہ ۹۹۳ھ میں
اکبر نے ان کی سرکوبی اور ملک کے بندوبست کے لئے زین خان
کوکلتاش کو چند امرا کے ساتھ فوجیں دے کر روانہ کیا۔ زین خان نے پہلے پہل
باجوڑ پر ہاتھ ڈالا۔ اور بادشاہ کو لکھا۔ کہ افغانوں کے کہنہ سردار عفو
تقصیر کے لئے حاضر ہو گئے ہیں۔ اکبر نے یہاں سے بیربر کی سپہ
سالاری میں فوج کمک روانہ کی۔ اور راجہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر
جلد واپس آنے کی تاکید کی۔ بیربر کو ڈوک کی منزل پر ایک

تنگی[1] نظر آئی ۔ اسے دیکھ کر راجہ بیربر بہت سٹپٹائے۔ پھر بادشاہ نے حکیم ابوالفتح کو فوج دے کر روانہ کیا! اور زین خان کے لشکر میں شامل ہونے کی ہدایت کی۔ زین خان نے چکدرہ میں چھاؤنی ڈالی۔ اور چاروں طرف مورچہ بندی کی (زین خاں نے سوائے کوہ کراکر اور علاقہ بنیر باقی سب قبضہ میں کر لیا تھا)۔ اسی عرصہ میں بیربر اور حکیم بھی جا پہنچے ۔ اگرچہ راجہ اور زین خان میں چشمک تھی لیکن زین خاں نے ان کا استقبال کیا۔ حکیم اور راجہ نے زین خان کی ایک نہ سنی۔ جو دل میں آیا سو کیا۔ خودرائے ہونے کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ جیتی ہوئی لڑائی ہارے چالیس ہزار کا لشکر تہ تیغ ہو گیا۔ راجہ بیربر مارا گیا۔ زین خان اور حکیم تباہ بدحال ہو کر اٹک کو بھاگے ۔

بادشاہ نے ان کی مارے جان پر بہت تاسف کیا کئی وقت صدمہ میں کھانا نہیں کھایا۔ زین خان اور حکیم ابوالفتح کا مجرا بند کر دیا۔

اکبر نے راجہ کی لاش کی بہت تلاش کرائی ۔ مگر دستیاب نہ ہوئی (اکبر نے ان کے مرنے کی خبر خود امرائے عالی شان کو لکھ کر بھیجی۔ چنانچہ عبدالرحیم خانخاناں کے نام چھ صفحہ کا نہایت طولانی فرمان لکھا۔ اکبر نے راجہ کو صاحب السیف والقلم" خطاب دیا تھا۔ چونکہ یہ بھی دین الٰہی اکبر شاہی کے خلیفہ تھے ۔ پھر زین خان اور حکیم کی۔ ہی خطا معاف کر دی

---

[1] تنگی درہ ہے۔ جو دو پہاڑوں کے درمیان نہایت تنگ گلی ہوتی ہے۔

بیر برکو پہیلی وغیرہ کہنے میں بھی بہت ملکا تھا۔ راجہ بیر بر کا بڑا بیٹا لالہ نام حاضر دربار رہتا تھا اس نے سنہ ۱۰۱۰ھ میں ترک دنیا کا بہانہ کر کے استعفاد یدیا۔ اور الہ آباد میں جا کر ولیعہد کی نوکری کی۔ وہاں سے بھی بدمزاجی کے باعث نکالا گیا۔ ان کا دوسرا بیٹا ہر مرائے نام ہی حاضر دربار رہتا تھا (اور راجاؤں کی ملاقات وغیرہ میں خدمت شاہی بجالاتا تھا۔)

مخدوم الملک ملا عبداللہ سلطانپوری

فرقہ انصار سے تھے۔ ان کے بزرگ ملتان سے سلطان پور آ کر آباد ہوئے علم فقہ میں دستگاہ کامل رکھتے تھے مولانا عبدالقادر سرہندی سے کسب کمال کیا۔ ملا صاحب موصوف سنت جماعت تھے۔ اور ہمیشہ ترویج شریعت میں سرگرم رہتے تھے۔

یہ پہلے ہمایوں کے ساتھ رہے۔ اس نے ان کو مخدوم الملک شیخ الاسلام کا خطاب دیا۔ پھر شیر شاہ کے حامی ہو گئے۔

(راجہ پورمل رائسین اور راجہ چندیری بھی انہیں کی اعتبار پر حاضر دربار شیر شاہ ہوئے۔ ان راجاؤں کو شیر شاہ نے قتل کر دیا) انہوں نے سلیم شاہ کے عہد میں بڑی ترقی کی۔ یہاں تک کہ ایک جلسہ میں سلیم شاہ بادشاہ لب فرش تک آیا۔ اور ملا ئے موصوف کی جوتیں سیدھی کر کے سامنے رکھیں۔ ہمایوں جب فتحیاب

ہوکر کابل پہنچا۔ تو ملائے موصوف نے بدست حاجی پراچہ سوداگر ایک جوڑ موزہ اور ایک قمچی بطور تحفہ ہمایوں کو بھیجی۔ جب ہمایوں نے ہندوستان فتح کیا۔ تو یہ اُسکے مختار کل ہو گئے۔ اکبری عہد میں اکبر کے بے دین ہونے کی وجہ علماء کی بڑی مٹی پلید ہوئی۔ اکبر نے ہیموں پر فوج کشی کی۔ ادہر سکندر خان افغان نے ملک میں پھیل کر علاقہ سے روپیہ تحصیل کرنا شروع کر دیا۔ حاجی محمد خان سیستانی حاکم لاہور نے اس شبہ پر کہ سکندر خان افغان انہی کے اشارہ سے نکلا ہے۔ مخدوم الملک کو بلا کر آدھا زمین میں گاڑھ دیا۔ اور ان کا مال و اسباب وغیرہ ضبط کر لیا۔ لیکن خانخاناں یہ سنکر ناراض ہوا۔ اور جب بعد فتح لاہور آیا۔ تو خانخاناں نے حاجی کے وکیل کو عفو تقصیر کے لئے مخدوم صاحب کے گھر بھیجا۔ اور ملائے موصوف کو ایک لاکھ بیگہ کی جاگیر علاقہ مانکوٹ میں دی۔ خانخاناں اور مخدوم الملک پگڑی بدل بھائی تھے۔

سلطنت کے بڑے بڑے معاملے انہی کی معرفت طے ہوتے تھے۔ چنانچہ آدھم خان حاکم گکھڑ پنڈی و جہلم انہی کے معرفت حاضر حضور ہوا جب خانخاناں کی اکبر سے بگڑی۔ اور رجوع کا پیغام حضور میں پہنچا۔ تو یہ اور ادھم خاں لینے گئے۔ خان اعظم کی عفو تقصیرات بھی انہی کی معرفت ہوئیں۔ ابو الفضل وغیرہ بھرے دربار میں انکی بے حرمتی کرتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے

...شیخ مبارک کو تنزی کے بل پنچایا تھا۔ اکبر ان باتوں سے خوش ... مخدوم الملک نے ایک رسالہ لکھا۔ کہ شیخ عبد النبی صدر نے ... خاں شروانی کو آنحضرت صلعم کے برا کہنے کی تہمت لگا کر ... میر حبش کو رفض کے الزام میں ناحق قتل کرا دیا وغیرہ بنابر ان اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔ انہی دنوں میں شیخ مبارک نے حسب تجویز اکبر ایک محضر نامہ لکھا۔ کہ بادشاہ عادل مجتہد وقت اور امام عصر ہے۔ ہر مسائل اختلافی میں وہ اپنی صوابدید رائے کو دوسری ... پر ترجیح دے سکتا ہے جس پر شیخ عبد النبی صدر اور مخدوم الملک و نیز تمام علماء وغیرہ سے دستخط کرائے گئے۔

۹۸۷ھ میں اکبر نے ان دونوں کو مکہ معظمہ بھیجکر تا حکم ثانی وہیں رہنے کا حکم دیا۔ مگر یہ دونوں گلبدن بیگم[1] اور سلیمہ سلطان بیگم وغیرہ کے ساتھ حج سے واپس آکر گجرات دکن میں مقیم ہوئے۔ بیگمات نے ان کی سفارش کی۔ مگر اکبر نے ایک کو اسلی، اور حاکموں کو نظر بند کرنے کے فرمان بھیجے۔

۹۹۰ھ میں بمقام احمد آباد فوت ہوئے۔ جنازہ احمد آباد سے جالندھر لے جا کر دفن کیا۔ ان کے مکانات اور املاک لاہور میں تھے انہوں نے اپنے مکان میں لمبی لمبی قبریں بنوا کر اس پر سبز غلاف ڈال

---

[1] اکبر کی پھوپھیاں تھیں۔

دئے تھے (ان پر خوب چڑھاوا چڑھتا تھا) اکبر کو ان قبور میں خزانہ دفن ہونے کی مخبری ہوئی۔ چنانچہ حسب الحکم قاضی علی نے فتح پور سے آکر انکو کھدوایا۔ تو کئی صندوق سونے کی اینٹوں سے بھرے ہوئے اور تین کروڑ روپیہ نقد وغیرہ برآمد ہوا۔ (یہ سب خزانہ اکبری میں داخل ہوا۔ ان کے بیٹے کئی روز قید شکنجے میں رہے۔)

(بعض مورخ کشف الغمہ۔ عصمت الانبیاء۔ منہاج الدین۔ اور سیر نبوی ان کی تصنیف بتاتے ہیں۔ مگر صاحب مآثرالامرا منہاج الدین اور حاشیہ شرح ملا ان کی تصنیف بتاتے ہیں۔)

حاجی عبدالکریم ولد ملا عبداللہ سلطانپوری ملا ئے موصوف کے انتقال کے بعد لاہور میں پیری مریدی کرتا تھا۔ ۱۰۴۵ھ میں حاجی کا بھی انتقال ہو گیا۔ بمقام لاہور نوین کوٹ کے پاس مدفون ہے شیخ یحییٰ۔ اللہ نور اور عبدالحق۔ اعلےٰ حضور بھی مخدوم الملک کے لڑکے تھے۔

شیخ عبدالنبی صدرؒ

شیخ عبدالنبی ولد شیخ احمد بن شیخ عبدالقدوس ہیں۔ وطن اصلی اندری۔ علاقہ گنگوہ میں ان کا خاندان بہت مشہور تھا۔ یہ بھی نہایت پکے سنت جماعت تھے ابتدا میں عبادت و ریاضت کی طرف

مائل ہوئے۔ چنانچہ ایک پہر حبس دم کے ساتھ ذکر کرتے تھے کئی دفعہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ گئے۔ وہاں علم حدیث حاصل کیا۔ اول سلسلہ چشتیہ میں بیعت تھے۔ مکہ معظمہ سے آ کر غنا وغیرہ کو ناجائز جان کر ترک کر دیا۔ غرضیکہ نہایت ہی متقی اور پرہیزگار تھے۔ (درس تدریس اور وعظ و تلقین میں بہت شدت سے کوشاں رہتے۔)

٩٧٢ھ میں مظفر خان وزیر کل کی سفارش سے دربار اکبری میں صدر الصدور ہوئے۔ ان کے بعد پھر کسی کو یہ منصب نہ ملا۔

(گویا کہ ان کو اس عہدہ کا خاتم کہنا چاہیئے۔)

(خود بادشاہ علم حدیث سننے کے لئے کبھی کبھی ان کے گھر جاتے)

ایک مرتبہ اکبر نے جوتے اٹھا کر ان کے سامنے رکھے۔ شاہزادہ سلیم کو چہل حدیث جامی پڑھانے کے لئے سپرد کیا۔ (بادشاہ خود بھی شرع کے نہایت پابند تھے۔ ایک مرتبہ جشن سالگرہ میں شیخ صاحب بادشاہ کو زعفرانی پوشاک پہنے دیکھ کر ناراض ہوئے۔ اور اس جوش سے عصا اٹھایا۔ کہ عصا کا سرا بادشاہ کی پوشاک پر لگا۔ بادشاہ نے ناراض ہو کر محل سرائے میں مریم مکانی سے شکایت کی مریم مکانی نے سمجھا کر غصہ ٹھنڈا کر دیا۔

بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ تمام مساجد کے امام حاضر ہو کر صدر الصدور سے اپنی سند دل پر تصدیق کرائیں۔ اور جب تک صدر الصدور کے دستخط نہ کرائیں۔ اس وقت تک کروڑی اور تحصیلدار ان کی

آمدنی انہیں نہ دیں۔

چنانچہ حسب الحکم ممالک مشرقی سے لے کر سرحد سندھ تک کے مسجدوں کے امام صدر کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اب صدر کے ہاں سفارش کا بازار گرم ہوا۔ بادشاہ کو بھی اس کی خبر ہوئی۔ مگر خاموش رہے۔

۹۸۵ھ سے شیخ کے اختیارات کم ہونے لگے چنانچہ حکم ہوا۔ کہ پانسو بیگہ سے زیادہ کے معافی دار خود حضور میں فرمان لے کر حاضر ہوں۔ پھر ایک صوبہ ایک امیر کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ پنجاب مخدوم الملک کو ملا۔ اس پر شیخ صاحب مخدوم الملک سے ناراض ہو گئے۔ ایک دن جلسہ میں اکبر نے کہا۔ شیخ صدر کہتے ہیں۔ کہ بعض کے نزدیک ۹ بیبیاں تک جائز ہیں۔ جب بادشاہ نے دوبارہ دریافت کیا۔ تو کہا کہ میں نے علماء کا اختلاف بیان کیا تھا۔ فتویٰ نہیں دیا۔ یہ بات بادشاہ کو ناگوار ہوئی۔

پھر بادشاہ کو میر حبش اور خضر خاں شروانی کے بے وجہ قتل کرانے کا معلوم ہوا۔ ادھر میر مقیم اصفہانی میر یعقوب حسین خان حاکم کشمیر کی طرف سے تحائف لے کر آئے۔ یہاں پر چرچا ہوا۔ کہ کشمیر میں سنی و شیعہ کے فساد میں ایک شیعہ مارا گیا تھا۔ اس کے مواخذہ میں سنی مفتی قید اور قتل ہوئے۔ اس کا باعث میر مقیم تھا۔

شیخ صدر نے اس جرم کے انتقام میں میر یعقوب حسین خان اور

(میر مقیم دونوں کو قتل کرا دیا۔ انہی ایام میں متھرا کے قاضی نے شیخ صدر کے ہاں مسجد کے مصالح پر شوالا بنانے اور روکنے پر آنحضرت صلعم کی شان میں بے ادبی وغیرہ کرنے کا ایک برہمن پر استغاثہ کیا۔ شیخ کی فرمان طلبی پر برہمن حاضر نہ ہوا۔ پھر ابوالفضل اور بیر بر لائے۔ شیخ نے اس کے متعلق کئی مرتبہ بادشاہ سے دریافت کیا مگر بادشاہ نے یہی کہ کر ٹال دیا۔ کہ بات وہی ہے۔ کہ جو میں کہ چکا ہوں۔ جو مناسب جانو وہ کرو۔ شیخ نے اسے قتل کرا دیا۔ اس کے قتل کرنے پر بادشاہ بہت ناراض ہوئے۔ اور ان کو حج کو بھیج دیا۔)

سنہ ۹۸۹ھ میں پھر بادشاہ نے حاجیوں کا قافلہ شاہی میر حاج کے ساتھ روانہ کیا۔ (اور شرفائے مکہ کو لکھا۔ کہ ہم نے تم کو بہت سا زر و نقد اور تحائف ہندوستان بدست مخدوم الملک اور شیخ عبدالنبی بھیجے۔ جن جن کو انہوں نے جس جس قدر روپیہ وغیرہ دیا ہو۔ اس کی فہرست یہاں بھیج دو۔)

مکہ سے واپسی پر شیخ صدر فتح پور دربار میں آکر حاضر ہوئے۔ نعوذ اس بے دین بادشاہ نے انہیں سخت و سست کہا۔ (اور ایک مکا ان کے منہ پر مارا۔ تو اس پر شیخ نے کہا۔ کہ بکارو چرا نمی زنی۔

(پھر حسب الحکم ٹوڈر مل نے اس ستر ہزار روپیہ کا حساب لیا۔ جو اہل قافلہ کے خرچ اور شرفائے و علمائے مکہ وغیرہ کے دینے کو

دیا تھا۔ اور اس کی تحقیقات شیخ ابوالفضل کے سپرد ہوئی۔
ایک رات ابوالفضل نے باشارہ بادشاہ گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ اور دوسرے دن عصر تک مناروں کے میدان میں ان کی لاش پڑی رہی۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے شیخ کُشی تاریخ لکھی۔

شیخ مبارک اللہ
عرف
شیخ مبارک

شیخ خضر شیخ موسےٰ کے پوتے ہندوستان آکر ناگور میں آباد ہوئے۔ یہیں ۹۱۱ھ میں شیخ مبارک پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۴ برس کی عمر میں تمام رسمی حاصل کئے۔ زیادہ تر تحصیل علم شیخ عطن سے کی۔ ان سے والد شیخ خضر سندھ میں جاکر فوت ہوئے
شیخ مبارک نے خواجہ عبداللہ احرار سے فیض باطن حاصل کیا
انہوں نے دس قرآتوں سے کلام پاک یاد کیا۔ ابن فارض کا قصیدہ تائیہ۔ سات سو اشعار کا قصیدہ اور قصیدۂ کعب ابن زہیر وغیرہ بالکل نوک زبان تھے۔ فن ریتی۔ دس تاریخ میں بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔
انہوں نے ۱۰ محرم ۹۵۰ھ کو صبر کے سبب سے آگرہ آکر

(شیخ علاء الدین مجذوب سے ملاقات کی۔ مجذوب مذکور نے سفر کی
ممانعت کی۔ پھر شیخ مبارک چارباغ کی بستی میں میر رفیع الدین صفوی
چشتی انجوی کے پڑوس میں مقیم ہوئے۔ اور) ایک قریشی کی
لڑکی سے جو انہیں محلہ میں تھا شادی کی۔ جب ۹۵۴ھ میں سید
موصوف (شیخ مبارک کے خسر) کا انتقال ہوا۔ تو شیخ
مبارک پھر گوشہ نشین ہو گئے (۹۵۴ھ مطابق ۱۵۴۷ء ۴۳
برس کی عمر میں فیضی ۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۱ء ۴۰ برس کی عمر
میں ابوالفضل یہیں پیدا ہوئے) مخدوم الملک اور عبدالنبی
صدر نے ان کو مہدویت رفض کا الزام لگا کر تنزی کا ناچ نچایا۔
یکایک آدھی رات کے وقت ایک شخص نے فیضی سے آکر کہا کہ تم
سب فرار ہو جاؤ۔ کیونکہ تمہاری بربادی کے انتظامات درپیش
ہیں۔ فیضی فوراً ابوالفضل اور شیخ مبارک کو لے کر فرار ہو گیا۔
یہاں سرکاری سپاہیوں نے شیخ وغیرہ کو غائب پا کر ان کے چھوٹے
بیٹے ابوالخیر کو پکڑ لیا۔ اور گھر کا محاصرہ کیا۔ اندر ان کی مسجد کا ممبر بھی
توڑ ڈالا۔ بادشاہ نے ابوالخیر کو چھوڑ کر پہرہ اٹھا لیا۔)
سنہ ۹۷۴ھ میں فیضی دربار میں طلب ہو کر شاعر دربار ہوئے۔
سنہ ۹۸۱ھ میں ابوالفضل دربار میں پیش ہوئے (اسی سنہ میں فتح
گجرات کے مبارکباد کے لئے شیخ مبارک گئے)
(شیخ نے ۳۶ برس کی عمر میں حسب خواہش بادشاہ حیوۃ الحیوان

(کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ پھر بادشاہ نے ان سے عربی میں صرف ہوائی شروع کی۔ لیکن چند روز پڑھ کر چھوڑ دی شیخ کبھی کبھی اسلام کے لئے دربار میں آتے تھے۔ بادشاہ ان سے بہت مانوس تھے)

(ایک روز شیخ مبارک نے بموجب ارشاد اکبر مکان پر تاتسین کا گانا سن کر کہا) کہ

"کہ شنیدم توہم چیزے میتوانی گفت")

(ایک دفعہ اکبر نے شیخ مبارک سے کہا " ہر گاہ شما استاد باشید وسبق پیش شما خوانده باشیم چرا مارا از منت ایں ملایاں خلاص نمے نہ دہید" آخر کار شیخ مبارک نے حسب ارشاد اکبر خود ایک محضر نامہ مدلل بآیات و احادیث تیار کیا۔ اور اس پر اول خود دستخط کیئے۔ پھر تمام علماء سے جبراً قہراً مہریں کرائیں۔

نقل محضر نامہ } مقصود از تشیید این مبانی وتمہید ایں معانی آنکہ چوں ہندوستان صنت عن الحدثان بمیامن.

معدلت سلطانی وتربیت جہانبانی مرکز امن وامان ودائرہ عدل واحسان شده طوائف انام از خواص وعام خصوصاً علمائے عرفان شعار وفضلائے دقائق آثار کہ ہادیاں بادیہ نجات وسالکان مسالک اوتو العلم درجات اند از عرب وعجم روبدیں دیار نہادہ توطن اختیار نمودند جمہور علمائے فحول کہ جامع فروع واصول وحاوی معقول ومنقول اند وبدین ودیانت وصیانت اتصاف دارند بعد از تدبیر وافی وتامل

کافی در غوامض معانی آیہ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم و احادیث صحیح ان احب الناس الی اللہ یوم القیامۃ امام عادل من یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی وغیر ذالک من الشواہد العقلیہ والدلائل نقلیہ قرار دادہ حکم نمودند کہ مرتبہ سلطان عادل عند اللہ زیادہ از مرتبہ مجتہد است وحضرت سلطان الاسلام کہف الانام امیر المومنین ظل اللہ علی العالمین ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ ابداً اعدل واعلم واعقل باللہ اند بنا برین اگر در مسائل دین کہ بین المجتہدین مختلف فیہا است بذہن صائب وفکر ثاقب خود یک جانب را از اختلافات بجہت تسہیل معیشت بنی آدم ومصلحت انتظام عالم اختیار نمودہ بہ آں جانب حکم فرمایند متفق علیہ میشود واتباع آں بر عموم برایا وکافۂ رعایا لازم ومتحتم است وایضاً اگر بموجب رائے صواب نمائے خود حکمے را از احکام قرار دہند کہ مخالف نصے نباشد وسبب ترفیہ عالمیاں بودہ باشد عمل برآں نمودن بر ہمہ کس لازم ومتحتم است ومخالفت آں موجب سخط اخروی وخسران دینی ودنیوی است وایں مسطور صدق وفور حسبۃ اللہ واظہار الاجرائے حقوق الاسلام بمحضر علمائے دین وفقہائے مہدیین تحریر یافت وکان ذالک فی شہر رجب ۹۸۷ھ سبع وثمانین وتسعمائۃ

شیخ مبارک نے دستخط کرتے وقت اتنا اور لکھا کہ ایں امریست

کہ من بجان و دل خوباں وازسالہائے باز منتظر آں بودم شیخ موصوف نے آخر عمر میں درس و تدریس کو ترک کر دیا۔ مگر علم الہیات کی تصنیف برابر جاری رہے اسی عالم میں ایک تفسیر موسوم بہ منبع نفائس العلوم لکھی سنہ ۹۹۵ھ سال جلوس میں حسب خواہش ابوالفضل بتاریخ ۶ر رجب لاہور تشریف لے گئے۔

لاہور میں ان کے گردن میں پھوڑا نکلا۔ ۱۱ دن بیمار رہے۔ بتاریخ ۷ر ذیقعدہ سنہ ۱۰۰۱ھ میں نوے برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ ملا صاحب نے شیخ کامل اور فیضی نے فخر الکمل تاریخ کہی۔ شہر لاہور میں دفن ہوئے۔ پھر حسب وصیت سنہ ۱۰۰۲ھ میں لاشہ آگرہ لاکر دفن کیا گیا۔ بیٹوں نے چار ابروؤ کا صفایا کرایا

شیخ مبارک کے مندرجہ ذیل آٹھ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔

(۱) فیضی سنہ ۹۵۴ھ مطابق سنہ ۱۵۴۷ء میں پیدا ہوا۔ (۲) ابوالفضل سنہ ۹۵۸ھ مطابق سنہ ۱۵۵۱ء میں پیدا ہوا۔ (۳) شیخ ابوالبرکات ۱۷ر شوال سنہ ۹۶۰ھ میں۔ (۴) شیخ ابوالخیر ۲ جمادی الاول سنہ ۹۶۷ھ میں (۵) شیخ ابوالمکارم پیر کی رات ۲۳ر شوال سنہ ۹۷۶ھ میں (۶) شیخ ابوتراب ۲۳ ذوالحجہ سنہ ۹۸۸ھ میں۔ یہ دوسری ماں سے تھا۔ (۷) شیخ ابوحامد ۳ ربیع الاخر سنہ ۱۰۰۲ھ میں گوزپیر پیدا ہوا۔ (۸) شیخ ابوراشد بروز پیر یکم جمادی الاول سنہ ۱۰۰۳ھ میں پیدا ہوا۔ یہ دونوں لونڈی کے بطن سے تھے۔

شیخ مبارک کی ایک لڑکی کی شادی ۹۹۸ھ میں خداوند خان دکنی افغی سے ہوئی۔ دوسری لڑکی کی شادی میر حسام الدین ولد غازی خان خشی سے ہوئی۔ تیسری لڑکی پسر راجہ علی خان حاکم خاندیس کو بیاہی گئی۔ چوتھے لاڈلی بیگم کی شادی اعتقاد الدولہ اسلام خان شیخ علاؤ الدین چشتی سے ہوئی

شیخ ابوالفیض فیضی فیاضی

یہ ۹۵۴ھ میں بعہد سلیم شاہ بمقام آگرہ پیدا ہوئے۔ اپنے والد سے علوم حاصل کئے۔ علم طب بھی پڑھا۔ ہمیشہ لوگوں کا مفت علاج کرتے تھے۔ جب صاحب مقدور ہوئے۔ تو غربا کو دوا مفت تقسیم کی۔ جب بہت زیادہ عروج ہوا۔ تو غربا کے لئے ایک شفا خانہ بنوا دیا۔

فیضی مذھباً شیعہ تھے۔ مگر نہایت خوش خلق سخی اور مہمان نواز اور خوش گو حاضر جواب تھے۔ فیضی نے پہلے مشہور تخلص رکھا پھر فیاضی۔ ۹۷۵ھ میں بادشاہ چتوڑ پر لشکر لئے پڑے تھے۔ وہاں ان کا ذکر ہوا۔ بادشاہ نے اسی وقت انکی طلبی کا فرمان بنام حاکم آگرہ لکھا۔ حاکم آگرہ نے فوراً ان کو سواروں کے ساتھ چتوڑ روانہ کر دیا۔ فیضی بادشاہ کے سامنے جالی کے کٹہرے کے باہر کھڑے کئے گئے۔ انہوں نے فوراً یہ قطعہ پڑھا۔

بادشاہا درون پنجرہ ام
از سر لطف خود مرا جا دہ
زانکہ من طوطیٔ شکر خایم
جائے طوطی درون پنجرہ بہ

بادشاہ نے اس حاضر جوابی پر خوش ہو کر قریب بلالیا انہوں نے ۱۲۹ اشعار کا قصیدہ جو راستے میں کہا تھا۔ حاضری کے وقت پڑھا مطلع ہے

سحر نوید رسان قاصد سلیمانی رسید بخیر سعادت کشادہ پیشانی

فیضی شاہزادہ سلیم۔ دانیال اور مراد سب کے استاد تھے۔ ان کو شہزادوں کی استادی پر ناز تھا۔

۹۹۰ھ میں آگرہ۔ کالپی۔ کالنجر کی تحقیقات معافی کے لئے صدر الصدور ہوئے۔ سلاطین چغتائیہ میں ملک الشعرا کا خطاب سب سے اول غزالی مشہدی کو ملا۔ اور اس کے بعد ۹۹۶ھ میں فیضی کو ملک الشعرا کا خطاب عطا ہوا۔

اکبر شیخ فیضی کو شیخ جیو (شیخ جی) کہتا تھا۔

بادشاہ نے ۹۹۹ھ مطابق ۱۵۹۱ء میں ہوشیار امرا کو بیرا امیر دکن کے پاس بھیجا۔ چنانچہ شیخ فیضی راجی علی خان حاکم خاندیس کے پاس سفیر بن کر گئے۔ ان کی کوشش سے راجہ علی خان نے اطاعت قبول کرلی پھر حسب تجویز ابوالفضل فیضی اور امین الدین

دونوں ملکر برہان الملک کے فہمائش کے لئے گئے۔ مگر وہاں سے ناکام پھرے۔ فیضی نے جو راجہ علی خان کے اطاعت قبول کرنے کی عرضداشت لکھی ہے اس سے اکبری دربار کے بہت سے قواعد و آئین اور ریت و رسوم کا پتہ ملتا ہے۔ ان کی عرضی کیا ہے۔ بلکہ ایک مکمل رپورٹ ہوتی ہے فیضی ایک برس آٹھ مہینے چودھا دن میں سفارتوں سے فارغ ہوکر ۱۰۰۱ھ میں حاضر دربار ہوئے اس سفر کے بعد سے زیادہ خاموش رہتے آخر ۱۰۰۳ھ میں ضیق النفس (دمہ) کے زیادتی کی وجہ سے طبیعت بہت خراب ہوگئی۔ انتقال سے ۴ ماہ قبل زندگی سے عاجز آکر یہ رباعی کہی۔

دیدی کہ فلک بمن چہ نیرنگی کرد | مرغ دلم از قفس بدآہنگی کرد
آں سینہ کہ عالمے در وی گنجید | تا نیم نفس برآورم تنگی کرد

آخر میں دو دن بالکل چپ رہے۔ بادشاہ عیادت کو گئے۔ ہرچند شیخ جیو کہکر آوازیں دیں۔ مگر آنکھ تک نہ کھولی (بادشاہ ابو الفضل کے تسلی و تشفی کرکے چلے آئے۔ فیضی آنحضرت صلعم کی شان میں سخت بے ادبی کرتے تھے چنانچہ جانکنی کے وقت بالکل کتے کی طرح بھونکتے تھے ہونٹ سیاہ ہوگئے۔ اور ہاتھ پاؤں اور منہ متورم

شیخ فیضی نے چھ ماہ ضیق النفس استسقاء وغیرہ میں سخت بیمار رہ کر بتاریخ ۱۰ صفر ۱۰۰۴ھ میں انتقال کیا۔ اور بمقام آگرہ چار باغ میں شیخ مبارک کے پاس دفن ہوئے۔ وے فلسفی و شیعی و طبعی

ودھری تاریخ ہوئی

تصنیفات فیضی

(چالیس برس کی محنت میں ۹۰۰۰ ہزار بیت کا دیوان خود مرتب کرکے ہنا شیر نصیح نام رکھا۔ قصائد میں متقدمین کی اتباع کی ہے۔ غرضکہ غزلیں اور قصائد کل بیس ہزار ہیں۔ فارسی کے غزلیں سلیس و شستہ ہیں۔ استعارات اور تشبیہات بھی نازک اور عمدہ ہیں۔ قصائد ہمیشہ برجستہ کہے۔ اکبر جب احمد آباد گجرات فتح کرکے فتح پور واپس ہوا تو امراء وغیرہ استقبال کو گئے۔ فیضی نے قصیدہ پڑھا مطلع یہ ہے

نسیم خوشدلی از فتح پور می آید ۔۔۔ کہ بادشاہ من از راہ دور می آید

۹۹۷ھ میں جب بادشاہ کشمیر کی مہم سے فارغ ہو کر یہاں کے گلگشت کے لئے پہنچے۔ تو فیضی نے قصیدہ کہا مطلع یہ ہے۔

ہزار قافلۂ شوق میکند شب گیر ۔۔۔ کہ بار عیش کشاید بخطۂ کشمیر

حسب تجویز ۳۱ھ میں میر قریش ایلچی توران کی ملازمت ہوئی ادھر دیوان خانہ اکبر کی آئین بندی ہوئے۔ ادھر کشمیر فتح ہوا۔ وغیرہ وغیرہ شیخ فیضی نے قصیدہ پڑھا۔ اس قصیدہ میں یہاں کا پورا فوٹو کھینچ دیا ہے۔ مطلع ؎

فرخندہ باد یارب بر مملکت ستانی
از مبدء خلافت آغاز قرن ثانی

بادشاہ نے ۹۹۳ھ میں خمسہ نظامی پر خمسہ لکھنے کا حکم دیا۔ کہ مخزن اسرار پر مرکز دوار ۳ ہزار بیت کی لکھو۔

خسرو شیریں پر	سلیمان بلقیس	۴ ہزار بیت کی لکھو
لیلیٰ مجنوں پر	نل و من	۴ ہزار بیت کی لکھو
ہفت پیکر پر	ہفت کشور	۵ ہزار بیت کی لکھو
سکندر نامہ پر	اکبر نامہ	اتنے ہی اشعار جس قدر سکندر نامہ کے ہیں۔

بادشاہ نے ۱۰۰۲ھ میں بمقام لاہور نل دمن کے لئے تاکید کی چنانچہ کم و بیش پانچ ماہ میں کہ کر پیش کی۔ نل و من کے لئے چار ہزار بیت کا حکم تھا۔ مگر فیضی نے ۴۲۰۰ سے زیادہ کہ کر معہ چند اشرفیاں نذر کی پسند فرما کر حکم دیا۔ کہ خوشنویس لکھے اور مصور تصویریں کھینچیں اور نقیب خان رات کو سنایا کریں۔ مطلع کتاب

اے درتگ و پوئے تو زآغاز
عنقائے نظر بلند پرواز

حضرت نظامی کے بعد سب متفقہ طور پر ان کے مثنوی کو مانتے ہیں فیضی اس قصیدہ پر بہت فخر کرتے تھے مطلع

شکر خدا است عشق تبانست بہ ہمدم
در ملت برہمن و در دین آذرم

مرکز دوار ۱۰۰۴ھ میں ابو الفضل نے ان کی کلام کی بیاض کو

تلاش کرکے ۱۰۰۲ھ میں اس کو ترتیب دیا)

(لیلاوتی۔ ایک حساب کی کتاب جو سنسکرت میں تھی۔ اس کا فارسی میں ترجمہ کیا۔

(ترجمہ مہابھارت کے درست کرنے کا حکم ہوا۔ مگر وہ ناتمام رہگیا۔

انشاء فیضی ۱۰۳۵ھ میں نورالدین محمد عبداللہ خلف حکیم عین الملک نے ترتیب دیکر لطیفہ فیاضی اس کا نام رکھا۔)

۱۰۰۲ھ میں قرآن کی بے نقط تفسیر موسوم بہ سواطع الالہام لکھی۔ اور اس پر ایک ہزار بیت کا دیباچہ زیادہ کیا جس میں باپ بھائیوں اور اپنی تحصیل علمی وغیرہ کا حال اور ایک قصیدہ بادشاہ کی تعریف میں لکھا

(میر حیدر معمائی کاشانی نے سورہ اخلاص سے تاریخ نکالی۔ مگر بے بسم اللہ ۱۰۰۲ھ اس پر فیضی نے دس ہزار روپیہ میر حیدر کو انعام میں دے۔ نقل ثانی کرتے وقت خود فیضی نے احرار الثانی تاریخ کہی)۔

شیخ یعقوب کشمیری متخلص بہ صیرفی نے بزبان عربی اس پر تقریظ لکھی۔ انہوں نے خود اپنی تحریر میں لکھا ہے۔ کہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۰۰۲ھ کو میری تفسیر ختم ہوئی۔)

موارد الکلام پند و موعظت میں تصنیف کی۔

شیخ عبدالقادر بدایونی امام اکبر شاہ

ملا صاحب کے والد مسمی ملوک شاہ ابن حامد شاہ شرفا میں سے تھے ان کے نانا مسمی مخدوم اشرف عہد سلیم میں فرید تارن پنجہزاری سردار بجواڑہ کی فوج میں جنگی عہدہ دار تھے۔ ملا صاحب کا خاندان امیر نہ تھا۔ مگر صاحب علم اور دیندار گھرانا تھا۔

ملا صاحب ۱۷ ربیع الثانی ۹۴۷ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۵۴۰ء کو بمقام موضع ٹونڈہ متصل بسا در بعہد شیر شاہ بادشاہ عادل پیدا ہوئے انہوں نے بمقام بسا در بعہد شیر شاہ و سلیم شاہ نشو و نما پایا۔ یہ شیخ فاروقی تھے۔ ان کی ننہال بیانہ میں تھی۔ پانچ برس کی عمر میں سنبھل رہ کر قرآن پاک وغیرہ پڑھا۔ پھر نانا سے صرف و نحو وغیرہ پڑھیں۔ ۹۶۱ھ میں ۱۲ برس کے سن میں ان کے والد نے ان کو حاتم سنبھلی کی خدمت میں دیا۔

پھر شیخ سعد اللہ نحوی سے بمقام بیانہ کافیہ پڑھا۔ ۹۶۶ھ میں اپنے والد کے ہمراہ آگرہ آئے۔ یہاں مولانا مرزا سمرقندی سے شرح شمسیہ اور بعض دیگر مختصرات پڑھے۔ پھر چند سبق شرح وقایہ کے قاضی ابو المعالی سے پڑھے۔ پھر شیخ مبارک سے تحصیل علم کیا۔ شیخ ابو الفضل وغیرہ ان کے ہم سبق تھے۔ ملا صاحب سنبھل میں

تھے۔ کہ ہیموں کے سپاہ نے بساور لوٹا اسی لوٹ میں ان کے والد کا کتب خانہ بھی تھا۔ ملا صاحب علمائے عصر میں سے تھے۔ فقہ حدیث اور اصول میں کامل دستگاہ تھی۔ لیکن ساتھ ہی خوش مزاج شگفتہ طبع اور ستار بجانے اور شطرنج کھیلنے کے بہت شوقین تھے تصوف سے دلی لگاؤ تھا۔ علوم عقلی بے شوق ہو کر پڑھا۔ یہ نہایت پابند شریعت نبوی اور پکے مسلمان تھے۔ ہمیشہ ترویج شریعت میں سرگرم رہتے۔ اسی وجہ سے شیر شاہ کی ملا صاحب نے بڑی تعریف کی ہے اکبر کے یہاں بھی پندرہ برس تک جب تک قال اللہ وقال الرسول کا چرچا رہا۔ بہت خوش رہے۔ اور جب سے ابوالفضل وغیرہ نے آکر بادشاہ کو بے دین کیا۔ اسی دن سے آخر تک ناخوش رہے۔

ملا صاحب مہر علی اور شیخ مبارک کے ساتھ جمال خان حاکم چنار گڈھ کے پاس گئے۔ یہ آگرہ میں تھے۔ کہ سنہ ۹۶۹ھ میں ان کے والد ملوک شاہ کا انتقال ہوا۔ انہوں نے ان کی لاش بساور جاکر دفن کی۔ اور تاریخ کہی۔ مادہ تاریخ ہے

تاریخ سال فوت ہے آمد جہاں فضل

سنہ ۹۷۰ھ میں یہ بھسوان علاقہ سنبھل میں تھے۔ کہ مخدوم اشرف ان کے نانا بمقام بساور راہی ملک بقا ہوئے۔ انہوں نے فاضل جہاں تاریخ وفات کہی۔ سنہ ۹۷۳ھ میں حسین خان کے پاس پٹیالے

لگئے۔ ۹۷۳ھ سے ۹۸۱ھ ۸ برس تک حسین خان کے پاس رہے ۹۷۰ھ میں انہوں نے بدایوں جاکر شادی کی۔

(یہ شیخ محمد چھوٹے بھائی اور نور چشم عبداللطیف کے مرنے پر بہت رنجیدہ ہوئے۔ اور اظہار افسوس میں ایک نظم کہی

۹۸۱ھ میں حسین خان سے ناراض ہوکر چلے آئے۔ حسین خان نے بدایوں آکر ان کی ماں سے ہی سفارش کرائی۔ مگر یہ پھر نہ گئے۔ آخر ذوالحجہ ۹۸۱ھ میں بدایوں سے آگرہ آکر حسب سفارش جلال خان قورچی امام اکبر شاہ ہوئے۔ بدھ کے دن ان کا دا ز مغفرت ہوا۔ چار ایوان کے جلسوں میں بادشاہ علماء کو کتابیں تقسیم کرتے تھے۔ چنانچہ ان کو بھی عنایت ہوئی منجملہ ان کی ایک کتاب موسوم بہ انوار المشکوٰۃ بھی تھی۔)

اسی سال میں ان کو بیستی کا منصب اور کچھ خرچ مرحمت ہوا۔

اسی عرصہ میں ابوالفضل کو بھی بیستی کا منصب ملا۔ انہوں نے آئین داغ کی تعمیل سے انکار کیا۔ مگر ابوالفضل نے اس کی تعمیل کی چنانچہ وہ دو ہزاری منصب اور وزارت کے درجے تک پہنچے۔ ۹۸۳ھ میں رخصت چاہی مگر نہ ملی۔ بادشاہ نے ایک گھوڑا کچھ روپیہ اور ہزار بیگہ زمین دے کر فوج سے ان کا نام کاٹ دیا۔

(۹۸۴ھ میں بادشاہ نے اجمیر سے مان سنگھ ولد بھگونداس کو سپہ سالار بنا کر رانا کیکا کی مہم پر کوکنڈہ اور کومبھل میر کو روانہ کیا۔ ملا صاحب کو بھی جہاد کا شوق ہوا۔ چنانچہ حسب سفارش نقیب خان

(وغیرہ یہ بھی ساتھ گئے روانگی کے وقت اکبر نے ایک لپ بھر اشرفیاں جو شمار میں ۱۵۰ تھیں عنایت کیں۔ یہ فتح پر ۹۸۵ھ میں حسب سفارش اصف خان رام پرشاد ہاتھی اور فتحنامہ لے کر حاضر دربار ہوئے بادشاہ نے حالات جنگ دریافت فرما کر ایک لپ اشرفیاں پھر عنایت کیں۔ اس دفعہ شمار میں ۹۶ تھیں۔)

اور ایک دو شالہ دیا۔ اسی سنہ میں رخصت لے کر بدایوں گئے۔ وہاں سخت بیمار ہو گئے۔ صحت پر سید عبداللہ سے ملتے ہوئے دیپالپور ملک مالوہ میں حاضر ہوئے۔ یہاں آ کر ۲۲ھ جلوس کے جشن میں قرآن پاک۔ حمائل۔ اور خطبوں کی بیاض جو عبداللہ خان نے دی تھی حضور میں پیش کی۔ بادشاہ بہت خوش ہوئے اور حافظ محمد امین خطیب قندھاری (جن کی بساور کے منزل پر چوری ہوئی تھی۔ اور اس میں منجملہ اور اسباب وبال کے یہ بھی چوری گئیں تھیں) کو بلا کر عنایت کیں۔

ملا صاحب اس سال وطن سے آ کر پھر از سر نو امام اکبر شاہ[لہ] مقرر ہوئے۔ ان کو ۹۸۵ھ میں راجہ بھوگلہ نے بالنس بریلی بلالیا ۹۸۶ھ میں بادشاہ اجمیر سے پھر کر ٹوڈہ کے منزل میں پہنچے ملا صاحب نے بساور سے چل کر استقبال کیا۔ اور کتاب الاحادیث

لہ یہ بھی سات اماموں سے ایک امام تھے۔

(نذر کی بادشاہ نے پسند فرما کر کتب خانہ شاہی میں داخل فرمائی۔
سنہ ۹۸۷ھ چالیس برس کی عمر میں ایک لڑکا مسمی محی الدین پیدا ہوا
ملا صاحب انہی دنوں میں ترک تعلق کر کے گوشہ نشین ہو گئے۔
(پھر بمقام اجمیر حسب سفارش قاضی علی ملازم ہوئے۔)
سنہ ۹۹۷ھ میں ان کی مدد معاش حسب الحکم بساور سے بدایوں
منتقل ہوئی۔
(ملا صاحب کو والدہ کے انتقال پر حسب سفارش خواجہ نظام الدین
بمشکل تمام پانچ مہینے کی رخصت ملی۔ روانگی کے وقت حاضر ہوئے
صدر جہاں نے مکرر کہا۔ سجدہ کن انہوں نے سجدہ نہ کیا۔ اس پر
بادشاہ ناراض ہوئے) سنہ ۹۹۹ھ میں گھر جاکر بیمار ہو گئے (زمانہ
زیادہ گذرنے کی وجہ سے معافی کے لئے (؟) پہنچے۔ چنانچہ یہ سفر کشمیر
میں بھنبر کے منزل میں حاضر ہوئے۔ حکیم ہمام نے ان کے مجرے
کے لئے کہا۔ مگر اجازت نہ ملی۔ فیضی نے بھی ان کی سفارش میں ایک عریضہ
بادشاہ کو لکھا۔ مگر وہ وقت پر نہ پہنچا۔ آخر بادشاہ نے پانچ ماہ کے بعد لاہور
میں مہربان ہو کر جامع رشیدی کے انتخاب کے لئے حکم دیا۔ انہوں نے
انبیاء اولوالعزم کے شجرے عربی سے فارسی میں ترجمہ کر کے نذر کئے۔ جو
خزانہ عامرہ میں داخل ہوئے۔ ملا صاحب نے اسی سال میں ایک قرآن
مجید لکھ کر پیر مرشد شیخ جھنجی وال کی قبر پر رکھا۔
سنہ ۱۰۰۲ھ میں تمام افعال سے توبہ کی۔ استقامت تاریخ کہی +

(ملا صاحب ۱۰۰۴ھ میں بمقام بدایون راہی ملک بقا ہوئے۔ اور وہیں اپنے وطن میں دفن ہوئے ٭

ملا صاحب کی تصنیفات اکبر کے بیان میں درج کی گئیں۔ کیونکہ انہوں نے سب اکبر کے ہی حکم سے تصنیفیں کیں ٭

شیخ ابوالفضل

ابوالفضل ۶ محرم ۹۵۸ھ میں بعہد اسلام شاہ پیدا ہوئے۔ ان کے باپ شیخ مبارک نے اپنے استاد کے نام پر ابوالفضل نام رکھا (طالب علمی کا سارا زمانہ نہائیت مفلسی اور تنگدستی میں بسر ہوا)۔ انہوں نے اپنے ابتدائی حالات اکبر نامہ کے دفتر سوم کے خاتمہ پر نہائیت مفصل درج کئے ہیں۔ ۱۵ برس کی عمر میں باپ کی شاگردی سے مستفیض ہوئے۔ ان کے باپ ہر فن میں ایک رسالہ لکھتے۔ اور اُن کو یاد کراتے (یہ ابتداءً مدرسہ کے نام سے کوسوں دُور بھاگتے تھے یہ اسی عرصہ میں ایک طالب علم پر پیارے ہو گئے اور اُس کی بدولت نہائیت پابندی سے مدرسہ جانے لگے اور تعلیم میں اس درجہ منہمک ہوئے کہ دو تین وقت تک غذا نہ پہنچتی تو پروا نہ کرتے تھے)۔ یہ ابتدائی طالب علمی میں جو اعتراض ملا سعد الدین اور میر سید شریف پر کرتے تھے تو ان کے دوست اس کو درج کر لیتے تھے۔ جب مطول پر خواجہ ابوالقاسم کا حاشیہ دیکھا تو وہی اعتراض موجود تھے

نے ابتدائے تعلیم میں حاشیۂ اصفہانی کے ایک کرم خوردہ نسخہ کو جوڑ کر اپنے ذاتی فکر اور ربط عبارت سے ایسا درست کیا کہ جب اصل نسخہ سے ملایا۔ تو ۳۲ جگہ مترادف لفظوں کا فرق نکلا اور تین چار جگہ قریب قریب برابر۔ اس کو بھی دیکھ کر لوگ حیران ہوئے۔ غرضیکہ ابوالفضل نے ۱۵ سال کی عمر میں فنون حکمی اور علوم نقلی حاصل کئے۔

بروز پیر بتاریخ ۱۲ شعبان ۹۷۹ھ میں ابوالفضل کے لڑکا پیدا ہوا۔ شیخ مبارک نے عبدالرحمٰن اس کا نام رکھا۔ یہ لڑکا ہندی نژاد اور یونانی شرب تھا۔

ابوالفضل دربار اکبری میں آتے ہیں

ابوالفضل نے تفسیر آیۃ الکرسی لکھ کر آگرہ میں بادشاہ کے سامنے پیش کی منظور ہو کر تفسیر اکبری تاریخ ہوئی۔ جب بادشاہ مہم بنگالہ سے پٹنہ فتح کرکے اجمیر آئے تو پھر ابوالفضل والد سے اجازت لیکر پہنچے۔ بھائی کے پاس قیام کیا دوسرے دن جامع مسجد گئے وہاں بادشاہ نے انہیں اشارہ سے بلایا۔ انہوں نے حاضر ہو کر کورنش ادا کی اور سورۂ فتح کی تفسیر پیش کی۔ غرضیکہ ابوالفضل ۹۸۱ھ انیسویں سال جلوس میں ملازم ہوئے دارالانشا کی خدمت اور مہمات سلطنت کی تاریخ کا اہتمام ان کے سپرد ہوا۔ انہوں نے چند ہی روز کے اندر بادشاہ کی اسقدر مزاج دانی اور معتبری حاصل کی کہ بادشاہ کے علاج کے لئے حکیم تک بھی انہیں کی صلاح سے آتا۔ ۹۹۳ھ کے جشن میں ہزاری کا منصب ملا۔

اکبر نے ان کے لڑکے عبدالرحمٰن کی شادی سعادت یار خان کوکی کی لڑکی سے کی۔ بروز جمعہ بتاریخ ۳ ذیقعد ۹۹۹ھ میں عبدالرحمٰن کے لڑکا پیدا ہوا بادشاہ نے اس کا نام پشوتن رکھا۔

اسی سنہ میں خسرو ولد جہانگیر کی بسم اللہ ہوئی۔ بادشاہ نے اس کی تعلیم ابوالفضل کے سپرد کی۔ اُنہوں نے چند روز کے بعد اپنے چھوٹے بھائی ابوالخیر کے سپرد کر دیا۔ ۱۰۰۰ھ میں اُن کو دو ہزاری کا منصب عنایت ہوا۔

۱۰۰۴ھ مطابق ۱۵۹۵ء میں فیضی کی تصنیفات کی ترتیب کے لئے متوجہ ہوئے۔ چنانچہ یہ اُن اجزائے پریشانی کی ترتیب سے ۱۰۰۶ھ ۱۵۹۷ء میں فارغ ہوئے۔ اسی عرصہ میں دو ہزاری پانصدی کے منصب پر سرفراز ہوئے۔ شیخ مبارک نے قرآن پاک کی تفسیر لکھی انہوں نے اس کی نقلیں کر کے ایران۔ توران اور روم وغیرہ کو ارسال کیں۔ حریفوں نے اس پر بادشاہ کو بھڑکا دیا وُہ ناراض ہو گئے۔ اس پر ابوالفضل نے بھی دربار میں آنا چھوڑ دیا۔ جب بادشاہ نے بلایا تب گئے۔

بادشاہ نے ۱۰۰۶ھ میں شاہزادہ مراد کو بہت سے کہنہ سرداروں اور فوج کے ساتھ مہم دکن پر بھیجا مگر وُہ وہاں جا کر شراب خواری میں مبتلا ہو گیا ۱۰۰۷ھ میں بادشاہ نے ابوالفضل کو روانہ کیا۔ شیخ نے ایک عرضداشت جو شاہزادہ دانیال کو لکھی ہے وُہ۔ ان کے زورِ کلام اور طرزِ تحریر اور باہمی تعلقات دکھانے کے لئے بجنسہٖ ذیل میں درج کی جاتی ہے:۔

نقل عرضداشت ۔قبلہ ابوالفضل ۱۶ ہشتم مرداد الٰہی حضرت ظلِ الٰہی

(در شب شرف آفتاب در غسلخانہ بزبان مبارک خود فرمودند کہ ابوالفضل من مطالعہ کردہ چنیں یافتہ ام کہ مہم دکن یا تو روی یا من والا ہیچ صورت انجام کار صورت پذیر نیست و نخواہد شد ہر گاہ تو روی یقین است کہ شاہزادہ از گفتن تو بیرون نخواہد بود۔ تا تو باشی بدیگرے مصلحت نخواہد کرد و سخن ہر کوتاہ حوصلہ کم اندیش بے شعور ہیولا نخواہد گوش کرد۔ مناسب دولت آنست کہ بتاریخ غرّہ ماہ پیش خانہ بکشی در ہشتم ماہ راہی شوی۔ بندہ بعرض اقدس رسانید کہ گوسفند بکار قربانی می آید یا بکار بریانی۔ دیگر چہ چیز است خوب است ہرگاہ کہ قبلہ چنیں میفرمائید مرا دریں چہ عذر است۔

۱۰۰۷ھ میں ابوالفضل کو سلطان مراد کے لانے کا حکم ہوا اور فرمایا کہ اگر اُمرائے مہم دکن اس ملک کے رکھنے کا ذمہ لیں تو شاہزادہ کے ساتھ چلے آؤ۔ ورنہ شاہزادہ کو روانہ کردو۔ اور خود وہیں رہو۔ آپس میں اتفاق رکھو اور مرزا شاہرخ کے ماتحت رہنے کی سب کو ہدایت کرو وغیرہ وغیرہ شیخ کے پہنچنے کے بعد شاہزادے کا انتقال ہوگیا۔ اُنہوں نے عورتوں سمیت شاہزادہ کا جنازہ شاہ پور بھیجدیا اور وہیں دفن کیا اور یہاں لوگوں کا بندوبست کیا۔ شیخ ۳ برس دکن میں رہے۔ اُنہوں نے اپنی بہادری اور شجاعت کے سکّے بٹھا دیئے بہت سی فتوحات بھی کیں وغیرہ۔ بادشاہ نے ان کے لڑکے عبدالرحمٰن اور ان کے بھائی ابوالبرکات وغیرہ کے ساتھ بڑی بڑی عنایات کیں۔

شیخ صاحب نے ۱۰۰۹ھ میں قلعہ اسیر فتح کیا بادشاہ بہت خوش ہوئے بادشاہ نے ۱۰۱۰ھ میں ان کو ۵ ہزار روپیہ نقد اور پنجہزاری کا منصب عنایت

کیا۔ ۱۰۱۱ھ میں شیخ کی طلبی کا فرمان پہنچا۔ اُنہوں نے حسب الحکم عبدالرحمٰن کو بمقام احمد نگر مہم کے کل کاروبار سمجھائے۔ اور لشکر و سامان وہیں چھوڑا۔ آپ چند آدمیوں کے ساتھ روانہ دربار ہُوئے +

جہانگیر نے ابوالفضل کے قتل کر دینے پر راجہ مان سنگھ سے آئندہ مراعات و مراتب وغیرہ دینے کے بڑے بڑے وعدے کئے +

چنانچہ راجہ مان سنگھ سرائے برا سے آدھ کوس پر بروز جمعہ بتاریخ یکم ربیع الاوّل ۱۰۱۱ھ کو ابوالفضل پر ٹوٹ پڑا۔ شیخ سخت زخمی ہو کر گھوڑے سے نیچے گر پڑے۔ راجہ نے ان کا سر کاٹ کر جہانگیر کے پاس الہ آباد بھیجدیا۔ شاہزادہ نے سر کو پاخانہ میں ڈلوا دیا جو کئی دن تک وہیں پڑا رہا۔ کوکلتاش خاں نے تاریخ کہی۔ ع

تیغ اعجاز نبی اللہ سرِ باغی بُرید

مگر خود شیخ نے اسے خواب میں بشارت دی کہ میری تاریخ تو بندہ ابوالفضل کے اعداد سے نکلتی ہے +

اس کے مرنے کی خبر سُنکر اہل دربار وغیرہ حیران ہُوئے۔ اس متوحش خبر کے کہنے کی کسی کو جرأت نہ ہُوئی۔ آخر کار آل تیموریہ کے دستور قدیم کے بموجب اس کا وکیل سیاہ رُومال سے ہاتھ باندھے سر جھکائے آہستہ آہستہ ڈرتا ہوا تخت کے گوشہ کی طرف آیا۔ اکبر نے متحیر ہو کر پوچھا خیر باشد! اس نے اس کی موت کا سارا حال بیان کیا۔ اکبر نے اس رنج میں کئی دن دربار نہ کیا نہ کسی امیر سے بات کی۔ روتا اور بار بار اپنی چھاتی پر ہاتھ مار مار کر کہتا ہائے شیخو جی۔ بادشاہت

لینی تھی تو مجھے مارا ہوتا۔ شیخ کے مارنے سے کیا فائدہ ہوا جب اس کی بے سر لاش سامنے آئی تو یہ شعر پڑھا ۔

شیخ ما از شوق بیحد چوں سوئے ما آمدہ
ز اشتیاق پائے بوسی بے سر و پا آمدہ

غرضکہ شیخ ۵۲ برس کی عمر میں مارے گئے اور انتری میں دفن ہوئے۔ ابوالفضل راتوں کو فقراء کے پاس جا کر اشرفیاں نذر کر کے سلامتی ایمان کی دعا چاہتے تھے۔

تصنیفات شیخ ابوالفضل

اکبر نامہ دفتر اوّل :۔ اس میں سلسلہ تیموریہ کا مختصر حال اور ہمایوں کا پورا حال درج کیا۔ اور پھر اکبر کے ۱۳ سال بچپن اور ۱۷ سال حکومت (۳۰ سال) کا حال لکھ کر اسے قرن اول قرار دیا۔

دفتر دوم :۔ ۹۸۱ھ یعنی قرن ثانی سے شروع کیا اور ۱۰۴۶ھ ع ۱۰۱۱ھ تک ختم کیا۔

دفتر سوم :۔ آئین اکبری ۱۰۰۶ھ میں ختم ہوا اس کی تعریف حد بیان سے باہر ہے۔ اس کے بعد ان کو علامہ کا خطاب ملا۔

مکاتبات علامی

سہ دفتر ابوالفضل ۔ ابوالفضل کا چوتھا دفتر نایاب ہے۔

انہوں نے ایک کشکول لکھی۔ جامع اللغات جو نہائیت مختصر لغت ہے یہ اِن ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں +
رزمنامہ۔ مہابھارت۔ کے ترجمہ پر دو جز کا خطبہ لکھا۔

اخلاق و عادات

نہائیت غریب پرور۔ خوش خلق تھے۔ چنانچہ کبھی نوکر کو موقوف نہیں کرتے تھے۔ ناراض ہوتے تو تبدیل کر دیتے تھے۔ جب آفتاب حمل میں آتا اور نیا سال شروع ہوتا تو گھر اور تمام کارخانوں کو دیکھتے حساب کتاب کا فیصلہ کرتے۔ گوشواروں کی فہرست لکھوا کر دفتر میں رکھ لیتے۔ اور کتابوں کو جلا دیتے سب پوشاک نوکروں کو تقسیم کر دیتے تھے۔ مگر پائجامہ اپنے سامنے جلواتے تھے +

عبدالرحمٰن

ان کے بیٹے مسمی عبدالرحمٰن نے دکن میں شیخ ابوالفضل کے ساتھ بڑا نام پیدا کیا اور تلنگانہ وغیرہ کی مہمیں فتح کرکے بہت مشہور ہوا۔ جہانگیر نے اس کو اپنے عہد میں دو ہزاری کا منصب دیکر افضل خان کا خطاب عنائت کیا۔ ۱۰۱۸ھ میں اسلام خان (اس کے ماموں) کی جگہ بہار کا صوبہ دار کیا اور گورکھپور بھی جاگیر میں دیا۔ عبدالرحمٰن بیمار ہو کر وہاں سے دربار میں آیا جہانگیر نے بہت عزت کی۔ ۷ جلوس جہانگیری میں اپنے باپ

ابوالفضل کے گیارہ سال بعد فوت ہوا (۱۰۲۲ھ)۔

(پشوتن ولد عبدالرحمٰن نے جہانگیر کے عہد میں ۷سو پیادہ سو سوار کی انسری تک ترقی کی) شاہجہان کے عہد میں پانصدی کا منصب اور ۱۵ سنہ ج تک خدمتیں بجالاتا رہا۔

موتمن الدولہ عمدۃ الملک راجہ ٹوڈرمل

ٹوڈرمل ذات کا کھتری اور گوت کا ٹنڈن تھا۔ بعض اس کا وطن لاہور اور بعض چونیاں ضلع لاہور بتاتے ہیں۔ مگر اشیاٹک سوسائٹی نے ان کا وطن لاہرپور علاقہ اودھ لکھا ہے۔ یہ نہایت متعصب۔ بدمزاج اور سخت غصہ ناک تھے (اور اپنے مذہب کے اس درجہ پابند تھے کہ صبح کو جب تک پوجا پاٹ نہیں کر لیتے کھانا نہیں کھاتے تھے) راجہ اکبر کے یہاں ۲۲ صوبہ کے دیوان اور وزیر کل تھے۔

یہ ابتدائے میں مظفر خاں کے یہاں کارکن ہوئے پھر بادشاہی متصدیوں میں داخل ہو گئے۔ چتوڑ۔ رن کھنبور۔ سورت کے فتحوں نے راجہ کے چار چاند لگا دیئے۔

(سنہ ۹۸۰ھ میں حسب الحکم گجرات کے آئین مال اور جمع و خرچ کے دفتر کا بندوبست کرنے گئے اور چند روز میں کاغذات مرتب کر کے پیش کئے۔

(سنہ ۹۸۱ھ میں حسب الحکم منعم خاں کی کمک کے لئے فوجیں لے کر بہار گئے۔ جب پٹنہ فتح ہوا تو بادشاہ نے اس کے صلے میں علم و نقارہ

عنائیت کیا۔ پھر بادشاہ نے ان کو منعم خاں کے ساتھ مہم بنگالہ کے لئے منتخب
کیا (راجہ نے ٹانڈہ کی مہم پر خوب جوانمردی دکھائی اور فتحیاب ہوئے۔ پھر
جیند کرارانی کی بغاوت کو بڑی بہادری سے فرو کر کے اس کا پورا بندوبست
کیا) سنہ ۹۸۲ھ میں حسب تجویز راجہ ٹوڈرمل مندرجہ ذیل قواعد و آئین مقرر ہوئے

(۱) جمع دہ بدھی پرگنہ وار باندھے۔

(۲) ۵۵ گز کی طنابی جریب کی بجائے ۶۰ گز کی جریب بانس یا نرسل کی مقرر ہوئی۔ بیچ میں لوہے کی کڑیاں ڈالیں۔

(۳) کل ممالک محروسہ بارہ صوبوں پر منقسم ہوئے (دہ سالہ بندوبست ہوا چند گاؤں کا پرگنہ۔ چند پرگنوں کی سرکار۔ چند سرکار کا ایک صوبہ مقرر ہوا+)

(۴) روپیہ کے چالیس دام مقرر ہوئے۔ پرگنہ کی شرح دامی دفتر میں مندرج ہوئی +

(۵) کروڑ دام پر ایک عامل مقرر کر کے کروڑی نام رکھا۔

(۶) اُمراء کے ماتحت نوکروں کے گھوڑوں کے لئے آئین داغ مقرر کیا۔

(۷) بندہائے بادشاہی کی سات ٹولیاں کیں۔ ہر روز ایک ٹولی نمبروار آکر چوکی میں حاضر ہوتی۔ ہفتہ کیلئے سات چوکی نویس مقرر کئے جو ہر ایک اہل خدمت کی حاضری

(۸) ہفتہ کے لئے سات واقعہ نویس مقرر ہوئے تاکہ تمام دن کا حال ڈیوڑھی پر بیٹھے لکھا کریں +

(۹) امراء و خوانین کے علاوہ چار ہزار یکہ سوار خاص رکاب شاہی کیلئے مقرر کر کے احدی ان کا نام رکھا۔ ان کا داروغہ بھی علیحدہ مقرر کیا +

[illegible]

(۱۰) کئی ہزار غلام گرفتار شدہ آزاد کر کے اُن کو چیلہ کا خطاب دیا +

(۱۱) ہندوستان میں خرید و فروخت۔ دیہات کی جمع بندی تحصیل مال نوکروں کی تنخواہوں کا حساب۔ راجاؤں اور بادشاہوں کے ہاں تنگوں پر تھا مگر پیسے دیا کرتے تھے۔ چاندی پر ضرب لگتی تو چاندی کے تنگے کہلاتے تھے۔ راجہ کی تجویز سے منصبداروں اور ملازموں کی تنخواہ میں بھی جاری ہوئے۔ اور دیہات سے بجائے تنگہ روپیہ وصول ہوا ونیز بحساب ماشہ مقرر کیا۔ اسکے بموجب جمع کل دیہات قصبات اور پرگنات دفتر میں درج ہوئے۔ اور اس کا نام عمل نقد جمعبندی مقرر ہوا۔ اور علاوہ ازیں بہت قواعد و ضوابط ایجاد کئے مثلاً معموری رعیت۔ افزونی خزانہ و حقوق بادشاہی آئین سلطنت وغیرہ وغیرہ +

آئین محصول

غلہ زمین بارانی میں نصف کاشتکار کا اور نصف بادشاہ کا مقرر ہوا۔ بارانی میں ہر قطعہ زمین پر $\frac{1}{3}$ اخراجات اور اس کی خرید و فروخت کی لاگت لگا کر غلہ میں $\frac{1}{3}$ بادشاہی۔ نیشکر وغیرہ پر $\frac{1}{4}$ - $\frac{1}{5}$ - $\frac{1}{6}$ - $\frac{1}{7}$ حسب مراتب حق بادشاہی باقی کاشتکار کا۔ ہر جنس میں بیگہ مربع پر زر نقدی لیں اس کا جنس وار دستور العمل ہے۔

سنہ ۹۸۳ھ میں داؤد سے صلح ہوتے پر راجہ بنگالہ سے طلب ہوئے انہوں نے حاضر ہو کر بہت سے نفائس و تحائف وغیرہ اور ۵۴ ہاتھی جو مہم بنگالہ میں ہاتھ آئے تھے پیش کئے۔ بادشاہ نے انہیں عالی منصب دیوانی دیا۔ پھر وزارت کل اور وکالت مستقل عنایت کی۔

(اسی سنہ میں منعم خاں کے فوت ہونے پر داؤد پھر بنگالہ میں باغی ہوگیا
راجہ خانخاناں کے ساتھ وہاں کے انتظام کے لئے گئے۔ انہوں نے بہار پہنچکر
داؤد کو قتل کیا اور پھر بنگالہ کا انتظام درست کرکے حاضر دربار ہوئے۔ ۳۴۴
ہاتھی بادشاہ کے نذر کیئے +)

(اسی سنہ میں وزیر خاں نے اپنی بے تدبیری سے گجرات اور سرحد دکن
کی حالت خراب کی راجہ حسب الحکم وہاں کی درستی کے لئے گئے انہوں
نے سلطان پور ملک ندربار کے علاقہ کا دورہ کرتے ہوئے دفتر کا معائنہ کیا۔
وہاں سے براہ گجرات پٹن کے دفتر مالیات کے ملاحظہ کو گئے۔ وہاں پر
بنت کامران زوجہ ابراہیم نے فساد پھیلا دیا۔ راجہ نے پلٹ کر اس فساد کو
بھی فرو کیا اور مہم فتح کی +)

(سنہ ۹۸۷ھ میں سپاہ اور سردار بنگالہ نے باغی ہوکر ملک مذکور میں بڑی
گڑبڑی مچائی۔ حسب الحکم راجہ نے جاکر اس کا کافی انتظام کیا اور اس کے بعد
منگیر کے گرد فصیل اور دمدمہ وغیرہ بنا کر ایک عالیشان جنگی قلعہ تعمیر کیا +)

(سنہ ۹۸۸ھ میں راجہ نے فوج کی تنخواہ کے چند قواعد مقرر کئے اور ایک
مفصل عرضداشت بھی لکھی۔ جس میں دفتر کے حساب وکتاب کے قواعد درج
کئے اور مصلحت وقت کے لحاظ سے سپاہی کی رعایت کو مقدم رکھا ہے۔

سنہ ۹۹۰ھ میں تانبے سے لیکر سونے تک کل سکوں میں اصلاح ہوئی
راجہ کی تجویز اس اصلاح کا جزو اعظم ہے۔

سنہ ۹۹۰ھ میں راجہ نے بادشاہ کی دعوت کی۔ بادشاہ ان کے گھر گئے۔

۹۹۳ھ میں ان کو چار ہزاری کا منصب ملا۔

(پھر حسب تجویز راجہ تمام قلمرو ہند میں بزبان فارسی دفتر قائم ہوئے۔ اس تجویز سے راجہ کا مقصد تمام اہل ہنود کو عربی اور فارسی داں بنانا تھا۔ کیوں کہ سکندر لودھی کے عہد تک دھرم دان ہندو فارسی و عربی نہیں پڑھتے تھے اور اس کا نام ملکش بدھیا رکھا تھا۔ پہلے پہل ہندو کچھ جز بز ہوئے۔ پھر راجہ کی پالسی کو سمجھ کر فارسی اور عربی پڑھی۔ چنانچہ چند سال میں جہاں ایک ہندو بھی فارسی داں نہ تھا وہاں اب کافی تعداد میں فارسی خواں بن گئے۔)

(۹۹۶ھ قلیچ خاں نے گجرات سے آکر بہت عجائبات وغیرہ پیشکش حضور کئے۔ پھر حسب الحکم راجہ ٹوڈرمل کے ساتھ دیوان خانہ میں مہمات ملکی و مالی انجام دینے لگے۔)

۹۹۷ھ میں بادشاہ کشمیر گئے اور لاہور کا انتظام راجہ بھگوانداس کے سپرد کیا۔ اور راجہ ٹوڈرمل کو بھی یہیں چھوڑا۔

اسی سنہ میں راجہ کو ایک کھتری بچہ نے ان کی بدمزاجی کی بدولت قتل کر دیا۔

راجہ مان سنگھ

راجہ مان سنگھ کچھواہہ کے راجوں میں سے ہے۔ راجہ نہایت خوش خلق۔ ملنسار۔ بے باک اور اپنے مذہب کا نہایت پابند تھا۔

۹۶۹ھ میں اکبر نے راجہ بھاڑا مل کی بیٹی سے شادی کی۔ ۹۷۹ھ میں

جب اکبر نے گجرات پر فوج کشی کی تو مان سنگھ بھی اپنے باپ بھگوان داس کے ساتھ تھا۔ اس نے بھی اس مہم میں خوب نام روشن کیا۔ اس کے بعد رانا پر بسپہ سالاری سلیم (جہانگیر) فوج کشی ہوئی۔ راجہ مان سنگھ اور مہابت خان بھی حکماً ساتھ گئے۔ وہاں خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار غنیم بھاگا اور مہم فتح ہوئی۔ اکبر ۹۸۳ھ میں فتح چتوڑ کے بعد اجمیر گیا۔ ایک روز مان سنگھ کو بھی درگاہ میں ساتھ لے گیا۔ وہاں مان سنگھ کو خطاب فرزندی اور سپہ سالاری کا عہدہ دیکر رانا کی بیخکنی کے لئے کوکنڈہ روانہ کیا۔ مقام مذکور پر خوب زور شور کی لڑائی ہوئی۔ میدان جنگ میں ان کا فیلبان مسمی حسین خان مارا گیا۔ پھر انھوں نے خود فیلبانی کی۔ رانا مان سنگھ کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگا اور مہم فتح ہوئی۔

۹۸۹ھ میں اکبری امرا نے بغاوت کر کے مرزا محمد حکیم حاکم کابل کو عرضیاں لکھ کر ہندوستان بلایا۔ مرزا فوج لیکر پشاور سے بڑھکر دریائے اٹک پر مقیم ہوا۔ اکبر نے یوسف خان حاکم پشاور کو دربار میں بلالیا اور مان سنگھ کو سپہ سالار کر کے ادھر روانہ کیا۔ بمقام پنڈی مرزا کا کوکہ شادمان راجہ سے جٹ گیا آخر زخمی ہو کر ہو کر فوت ہوا۔ اس پر مرزا حکیم سُرخ ہو گیا۔ غرضیکہ مان سنگھ نے اس مہم میں خوب جوانمردی کے جوہر دکھائے۔ دنیا والوں کے قلوب پر بہادری کا سکہ بٹھا دیا۔ آخر کار راجہ نے بڑی کوشش اور عرق ریزی سے اس مہم کو فتح کیا۔ جب کابل فتح ہو گیا تو اکبر نے کابل پہنچکر کابل پھر مرزا محمد حکیم کو عنایت کیا۔ پشاور اور سرحدی ملک کا انتظام وغیرہ کنور مان سنگھ کے سپرد کیا۔

سنہ ۹۹۳ھ میں راجہ مان سنگھ کی بہن سے سلیم (جہانگیر) کی شادی کی۔
اول نکاح شرعی ہوا پھر ہون وغیرہ اہل ہنود کی رسمیں ادا ہوئیں۔ دو کروڑ
تنکے کا مہر باندھا۔ سنہ ۹۹۳ھ میں مرزا محمد حکیم بمرض شراب خواری فوت ہوا۔ اکبر
نے کنور کو حاکم کابل کردیا (وہاں فرمان بھیجکر ہر ایک کی تسلی کی اور آپ بھی پنجاب
کو روانہ ہوا۔ اکبر نے یوسف زئی وغیرہ کا سرحدی علاقہ کنور کو دیا اور کابل
راجہ بھگوانداس کو عنایت کیا۔ جب راجہ دیوانہ ہوا تو کنور حاکم کابل بن بیٹھا۔
چنانچہ انہوں نے سال بھر سے زیادہ حکومت کی۔ اسی عرصہ میں عبداللہ خان
ازبک نے بھی بذریعہ ایلچی عہدنامہ کیا۔ سنہ ۹۹۵ھ میں حرم سرائے اور محلوں کا انتظام
راجہ بھگوانداس کے سپرد ہوا۔ کنور مان سنگھ حاکم بہار مقرر ہوا۔ (ادھر افغانوں نے
بغاوت کر کے ملک اوڑیسہ اور دریائے دامودر کے کنارہ تمام شہروں پر قبضہ کرلیا
کنور نے وہاں پہنچکر بندوبست شروع کیا۔ راجہ پورن مل گندھوریہ کو ٹھیک
کیا اس کی بیٹی اپنے بھائی کو بیاہ دی۔ سنگرام کو بھی زیر کیا۔ انند چردہ نے
اطاعت قبول کی۔ کنور نے بہت سے نفائس و عجائب کے ساتھ ۵۴ ہاتھی
دربار میں بھیجے۔ سنہ ۹۹۷ھ میں اکبر کشمیر کو گیا۔ راجہ بھگوانداس کو لاہور کا منتظم
کیا۔ یہاں اس کے پیٹ میں ۵ روز تک سخت درد رہا اسی میں فوت ہوا۔ اکبر
نے راستہ میں سنکر افسوس کیا۔ اور مان سنگھ (اس کے لڑکے) کو راجگی کا خطاب
خلعت خاصہ۔ اسپ بازین زرین اور پنجہزاری کا منصب دیا۔ قتلو خان
وغیرہ اوڑیسہ پر قبضہ کر کے باغی ہوئے۔ مان سنگھ نے ان پر حملہ کرکے قتلو خان
کو قتل کیا مہم فتح کی۔ بہت سے سرداروں کو اس شرط پر شامل فوج شاہی کیا

(کہ اکبری خطبہ پڑھا جاوے - خراج اور تحائف سالانہ پیش کش ہوں - طلبی
پر حاضر دربار ہوں کنور نے فتح پر ۱۵۰ ہاتھی اور تحائف وغیرہ دربار کو بھیجے -
عیسے (وکیل قتلو خان) کے مرنے کے بعد عہد نامہ ٹوٹ گیا - پھر افغانوں نے
شورش کر کے جگن ناتھ کے علاقہ پر قبضہ کر لیا - مان سنگھ نے ان پر اٹک کر کے
جگن ناتھ جی کا مندر ملک سمیت فتح کیا - اور **آگ محل** پر اکبر نگر کا سنگ بنیاد
رکھا - (یہی راج محل مشہور ہے) اس مقام پر ایک قلعہ عظیم الشان تعمیر کر کے
سلیم نگر نام رکھا +

(راجہ رام چند فرمانروائے ملک اڑیسہ دربار مان سنگھ میں خود نہ آیا -
اور اپنے بیٹے کو بھیج دیا اس پر کنور نے اپنے بیٹے کو فوج کشی کے لئے بھیجا -
اس نے کئی قلعے فتح کئے - راجہ قلعہ بند ہو گیا - انہوں نے قلعہ کا محاصرہ کیا -
پھر حسب فرمان اکبری راجہ سے محاصرہ اٹھا لیا وغیرہ اور لوٹ مار بند کی - ۱۰۰۰ھ میں بنگالہ اور اڑیسہ
کو بغاوت سے پاک کر کے حسب الطلب حاضر دربار ہوا +)

(۱۰۰۲ھ کے جشن سالانہ میں اکبر نے خسرو کو باوجود کم سنی کے پنجہزاری
کا منصب دے کر ملک اڑیسہ اس کی جاگیر میں دیا - راجہ مان سنگھ
(خسرو کا ماموں) کو اس کا اتالیق کر کے اس کی جاگیر کا بھی راجہ کو منتظم کیا -
اسی سنہ میں راجہ توران کی فتح کے مشورہ کے لئے آیا - بادشاہ نے
پرگنہ جوند[1] ۱۰۰۵ھ میں بادشاہ نے جگت سنگھ فرزند مان سنگھ کو کوہستان)

[1] بقیہ - مرحمت کیا اور قلعہ رہتاس کی مرمت کا حکم دیا - اس کے بیٹے بہادر
سنگھ کو ہزاری ذات پانسو سوار کا منصب عنایت کیا +

(پنجاب کا انتظام سپرد کیا۔ اسی سال اس کا دوسرا بیٹا ہمت سنگھ کالا میں مرا۔
اسی سنہ میں عیسیٰ خان افغان نے بغاوت کی۔ مان سنگھ نے اپنے بیٹے
درجن سنگھ کو باغیوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ درجن سنگھ اسی مہم میں مارا
گیا۔ ۱۰۰۸ھ میں اکبر نے مان سنگھ کو جہانگیر کے ساتھ کر کے رانا کی مہم پر روانہ
کیا اور بنگالہ اس کی جاگیر جگت سنگھ اس کے ولیعہد کو عنایت کی۔ اس کے
بیٹے مہاں سنگھ کو باپ کی جگہ دی۔ اس نے بمقام بھدراک شکست کھائی غنیم
نے بنگالہ کا بڑا حصہ دبا لیا۔ رانا کی مہم ملتوی ہوئی تو مان سنگھ بنگالہ کی طرف
لپکا اور چند روز میں بغاوت بنگالہ کو نیست و نابود کر کے ڈھاکہ میں حکمرانی کرنے لگا)

۱۰۱۳ھ میں اس کے بھانجے خسرو ولد جہانگیر کو دہ ہزاری کا منصب ملا
مان سنگھ اتالیق ہوا۔ اس کو بھی ہفت ہزاری چھ ہزار سوار کا منصب ملا ہے
اور بھاؤ سنگھ (اس کے پوتے) کو ہزاری منصب اور تین سو سوار کا عہدہ عنائیت
ہوا۔ جہانگیر نے اپنے عہد میں اس کو ایک خلعت۔ چارقب۔ شمشیر مرصع۔
اسپ خاصہ با زین زرین دیگر بنگالہ کا صوبہ دار کیا۔ پھر یہ خود اپنی خواہش سے
دکن پر لشکر لیکر گیا۔ وہاں دو برس تک رہا۔ آخر ۱۰۲۴ھ میں وہیں فوت ہوا۔
راجہ مان سنگھ بھاٹ کی سرکار میں ۱۰۰۰ ہاتھی فیلخانہ میں رہتے تھے اور ۲۰۰۰۰ بیس ہزار
جرار لشکر اسکا ذاتی نوکر تھا۔ راجہ کے محل میں ۱۵۰۰ رانیاں تھیں۔

(جہانگیر نے بھاؤ سنگھ کو مرزا راجہ کا خطاب دیکر چار ہزاری
ذات تین سو سوار کا منصب دیا۔ راجہ مان سنگھ کے دوسرے بیٹے سبھی جہان سنگھ
کے پہلے منصب پر پانسدی بڑھا کر گڈھ کا ملک اسے انعام میں دیا۔)

مرزا عبدالرحیم خانخانان

بیرم خاں خانخانان کے سنہ ۹۶۴ھ میں بمقام لاہور لڑکا پیدا ہوا۔ ہمایوں بادشاہ نے عبدالرحیم نام رکھا۔

بیرم خاں کی تباہی کے بعد سنہ ۹۶۹ھ میں عبدالرحیم اکبر کے پاس دربار میں پہنچا۔ اکبر اس کو مرزا خاں کہتا تھا۔ یہ نہائیت حسین اور خوبصورت تھا۔ اور شاعر بھی۔ رحیم تخلّص کرتا تھا۔ عربی۔ ترکی۔ فارسی۔ سنسکرت خوب بے تکلّف بولتا تھا۔ قریب قریب ہر زبان بولتا تھا۔ فن جنگ کا بڑا ماہر تھا۔ مگر مذہب کا شیعہ تھا۔

(مرزا خاں نہائیت سخی۔ خوش مزاج اور از حد خلیق۔ صحبت میں نہائیت گرمجوش۔ بڑا علم دوست اور بجید نڈر اور منہ پھٹ تھا) اکبر نے ماہ بانو بیگم خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کی بہن سے شادی کی۔

(سنہ ۷۳ھ میں اکبر مرزا حکیم کے کابل سے پنجاب آنے کی خبر پا کر خود پنجاب کے بندوبست کے لئے روانہ ہوا اور مرزا خاں کو خلعت۔ منصب اور منعم خاں کا خطاب دے کر چند امراء کے ساتھ آگرہ دارالسلطنت کے انتظام کے لئے رخصت کیا۔)

سنہ [illegible] میں اکبر نے احمد آباد کی حکومت مرزا خاں کو عنائیت کی۔ سنہ ۹۸۶ھ میں حسب خواہش شہباز خاں کو کمبیر کے علاقہ پر اسکی مدد کو فوج لیکر گئے۔ قلعہ کومبلمیر، قلعہ گوگندہ اور اودے پور فتح کیا رانا فرار ہوا۔

سنہ ۹۸۸ھ میں حسب الحکم عرض بیگی کی خدمت انجام دی (یعنی حاجتمندوں کی عرض معروض سنانا)۔

(اسی سنہ میں صوبہ اجمیر میں فساد ہوا۔ یہاں کا صوبہ دار رستم خان مارا گیا۔ بادشاہ نے (منتخب) مرزا خان کی جاگیر میں دیکر اجمیر کے مفسدوں کی سرکوبی کے لئے اِن کو بھیجا۔ سنہ ۹۹۰ھ میں شاہزادہ سلیم کے اتالیق ہوئے + ایک شخص نے ترکی بول چال کی کتاب تصنیف کی۔ مرزا نے اسکو اس صلہ میں دو ہزار روپیہ دیا۔)

(مرزا خاں حسب الحکم مظفر کے مہم پر احمد آباد گئے۔ وہاں اُنہوں نے اپنی دس ہزار فوج سے مظفر کی چالیس ہزار فوج کو شکست دی۔ مظفر بھاگا جنگ فتح ہوئی۔ انہوں نے اہل شہر کی بابت تسلی کی اور شہر کا بندوبست کرکے مظفر کا تعاقب کیا۔ نادوت کے قریب پھر مٹھ بھیڑ ہوئی۔ مظفر بھاگا۔ مرزا خاں مہم مار کر احمد آباد آکر رعیت و ملک کے انتظام میں مصروف ہوا اور دربار میں عرضداشت بھیجی۔ آگے اس صلہ میں خان خانان کا خطاب خلعت با اسپ و کمر خنجر مرصع۔ من توغ۔ پنجہزاری کا منصب عنایت کیا۔ یہہ واقعہ سنہ ۹۹۱ھ میں ہوا۔

(سنہ ۹۹۲ھ میں تیسری بار مظفر کی سرکوبی کی۔ اسی سنہ مظفر احمد آباد آیا۔ اور تہانہ نیتی کے پاس خانخانان کی فوج سے جٹ گیا آخرکار پھر بھاگا۔ خانخانان نے غصہ ہو کر حاکم جام پر چڑھائی کردی۔ حاکم جام نے نہایت عاجزت کے ساتھ عرضی لکھی اور شمشیر و نام ہاتھی وغیرہ بھیجکر پناہ مانگی +)

۹۹۲ھ میں حکام دکن اور خاندیس کی آپس میں چلی۔ راجی علی خاں حاکم خاندیس نے اس پر دھاوا کرنے کے لئے اکبر کے پاس ایلچی بھیجے۔ خانخانان بھی احمد آباد سے جلسہ مشورت میں بمقام فتح پور طلب ہوئے۔ چونکہ تسخیر ممالک کی رائے پاس ہوئی۔ بنابراں خانخانان احمد آباد واپس ہوئے اور خان اعظم دکن گئے۔ پھر خانخانان بھی اس مہم میں شامل ہوئے۔ دکن سے مرزا خاں نے مہم بدخشاں میں ساتھ جانیکے لئے عرضی کی۔

۹۹۵ھ میں یہ اور میر فتح اللہ شیرازی طلب ہوئے۔ مگر یہاں مہم بدخشاں ملتوی ہوگئی۔

۹۹۷ھ میں احمد آباد خان اعظم کو عنایت ہوا اور مرزا خان امرا سمیت دربار میں طلب ہوئے۔ ۹۹۸ھ میں ٹوڈرمل کے مرنے کے بعد وکیل مطلق کا منصب ملا۔ اسی سنہ میں خانخانان نے حسب الحکم واقعات بابری کا ترجمہ کرکے پیش کیا بہت پسند فرمایا۔

۹۹۹ھ میں بادشاہ نے ملتان اور بھکر خانخانان کی جاگیر میں دے کر ٹھٹھہ پر فوج کشی کرنے کے لئے روانہ کیا۔

ٹھٹھہ کے حاکم مرزا جانی نے خانخانان کے پاس ایلچی بھیجا۔ ادھر انھوں نے قلعہ سیوان میں آگ لگی دیکھ چپکے سے لگی فتح کرلی۔ اور قلعہ سیوان کا محاصرہ کرلیا۔ یہ سُنکر مرزا جانی نصیرپور کے گھاٹ پر خیمہ زن ہوا۔ غنیم کا غلام خسرو چرکس سپہ سالاری کرتا ہوا جنگی کشتیاں لیکر روانہ ہوا ادھر خانخانان بھی اپنی کل پچیس کشتیاں لیکر چلے۔ دریا میں خوب کشت و خون

ہونے کے بعد حریف کو شکست ہوئی۔ بہت سے مقام ان کے قبضہ میں آئے امرکوٹ کے راجہ نے بھی اطاعت قبول کی۔ اسی جنگ میں ایک مقام کی رعیت نے تمام کنوؤں میں زہر ڈال دیا۔ جس کے باعث فوج شاہی میں بڑی بے چینی ہوگئی۔ آخرکار جنگ فتح ہوئی مرزا جانی بھاگا۔

یہاں سے بھاگ کر مرزا جانی ہالہ کنڈی سے ۴ کوس پر قلعہ تعمیر کرکے بیٹھ گیا۔ خانخانان نے اس کا بھی محاصرہ کر لیا۔ آخر مرزا جانی نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی۔ خانخانان نے ان شرائط پر صلح کی کہ سیوستان کا علاقہ قلعہ سیوان سمیت اور بیس جنگی کشتیاں نذر کرے۔

مرزا ایرج پسر خانخانان کو اپنی بیٹی دے اور بعد برسات حاضر دربار ہو۔ مرزا خان ۱۰۰۱ھ کے جشن سالانہ میں مرزا جانی کو لیکر حاضر دربار ہوگئے بادشاہ نے انکو تین ہزاری کا منصب اور ٹھٹھہ کا ملک عنایت کیا۔

۱۰۰۲ھ میں اکبر نے خانخانان کو مہم دکن پر سلطان مراد کے ساتھ شامل ہونے کیلئے روانہ کیا۔ خانخانان راستے سے راجی علی خان حاکم خاندیس کو لیتے ہوئے پہنچے۔ شاہزادہ نے باوجود فرمان کے ان کا انتظار نہ کیا اور لشکر لے کر آگے چلدیا۔ انہوں نے احمد نگر سے تین کوس پر سلام کیا قبول نہ ہوا۔ پھر دوسرے دن گئے تو شاہزادہ نے بات نہ کی۔ شاہزادہ نے چاند بی بی سے صلح کرکے تمام مورچے وغیرہ اٹھا لئے۔

چاند بی بی نے پھر امرائے دکن وغیرہ سے ملکر ۰۰۰ ۶ لشکر فراہم کیا اور مقابلہ کو چلی۔ خانخانان نے یہ حال دیکھ کر شاہزادہ صادق محمد خان کو

(شاہ پور چھوڑ شاہرخ اور راجی علی خاں کو لیکر بیس ہزار فوج سے مقابلہ کو چلے ۱۷،
جمادی الثانی ۱۰۰۵ھ میں سہیل خان سپہ سالار عادل شاہ سے جنگ شروع ہوئی
خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی سہیل خان زخمی ہوا مگر اس کے ملازم اسکو گھوڑے
پر بٹھا کر لے گئے۔ غنیم کو شکست ہوئی اور خانخانان فتحیاب (ہوئے) راجی علی خان
بھی اسی جنگ میں مرا۔ خانخانان نے اس کی لاش کو میدان سے لاکر دفن کیا۔
اس کے مرنے کا خانخانان کو بہت صدمہ ہوا۔ انہوں نے فتح کے شکرانہ میں
دربار کو کل نقد و جنس ۵، لاکھ روپیہ کی بھیجی۔ بادشاہ نے خوش ہوکر خلعت اور
فرمان تحسین بھیجا۔)

(مرزا خان نے فتح کے بعد شاہ پور آکر شاہزادہ کو مجرا کیا۔ یہاں سے شاہزادہ
نے بادشاہ کو سید یوسف مشہدی اور ابو الفضل کے بھیجنے اور مرزا خاں کے واپس
بلانے کے واسطے لکھا۔ ادھر خانخانان نے تنہا فتح کرنے کا بادشاہ کو لکھا
اور اپنی جاگیر پر چلے گئے)+

(بادشاہ نے راجہ سالباہن کو شاہزادہ کے حاضر دربار کرنے کا حکم دیا اور سید
خواص کو خانخانان کے پاس تا واپسی شاہزادہ ملک کا انتظام کرنے کے لئے
بھیجا۔ مگر خانخانان نہ گئے۔ یہ بات بادشاہ کو ناگوار ہوئی۔ ۱۰۰۶ھ میں
خان خانان اپنے علاقہ پر گئے وہاں سے دربار میں حاضر ہوئے۔ اسی سنہ
میں ان کا جوان لڑکا مسمی حیدر قلی شراب کے نشہ میں آگ میں جلکر فوت
ہوا۔ خانخانان اسے حیدری کہتے تھے۔ اسی سال میں بادشاہ لاہور سے
آگرہ چلے۔ راہ میں ماہ بانو بیگم زوجہ خانخانان بمقام انبالہ فوت ہوئی)+

سنہ ۱۰۰۸ھ میں اکبر نے خان خاناں کی بیٹی جانا بیگم سے شاہزادہ دانیال کی شادی کی۔ اور شاہزادہ دانیال کو خانخاناں کے ساتھ مہم دکن پر بھیجا۔ اُنہوں نے ابوالفضل کو اپنی آمد تک حملہ سے روک دیا۔ ابوالفضل نے شکایت کی۔ بادشاہ نے خود پہنچکر آسیر کا محاصرہ کیا اور شاہزادہ کو احمد نگر پہنچنے کا حکم دیا۔ خانخاناں نے احمد نگر کا محاصرہ کیا۔ چاند بی بی قتل ہوئی وغیرہ مہم فتح ہوئیں۔ بادشاہ آسیر فتح کر کے آگرہ واپس ہوئے۔

سنہ ۱۰۰۹ھ میں خان خاناں نے تلنگانہ میں فتح کا جھنڈا گاڑا۔ کئی برس میں دکن کا بہت سا حصہ فتح کیا۔ سنہ ۱۰۱۲ھ میں دربار طلب ہوئے۔ بُرہان پور۔ احمد نگر اور برار کا ملک شاہزادہ کے نام ہوا۔ اور اس کی اتالیقی پر خانخاناں مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۰۱۳ھ میں شاہزادہ ۳۳ برس ۶ مہینے کی عمر میں فوت ہوا مرزا خان کی بیٹی جانا بیگم رانڈ ہوئی۔

سنہ ۱۰۱۶ھ میں حسب خواہش بعہد جہانگیر حاضر دربار ہوکر دو تسبیحیں موتیوں کی اور چند قطعہ لعل و زمرّد پیش کئے۔ جہانگیر نے ایک اسپ خاصہ۔ فتوح نام ہاتھی خاصہ اور بیس اور ہاتھی مرحمت فرمائے۔ خانخاناں نے ۱۲ ہزار سوار اور دس لاکھ کا خزانہ دینے پر ملک دکن ۲ برس میں صاف کرنے کا وعدہ کیا جہانگیر نے وزیر الملک کا خطاب اور پنجہزاری پنجہزار کا منصب دیکر مہم پر روانہ کیا۔

سنہ ۱۰۱۷ھ میں شاہزادہ پرویز دو لاکھ کا خزانہ وغیرہ لیکر خان خاناں کی مدد کے لئے گیا۔ خانخاناں نے یہاں ۶۳ برس کی عمر میں سب سے پہلی شکست کھائی اور احمد نگر قبضہ سے نکل گیا۔ سنہ ۱۰۱۸ھ میں شاہزادہ کی

(شکایت پر دربار میں واپس بلائے گئے۔

۱۰۲۰ھ سرکار قنوج اور کالپی وغیرہ خان خانان اور اس کی اولاد کی جاگیر میں عنائیت ہوا۔)

(۱۰۲۱ھ جب شاہزادہ دکن میں پریشان ہوا تو جہانگیر نے خانخانان کو طلب کرکے ششش ہزاری منصب ذات خلعت فاخرہ۔ کمر شمشیر مرصع۔ فیل خاصہ۔ اسپ ایرانی مرحمت ہوا۔ شاہ نواز خاں کو سہ ہزاری ذات و سوار اور خلعت و اسپ وغیرہ داراب کو پانسو ذات۔ تین سو سوار اضافہ کرکے دو ہزاری ذات۔ پندرہ سو سوار اور خلعت و منصب وغیرہ عنائیت کیا۔ ان کے ہمراہیوں کو بھی خلعت و اسپ مرحمت فرمائے +

خان خانان کے بیٹوں نے مہم دکن میں بڑے بڑے کارنمایاں کئے۔ ۱۰۲۶ھ میں جہانگیر نے شاہ نواز (خانخانان کا بیٹا) کی بیٹی سے شاہجہان کی شادی کی۔ اس کو خلعت با چارقب زربفت۔ و دُرّ دامن سلک مروارید۔ کمر شمشیر مرصع معہ پردلہ مرصع یا کمر خنجر مرصع عنائیت فرمایا +)

(۱۰۲۷ھ میں خانخانان نے اپنے بیٹے امراللہ کو جرار فوج دے کر گونڈوانہ الماس کی کان پر قبضہ کرنے بھیجا۔ چنانچہ کان پر قبضہ ہوگیا۔ اسی سنہ میں خان خانان برہان پور کے راستہ میں جریدہ قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے اور ہزار روپیہ نذر دیئے +

جہانگیر نے ان کو ایک سمند سمیر نام اسپ خاصہ اور پوستین جہ

(اس وقت پیش تھا اُن کو عنائیت کیا۔ پھر اس کے کئی روز بعد خلعت خاصہ با نادر طلائی معہ مادہ فیل عطا فرمایا۔ پھر صوبہ خاندیس اور دکن کی سند دیکر ہفت ہزاری ذات و ہفت ہزار سوار کا منصب عنائیت کیا۔ اور حامد خاں کو حسب درخواست خانخانان ہزاری ذات کا منصب چار سو سوار اور فیل و خلعت دے کر اُنکے ساتھ کیا۔)

خان خانان کا زوال

۱۰۲۸ھ میں ان کا بڑا بیٹا مسمی ایرج فوت ہُوا اور دوسرے برس ۱۰۲۹ھ میں رحمٰن (دوسرا بیٹا) بمقام بالاپور فوت ہُوا۔

۱۰۳۱ھ میں شاہجہان حسب الطلب خانخان اور داراب کو لے کر دکن سے حاضر دربار ہوئے قندھار کی مہم شاہجہان کے نام ہوئی۔ شاہجہان نے دھولپور کا علاقہ جہانگیر سے مانگ لیا۔ اس پر نورجہان نے بگڑ کر اس پر فوج کشی کردی۔ اس جنگ میں مہابت خاں سپہ سالار سے خانخانان کو دھوکا دیکر بہت ذلیل کرایا اور شاہجہان کو ان کی طرف سے مشتبہ کر دیا۔ داراب کا سر بحکم شاہی کاٹ کر تربوز کے بہانے خانخانان کے پاس بھیجا گیا۔ یہ بہت رنجیدہ ہوئے۔ یہ بھی مہابت خاں کی عنائیت سے ہُوا۔

۱۰۳۶ھ میں خان خانان حضور میں طلب ہوئے۔ مہابت خان نے بھی رخصت کرتے وقت اپنی گذشتہ تقصیرات کی معافی چاہی۔ حاضری کے کئی دن بعد خان خانان کو لاکھ روپیہ نقد انعام اور صوبہ قنوج عنایت کیا۔

(اور پھر خان خانان کا خطاب عطا ہوا۔)

(جب مہابت خاں نے شاہ اور بیگم کو علیحدہ علیحدہ قید کیا۔ بیگم اپنی حکمت سے قید سے نکلی مہابت خاں فرار ہوا۔)

(بیگم نے حسب استدعا خانخانان ان کو مہابت خاں کی بیخکنی کے لئے روانہ کیا اور مہابت خاں کی جاگیر خانخانان کی تنخواہ میں دی۔ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ خلعت۔ اور شمشیر مرصع۔ اسپ با زین مرصع فیل خاصہ۔ ۱۲ لاکھ روپیہ نقد۔ گھوڑے۔ اونٹ وغیرہ وغیرہ اور اجمیر کا صوبہ عنایت کیا۔ یہ لاہور پہنچکر بیمار ہوئے۔ دہاں سے دلی آکر ۱۰۳۶ھ میں فوت ہوئے۔ ہمایوں کے مقبرہ کے پاس دفن کئے گئے خان سپہ سالار کو تاریخ ہوئی +

تصنیفات خانخانان

(۱) تزک بابری کا ترکی سے فارسی زبان میں بحکم اکبر ۹۹۸ھ میں ترجمہ کرکے پیش کیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوئے

(۲) انھوں نے جوتش میں ایک مثنوی لکھی۔ جس کا ایک مصرعہ فارسی اور ایک سنسکرت میں ہے +

(۳) فارسی کا دیوان ہے مگر اس میں متفرق غزلیں اور رباعیات ہیں +

باغ فتح } بمقام احمد آباد جہاں مظفر پہ فتح پائی تھی وہاں خانخانان نے ایک باغ لگا کر باغ فتح اس کا نام رکھا۔ دکنی اسے فتح باڑی

کہتے ہیں +

عبدالرحیم خان خاناں کی سخاوت

ایک روز خان خاناں ملازمین کی چھٹیاں تقسیم کر رہے تھے کہ کسی پیادہ کی چھٹی پر ہزار دام کی بجائے ہزار روپیہ لکھ گئے۔ دیوان نے عرض کی کہ اب قلم سے نکل گیا ہے +

ایک دن نظیری نیشاپوری نے لاکھ روپیہ دیکھنے کی آرزو کی۔ اُنہوں نے لاکھ روپیہ کا ڈھیر لگوا دیا۔ نظیری نے ڈھیر دیکھ کر شکرانہ الٰہی ادا کرنا چاہا خانخاناں یہ کہہ کر کہ اللہ جیسے کریم کا اتنی سی بات پر کیا شکر کرتا ہے۔ وہ لاکھ روپیہ اُسی کو دے دیا +

یہ ایک دفعہ دربار شاہی سے برہان پور کو رخصت ہوئے۔ انہوں نے پہلی منزل پر پڑاؤ کیا۔ آپ باہر شامیانہ کے نیچے کرسی پر بیٹھے تھے کہ ایک فقیر اُدھر سے یہ شعر پڑھتا ہوا نکلا ؎

منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست
ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت

چونکہ ان کا خطاب منعم خاں تھا اِس لئے ایک لاکھ روپیہ فقیر کو عنایت کیا غرض سات منزل پر اسی طرح بیٹھے اور ایک ایک لاکھ روپیہ دیا +

آٹھویں منزل پر بھی حسب معمول بیٹھے مگر فقیر نہ آیا تو کہا کہ فقیر تنگ حوصلہ تھا میں نے تو پہلی ہی منزل پر ۲۷ لاکھ خزانہ سے منہا کر دیا تھا۔

(اسی قسم کے ہزاروں واقعہ ہیں۔ چنانچہ ایک شخص نے یہ قطعہ لکھ کر پیش کیا۔ انہوں نے کہا کیا چاہتے ہو؟ اس نے ایک لاکھ روپیہ مانگا انہوں نے سوا لاکھ دے دیا۔ قطعہ

اے خان جہان خانخانان | دارم صنمے کہ رشکِ چین است
گر جان طلبد مضائقہ نیست | زر مے طلبد سخن درین است)

موزونی طبع

خان خانان کو شعر گوئی میں خاصی مہارت تھی ان کی غزل کا مطلع درج ہے۔ مطلع

شمار شوق ندانستہ ام کہ تا چند است
جز ایں قدر کہ دلم سخت آرزومند است

میاں فہیم

میاں فہیم ایک راجپوت کا لڑکا تھا اس کو خانخانان نے اولاد کی مثل پرورش کیا اور اس سے بہت مانوس تھے۔

جب خان خانان کو مہابت خان نے بلایا تو فہیم نے اُن سے کہا کہ وہ دغا کرے گا۔ چنانچہ مہابت خان نے اُن کو نظر بند کرتے ہی فہیم کے ڈیرے پر آدمی بھیجے۔ فہیم نے وضو کر کے نماز دوگانہ ادا کی اور پھر خود بیٹا اور چالیس جاں نثاروں کے ساتھ اُن پر ٹوٹ پڑا اور مارا گیا۔ اس کے مرنے

جانے کا خان خاناں کو بہت صدمہ ہوا۔ اس کی لاش دہلی بھیج کر دفن کی اور ہمایوں کے مقبرہ کے پاس اس کا مقبرہ بنوایا +

مسیح الدین حکیم ابوالفتح گیلانی

(حکیم ابوالفتح کے) والد مولانا عبدالرزاق گیلان کے نہائیت ناموباً فاضل تھے۔ اور خصوصاً حکمت نظری اور الٰہیات میں بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔ گیلان میں صدرالصدور رہے۔ ۹۷۴ھ میں خان احمد حاکم گیلان کے ساتھ گرفتار ہو کر قید ہی میں فوت ہوئے +

حکیم چار بھائی تھے۔ حکیم ابوالفتح۔ حکیم ہمام۔ حکیم نورالدین حکیم لطف اللہ اصل میں حکیم ابوالفتح لاہجان علاقہ گیلان کے باشندہ تھے +

۹۸۳ھ میں تینوں بھائی ہندوستان آ کر داخل دربار ہوئے بنگالہ کی مہم جاری تھی کہ ۹۸۷ھ میں بادشاہ نے راجہ بیتر داس کو دیوان اور حکیم ابوالفتح کو صدارت اور امینی کی خدمت دے کر امرا کے ساتھ باغیوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ (بابا خان کے مارے جانے پر تمام قاقشال خیل باغی ہو گئے۔ ۹۸۸ھ میں رائے بیتر داس اور حکیم کو دربار سے تازہ مدد پہنچی مظفر کو باغیوں نے پکڑ کر قتل کر دیا۔ رائے اور حکیم بھیس بدل کر بھاگ کر حاجی پور کے قلعہ میں پہنچے وہاں سے حاضر دربار ہوئے ۹۹۰ھ میں دہلی، مالوہ گجرات کی صدارت حکیم کو عنائیت ہوئی +

۹۹۴ھ میں ہشت صدی کا منصب عنایت ہوا (۹۹۵ھ میں مرزا سلیمان حاکم بدخشان دوبارہ ادھر آیا۔ آپ نے شاہزادہ مراد، پانچ ہزار سواروں کو ٹوڈرمل - آصف خان - ابوالفضل اور حکیم ابوالفتح کے ساتھ پیشوائی کے لئے بھیجا)

(۹۹۷ھ میں بادشاہ کشمیر سے پھر کر براہ مظفر آباد - پکھلی سے ہوتے ہوئے گذر کر حسن ابدال میں خیمہ زن ہوئے - اسی سفر میں حکیم بمرض درد شکم و اسہال بیمار ہوئے بادشاہ خود دو تین دفعہ عیادت کو گئے آخر ۹۹۷ھ میں ان کا انتقال ہوا - اور حسب الحکم خواجہ شمس الدین خانی کے گنبد کے برابر حسن ابدال میں دفن کئے گئے - خدا بخشد ہزار دمادم تاریخ ہوئی (بادشاہ کو ان کے مرنے کا بہت رنج ہوا اور اس کے بھائی حکیم ہمام کو جو سفارت توران پر گیا تھا آپ فرمان تعزیت لکھا - جب بادشاہ دوبارہ حسن ابدال گئے تو حکیم ابوالفتح کی قبر پر جا کر فاتحہ مغفرت کی)

تصنیفات حکیم ابوالفتح

فتاحی - شرح قانونچہ -

قیاسیہ - برائے نام شرح اخلاق ناصری ہے - کیونکہ یہ خود ۴۰۰ صفحہ کی کتاب ہے

چار باغ - اس میں خطوط وغیرہ اور بعض کتب پر ریویو ہیں

ان کا بیٹا حکیم فتح اللہ عہد جہانگیر میں بمقام کابل خسرو کی سازش کے

الزام میں گرفتار ہوا۔
حکیم ابوالفتح کا پوتا ضیاء اللہ نہ صدی منصب تک پہنچا +

حکیم ہمام

حکیم کا اصل نام حکیم ہمایوں تھا۔ اکبر نے ہمام کر دیا۔ (انھوں نے ششش صدی منصب سے آگے ترقی نہیں کی۔ مگر اعتبار کی وجہ سے دسترخوان خاصہ ان کے سپرد تھا۔ ۹۹۴ھ میں حسب الحکم عبداللہ خان ازبک کے پاس سفیر ہو کر گیا وہاں سے ۹۹۶ھ میں واپس ہوا +)
۱۰۲۳ھ میں دو مہینے بمرض دق مبتلا رہکر بمقام لاہور انتقال ہوا۔ حسن ابدال میں بھائی کے پاس دفن کیا گیا +
حکیم ہمام کے دو لڑکے تھے۔ ایک حاذق جو فتح پور سیکری میں پیدا ہوا۔ حکیم حاذق سخت متکبر اور بد مزاج تھا شاعر بھی تھا۔ حاذق تخلص کرتا تھا (صاحب دیوان تھا۔ اس نے باپ کے بعد بعہد شاہجہان سہ ہزاری منصب تک ترقی کی۔ اس کو آخر عمر ۸ جلوس شاہجہانی میں ... ۴ ہزار روپیہ کا وظیفہ ملنے لگا۔ ۱۰۶۸ھ میں حاذق فوت ہوا +
دوم حکیم خوشحال شاہزادہ خرم کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ اس لئے شاہجہان نے اس کو ہزاری تک منصب دیا (اور فوج دکن کا بخشی بھی کیا مہابت خان صوبہ دار دکن بھی اس پر بہت عنایت کرتا تھا +

حکیم نورالدین ۹۸۳ھ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ ہندوستان آئے یہ شاعر تھے اور قراری تخلص تھا۔ یہ صاحب دیوان تھے۔ ان کا دماغ صحیح نہیں تھا +

شاہ فتح اللہ شیرازی

شاہ کا مذہب شیعہ اور وطن شیراز تھا۔ کمال الدین شیروانی اور میر غیاث الدین منصور شیرازی کے شاگرد تھے۔ ابتدا میں ترک دُنیا کے خیال سے زیادہ میر شاہ میر تکنہ کی خدمت میں رہتے تھے نہایت ذکی۔ ذہین اور طباع تھے۔ چنانچہ پہلے ہی دن حاشیہ میر پڑھنے بیٹھے۔ تو اس پر ایسی فاضلانہ تقریر کی کہ اُستاد اور حاضرین کی عقل دنگ ہوگئی (ازاں بعد یہ اُستاد کو ادب بجالانے کے لئے کھڑے ہُوئے تو خواجہ نے سبقت کرکے خود سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ آج تو تم نے ہمیں خوب مستفیض کیا۔ چنانچہ چند روز میں منتہی ہوگئے۔ شاہ الٰہیات۔ ریاضیات۔ طبیعیات اور کل اقسام علوم و فنون کے ماہر اور کامل تھے)۔

یہ منتہی ہو کر دکن آئے۔ یہاں والئے بیجاپور کے دربار میں وکیل مطلق ہُوئے اس کی وفات پر ابراہیم عادل شاہ انہی کی کوشش اور سعی سے ۹۸۸ھ میں تخت نشین ہُوا۔ پھر اکبر نے ان کی قابلیت کا شہرہ سُنکر ابراہیم عادل شاہ کو فرمان لکھا۔ اور راجی علی خاں حاکم خاندیس سے بھی تحریک کرائی ربیع الاول ۹۹۱ھ میں شاہ فتح اللہ شیرازی دکن سے حسب فرمان طلب فتح پور پہنچے حکیم ابوالفتح اور خان خانان حسب الحکم ان کے استقبال کو گئے حاضری پر صدارت کا منصب اور پرگنہ بسا ور بے داغ و محلی جاگیر میں عنائیت کیا۔

شاہ صوم و صلوٰۃ کے اس درجہ پابند تھے کہ عین دیوان خانہ خاص پر باجماعت مذہب امامیہ کی نماز پڑھتے تھے۔ یہ بات سوائے ان کے کسی کو نصیب نہ ہوئی +

اکبر نے مظفر خاں کی چھوٹی بیٹی سے شاہ کی شادی کر کے اپنا ہمزلہ کیا۔ اور منصب وزارت میں راجہ ٹوڈرمل کے شریک ہوئے۔ شاہ کی تاریخ

آمد شاہ فتح اللہ امام اولیا ہوئی +

(۹۹۳ھ میں عضد الدولہ فتح اللہ امین الملک ہوئے اور راجہ ٹوڈرمل صرف دیوان۔ پھر راجہ حسب الحکم کل مہمات مالی و ملکی ان کی رائے سے کرنے لگے +)

(شاہ نے حسب الحکم مظفر خاں کے عہد دیوانی کے مقدمات فیصل کئے اور امور غور طلب کی فہرست بنا کر پیش کی۔ یہ فہرست منظور ہو کر اکبر نامہ میں داخل ہوئی۔ اسی سنہ میں تسخیر دکن کے لئے خان اعظم کوکلتاش سپہ سالار فوج ہوئے اور شاہ فتح اللہ کو کل ہندوستان کی صدارت ملی۔ پھر بادشاہ نے پانچہزار روپیہ گھوڑا اور خلعت عنایت کر کے خان کے ساتھ مہم دکن پر راجی علی خان حاکم خاندیس کے حاضر دربار کرنے یا مطیع کرنے کے لئے روانہ کیا۔ شاہ کسی بات پر خان اعظم سے ناراض ہو کر دکن سے خان خانان کے پاس احمد آباد چلے گئے۔ ۹۹۳ھ میں شاہ فتح اللہ اور خان خانان احمد آباد سے لاہور طلب ہوئے۔ جب یہ دونوں حاضر ہوئے تو دربار سے جدا کر دیا گیا +)

(۹۹۷ھ میں شاہ فتح اللہ عضد الدولہ کو لبسا ور کی جاگیر دروبست اور

ائمہ مساجد کی جاگیر بھی انہیں عنایت ہوئی۔ اسی سنہ میں شاہ فتح اللہ اکبر کے ساتھ کشمیر گئے اور جاتے ہی بیمار ہو گئے۔ بادشاہ کئی مرتبہ ان کی عیادت کو گئے اور بہت دلداری کی۔ بادشاہ خود کابل چلے گئے اور ان کے علاج کے لئے حکیم حسن کو چھوڑا اور پھر راستے سے حکیم مصری کو بھی بھیجا تاکہ دونوں اتفاق رائے سے علاج کریں۔ مگر حکیم مصری کی آمد سے قبل شاہ کا انتقال ہو گیا۔ ان کے مرنے کا بادشاہ کو بہت صدمہ ہوا اور حسب الحکم کوہ سلیمان کے دامن میں سید عبداللہ چوگان بیگی کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔ فرشتہ بود تاریخ ہوئی۔ شاہ فتح اللہ کاغذات پر دستخط کرتے وقت فتحی یا فتحی شیرازی لکھتے تھے۔ اکبر ان کو میر فتح اللہ کہتا تھا۔

تصنیفات شاہ فتح اللہ شیرازی

شاہ نے ایک رسالہ حالات و عجائبات کشمیر میں لکھا جو حسب الحکم اکبرنامہ میں داخل ہوا۔

خلاصۃ المنہج۔ فارسی زبان کی مشہور تفسیر ہے۔

منہج الصادقین۔ ایک مفصل و مبسوط تفسیر لکھی۔

تاریخ الفی } اس تاریخ کے سال دوم کے حالات انہوں نے قلمبند کئے۔

زیچ جدید۔ تاریخ الہی اکبر شاہی کا ایک حصہ ان کی زیر نگرانی لکھا گیا۔